

اس ناول کے کردار واقعات
مقامات قطعے فروع ہیں۔ کسی
قسم کے مماثلت محض اتفاق ہوگی۔
جس کے لیے ادارہ یا مصنف ذمہ دار نہ ہونگے

قیمت: ۱۰ روپے

اسرار احمد (ایم سی) نے ایجوکیشنل پریس سے چھپوا کر دفتر اسرار پبلی کیشنز

پلازہ خیرہ ویرس کالونی کڑی سے شائع کیا

غالباً دسمبر ۱۹۷۸ء کی بات ہے۔ جب میں نے اس ناول کا اشتہار
ترتیب دیا تھا اور "ہلاکت خیز" نام تجویز کرتے وقت اس کا وہم و
گمان تک نہیں تھا کہ خود میری قوم کو کسی ہلاکت خیزی کا سامنا کرنا
پڑے گا۔ اشتہار میں ہاتھی کا بھی ذکر تھا۔ سو آخر ہاتھی بھی
نکل آیا۔ ہاتھی پھر ہاتھی ہے، خواہ پورس کا ہو یا ابراہیم کا۔
اور ۱۹۷۸ء میں پورس کے ہاتھی کا کردار ادا کرنے کے بعد شاید
اس بار ابراہیم کے ہاتھی کا کردار ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔
۱۹۷۹ء کے بعد سے اس وقت تک شاید ہم اسی کے منظر
سے کہ دیکھیں ابراہیم کے ہاتھی کا کردار کس حسن و خوبی سے
ادا کرتا ہے۔ اوور ایکٹنگ تو نہیں کرتا۔۔۔ خدا کا شکر ہے
کہ ہر وقت "کٹ" کا نعرہ لگ گیا اور قوم تباہی سے بچ گئی۔
کچھ بھی ہوا ہو لیکن میں آپ سے بچہ شرمندہ ہوں کہ
یہ کتاب ویسی نہ ہو سکی جیسی میں چاہتا تھا۔ جب ہم خود ہلاکت
خیز یوں سے دوچار ہو کر ذہنی انتشار میں مبتلا ہو گئے ہوں تو

مار دھار سے بھر پور کمائی کس طرح ممکن جاسکتی ہے خصوصیت
سے نوجوان مجھے معاف کر دیں

اب دوسری نیٹے آج ہی کے اخبارات میں یہ خبریں حروف
میں شائع ہوئی ہے کہ روس ایک ایسی ایٹمی شعاع بنانے میں کامیاب
ہو گیا ہے جو جن برقی میزائلوں کو فضا ہی میں تباہ کر دے گی...
لیکن میں پوری سچائی سے اعلان کرتا ہوں کہ زیر ولینڈالوں
نے یہ شعاع آج سے ایک مہینہ قبل استعمال کی تھی... اور
اس کے سلسلے میں عمران کو دل کھول کر آقا بنایا تھا لیکن میری کون
ٹسے گا کریدٹ روس ہی کو جائے گا۔ اللہ کی مرضی۔

تیسری بات یہ ہے کہ ماشاء اللہ اس بار تنخواہوں میں بھی
اضافہ ہوا ہے۔ لہذا ادھر بھی بات "چرنی" کی نہیں رہے گی۔ یہ
اضافہ مجھے اسی وقت کر دینا چاہیے تھا جب دوسروں نے کیا تھا
لیکن میرا آپ سے وعدہ تھا کہ آپ کی تنخواہوں میں اضافے سے
قبل قیمت میں اضافہ نہیں کروں گا۔ خواہ گوشت کسی بھاؤ تک
جائے۔ بہر حال تنخواہوں میں اضافے کی بناء پر اجرتوں میں بھی
اضافہ ہوئے ہیں۔ اس لئے اب عام شمارے تین روپے کے اور
خاص نمبر ساٹھ چار روپے کے ہوا کریں گے...

صف
اس

جسہاز پا کے درختوں سے گھرے ہوئے شہر دارالسلام پر چکر لگا رہا تھا...
ہاتھ کے مطابق مسافروں نے حفاظتی پٹیاں کس لی تھیں۔ ذرا ہی سی دیر میں جسہاز
دارالسلام کے ائیر پورٹ پر لینڈ کرنے والا تھا۔ جیمن نے کنکھیوں سے ظفر الملک
کی طرف دیکھا جو بٹا ہوا گھر رہا تھا۔ -- لیکن حقیقتہً وہ بھی کنکھیوں سے اپنے برابر
بیٹھی ہوئی یورپین لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا۔

جیمن نے ابھی تک یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی آخر اتنے لمبے سفر کے بعد
کیوں گواہ کی گئی تھی۔ سیاحت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ کیونکہ ظفر کی مالی حالت
اُس پر اظہر من الشمس تھی... پھر تنزانیہ کا سفر کیوں؟

لیکن آئے یہ ضرور معلوم تھا کہ دارالسلام کے سب سے بڑے اور مہنگے ہوٹل...
کلیمنٹینا رومیں اُن کا قیام ہو گا۔ وہاں دو کمرے پہلے سے ریزرو کر لئے جا چکے تھے۔
جن کا کرایہ دو سو ساٹھ شٹنگ پو رہا تھا۔ اور یہ بھی متوسط درجہ کی بورڈ وائش کے لئے تھا

دردِ صوفیہ قیام اور ناشتے کے لئے انھیں ایک سو اسی شنگ فی کس پر خرچ کرنا پڑتا۔ بہر حال جیسن اچھی طرح جانتا تھا کہ ظفر کی جیب اتنی بھاری نہیں تھی۔ لہذا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچ سکتا تھا کہ یہ عیاضی سرکاری ہی خرچ کی مرہون منت ہوگی۔

ان دنوں جیسن بڑی خاموشی سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ زیادہ تر پڑھتا رہتا تھا۔ زبان میں زہر لپا پن بھی نہیں رہا تھا۔ خواہ مخواہ ہر ایک خوش اخلاقی برتنے کو بھی چاہتا۔ وجہ یہ تھی کہ صوفیائے کرام کی زندگیاں زیرِ مطالعہ تھیں اور ان کے تزکیہ نفس کی سوجھی تھی۔۔۔۔۔

خوبصورت عورتوں کو گھورنا ترک کر دیا تھا۔ بیڑنگ نہیں چھتا تھا۔ مونگ کی دال اور کوئی غذا اٹھبری تھی۔ دنیادی تزک و احتشام کو حقارت سے دیکھنے لگا تھا۔۔۔ کبھی کبھی

ظفر کو بغور دیکھتا تو اسے ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ ایک بے بس چرپائے کی طرح اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔ کچھ دنوں پہلے آنکھوں میں ذہانت کی جو چمک نظر آتی تھی اب وہی لامعلی کی بے بصارتی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ سوچتا یہ شخص کیا جانتا ہے۔ کچھ بھی تو نہیں

سرکس کے ایک اداکار کی طرح اپنے شب و روز گزار رہا ہے۔ ہنستا ہے تو اسے علم نہیں ہوتا کہ کیوں نہیں رہا ہے اور ایسوں کو روزانہ کہاں نصیب ہوتا ہے۔ روتے تو عقل والے ہیں روتے ہوئے دنیا میں آتے ہیں اور زندگی بھر روتے رہتے ہیں۔

بہر حال ظفر الملک اس سفر کے دوران میں کئی بار کوشش کر چکا تھا کہ اُس یورپین لڑکی کی توجہ کا مرکز بن سکے لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

جیسن خاموش تماشائی بنا رہا تھا۔ ایک بار بھی اس مسئلے پر اظہارِ خیال کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ دراصل جیسن کا خیال تھا کہ اُس کے دل کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ لہذا اسے صوفیہ لذتِ تماشائی تک محدود رہنا چاہیے۔ تفسیر وہ خود کر سکتا ہے۔ اُس اداکار سے کیا پوچھے جو خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔

تو جیسن آفتاب کی چند کتابیں پڑھ کر خود کو ایسا ہی صاحبِ حال سمجھنے لگا تھا جہاں کے لینڈ کرتے ہی ذہن پر عجیب سا سناٹا طاری ہو گیا۔

یورپین لڑکی سیٹ سے اٹھی تھی اور ظفر حفاظتی پیلیں ہی کھولتا رہ گیا تھا۔ وہ آگے بڑھ گئی اور جیسن نے کہا: "خود کو قابو میں رکھئے یورپائی نہیں۔۔۔ ضروری نہیں کہ اُس کی اور آپ کی منزل ایک ہی ہو۔۔۔"

"اوہ۔۔۔ تم بولے تو۔۔۔ ظفر نے جھنجھکی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میں نہیں۔ کوئی اور بولا تھا۔۔۔"

"ریش۔۔۔ چلو۔۔۔ آگے بڑھو۔۔۔"

یورپین لڑکی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

"اپنی گھڑی گرنچ مین ٹائم سے تین گھنٹے آگے بڑھا لو۔ ظفر نے لکاسی کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"زبان یاد رکھوں گا۔ گھڑی کو نہیں چھیڑ سکتا۔ کیونکہ میری پیدائش گرنچ مین ٹائم

کے مطابق ہی ہوئی تھی۔۔۔ تو آؤ فلس یورپائی نہیں۔۔۔"

ایئر پورٹ سے وہ ٹیکسی میں سٹی ڈرائیو کی طرف روانہ ہوئے۔ کلیمینجارو کی دس منٹ کی مسافت بھی ڈرائیو پر واقع تھی۔

ظفر الملک درمیانِ گری گہری سی سانسیں لیں اور بولا: "عجیب سی مہک ہے فضا میں! بالکل ہی نئی دُنیا معلوم ہوتی ہے۔۔۔"

"ارہوں سال پرانی! جیسن ہراسا نہ بنا کر بولا: "کفن اور کافور کی بو ہوگی۔"

"کیوں واقعی خراب کر رہے ہو میرا۔۔۔ ظفر جھنجھلا کر بولا۔

"میں آپ کو نجات کے راستے پر لگانا چاہتا ہوں۔۔۔"

"یہاں۔ اتنی دُور۔۔۔ خطِ استوا کے قریب۔۔۔"

"ماحول کی تبدیلی سے بڑی مدد ملے گی۔ گھر پر شاید ممکن نہ ہوتا۔"

"اچھا بس۔۔۔ میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔"

"ایڈیو پلیز۔ لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ہم اتنے بڑے مہل میں کیوں تیار کر رہے ہیں!۔"

”اپنی جیب نہیں کر رہے۔۔ جو کچھ کہا گیا ہے کرنا ہے۔“
 ”یہاں کونسی زبان بولی جاتی ہے۔“
 ”سواہلی اور انجلس۔۔“
 ”آپ کو آتی ہے سواہلی۔“
 ”نہیں۔۔“
 ”کاش مجھے آتی ہوتی۔ یہاں کے عوام سے گفتگو کر سکتا۔“
 ”شکر ہے کہ وہ تمہاری بکواس سے محفوظ رہیں گے۔“
 ”لینگویج پلیئر۔۔“
 ”کلینجھارد ہو چکر ظفر الملک کی باپھیں کھل گئیں۔ عمارت کے سامنے ہی ایک مرد
 اوپک سائز سوئینگ پول نظر آیا تھا۔ بڑی پُر نفا جگہ تھی۔ ساحل بھی کچھ زیادہ دیر
 نہیں تھا۔ بڑی خوشگوار مہرا سمندر کی جانب سے چل رہی تھی۔ اور وہ عجیب سی مہک جو
 اُس نے جہاز سے اترتے ہی محسوس کی تھی۔ یہاں بھی برقرار تھی۔
 ”مورج غروب ہونے والا تھا اور وہ پانچویں منزل پر اپنے کمرے میں پہنچے تھے۔
 ”الگ الگ کمرے کی کیا ضرورت تھی یورپائی نس۔۔ جیمین نے اعتراض کیا۔
 ”میں نہیں جانتا۔ ریزریشن میں نے نہیں کرایا تھا۔“ ظفر بیزاری سے بولا۔ لیکن مجھے
 حیرت ہے کہ تم نے ابھی تک یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ہم یہاں آئے کیوں ہیں۔“
 ”در اصل مجھے آجکل دوسرے سوال نے الجھا رکھا ہے۔“
 ”وہ کیا ہے۔۔“
 ”ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں۔“
 ”اچھا سوال ہے۔“ ظفر سر ہل کر بولا۔ ”اور اگر آئے ہی تھے تو جن سے جیمین کون ہو گئے۔“
 ”نو پسنل ایک پلیئر۔۔“
 ”تیسرا سوال پیدا ہو گیا۔۔“ ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔ ”یہ پسنل کیا چیز ہے۔“

”کیا مطلب۔۔“

”آفتوں میں پسنل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں بھی پُر خشار تھا ہوں۔ اچھا اب

اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں آرام کروں گا۔“

جیمین کچھ کہے بغیر دروازے کی طرف بڑھا۔ اسکا کمرہ مزید دو کمرے کے بعد تھا۔

”ٹھیک کر قفل میں چابی لٹکا ہی رہا تھا کہ قریب سے ایک مترنم سی آواز آئی۔“ میں کوئی

مرد کر سکتی ہوں۔“

وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ برابر والے کمرے کے دروازے پر ایک سفید فام عورت کھڑی

مسکرا رہی تھی۔ عمر پچیس اور تیس سال کے درمیان رہی ہوگی۔ ہال سنہرے تھے اور آنکھیں

گہری نیلی۔“

”کیا میں کوئی عجوبہ ہوں۔۔ اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔“ وہ ہنس کر بولی۔ اور جیمین نے

الوازہ کر لیا کہ کسی قدر نشے میں بھی ہے۔“

”کیا بات نہیں محترم۔۔“ اُس نے خشک لہجے میں کہا۔

”کیا بات ہے۔۔“

”پندرہ بیس سال بعد عورت نظر آتی ہے۔“

”کیا بات ہوئی۔۔“

”خود مجھے بھی نہیں معلوم۔۔“

”ایسے ہی معصوم نظر آتے ہو۔۔“ وہ پھر سنسن پڑی اور جیمین نے بھی خواہ مخواہ

دانت نکال دیئے۔

”آؤ کچھ دیر میسر ساتھ بیٹھو! میں اس وقت بہت ادا میں ہوں۔۔“

”کوئی مضائقہ نہیں۔۔“ جیمین سک گیا۔ کنبی دوبارہ جیب میں ڈال لی۔ عورت کچے

ہنٹ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ اُسکے کمرے میں داخل ہوا۔

ساتھ ہی میز پر اسکا چم کی بوتل نظر آئی۔ جیمین طویل سانس لے کر رہ گیا۔ زبان میں

گدگدی سی ہرنے لگی تھی۔ بہت دنوں سے چٹھی تک نہیں تھی۔

”میں جو مجھے نہیں کیا۔“ عورت بولی۔

”شکر۔“ کہہ کر جیمین بیٹھ گیا۔

”تمہاری ڈاڑھی بہت خوبصورت ہے۔ کہاں سے آئے ہو۔“

”جنا لوہے سے۔“

”میرا نام بسلی کارڈو ہے۔“

”اور میں ڈگم جم ہوں۔“

”تمہاری ڈاڑھی سے مناسبت رکھتا ہے۔ نام۔“

”ڈاڑھی کو موضوع سخن بنانا پسند نہیں کرتا۔“

”میری کسی بات کا برا مت منانا میں بہت دکھی ہوں۔“

”تمہائی کی وجہ سے۔“ جیمین نے سوال کیا۔

”خدا جانے... کیا تم نہیں پوچھو گے۔ اپنی مدد آپ کرو۔“

”خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں اٹھ لی۔“

”تمہا ہو۔ یا کسی پارٹی کے ساتھ۔“

”نہ تمہا ہوں اور نہ کسی پارٹی کے ساتھ۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”میرا پاس دوسرے کمرے میں مقیم ہے۔“

”راؤ۔“ ایک بیک وہ اور زیادہ معنوم نظر آنے لگی۔ کچھ دیر بعد بولی ”میں بھی تھی

شائد میری ہی طرح تمہا ہو۔“

”تم کیوں تمہا ہو۔“

”بہن یونہی۔ یہاں سکون کی تلاش میں آئی ہوں۔“

”نیلے آسمان کے نیچے سکون کہاں۔ مردے تک قبروں میں مغلطہ رہتے ہیں۔“

”قبروں کا بات کیوں نکالی۔“ وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ لہجہ بھی اچھا نہیں تھا۔

”برسبیل تذکرہ۔ گورکن یا تدفین کرنے والی کسی فرم کا نمائندہ نہیں ہوں۔“

وہ خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔

”اگر میری بات سے تکلیف پہنچی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔“ جیمین بولا۔

”مجھے کسی بات سے صدمہ نہیں پہنچتا۔“ وہ اپنے لئے گلاس تیار کرتی ہوئی بولی

”میں تو یہاں مرنے کے لئے آئی ہوں۔“

”کہاں سے آئی ہو۔“

”نیویارک سے۔“

”وہاں مرنے میں کیا دشواری تھی۔“

ایک ہالگھوٹ لے کر اُسے گھورتی ہوئی بولی ”کیا تم میرا مضحکہ اُڑانے کی کوشش

کرتے ہو۔“

”نہیں۔“ ایک سادہ سا سوال تھا۔“

”نہیں۔“ وہ مزید گھبراہٹ سے بات ہے۔“

”یہ تو کیا ہے۔“

”دھماکے سے میری جمالیاتی میں کوٹھیں پھونچ سکتی ہے۔“

”نیویارک میں کوئی قس یا چالیس منزلہ عمارت بھی آزمائی جاسکتی تھی۔“

”ایک دفعہ تو یہاں کی مریض ہوں۔“

”سمت در کے بارے میں کیا خیال ہے۔“

”اس کے تصور سے بھی گھن آتی ہے کہ گندی پھلیاں مجھے کھا جائیں۔“

”تو پھر یہاں کیا۔“ جیمین حبلہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گیا۔

”یہاں کی موت بھد شائد ہوگی۔“ وہ پرجوش لہجے میں بولی۔

”تم نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ حالانکہ ہم کچھ ہی دیر پہلے ملے ہیں۔“

”تمہیں۔۔۔“ لیلیٰ نے حیرت سے کہا ”تمہیں کیا تشویش ہو سکتی ہے۔“

”یہی کہ یہاں کی موت کس تدبیر سے شاندار ہو سکے گی۔“

”تم نہیں سمجھتے۔“ وہ زور سے ہنس پڑی۔

جیمین نے بالواسطہ انداز میں سر کو منفی جنبش دی۔

”سکو۔“ وہ ہنسیاں بھینچ کر بولی ”میں ہمیشہ طاقت کی پُجارتن رہی ہوں۔ کیا سمجھتے؟“

”سمجھ گیا۔“

”کیا سمجھ گئے۔“

”شاید ابھی نہیں سمجھا۔ یہ نہی روادری میں کہہ گیا تھا۔“

”تم نہیں سمجھ سکو گے۔ کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا، اس الزکے خیال نے صحت میرے ذہن پر

جہنم لیا ہے۔۔۔ اس لئے میں امریکہ کی عظیم ترین بستی ہوں۔“

”اس میں کیا شک ہے۔“ جیمین نے سنجیدگی سے کہا۔

”خاموش رہو۔ تم کچھ بھی نہیں سمجھتے۔“ وہ کسی قدر تیز ہو کر بولی۔

”سمجھا سکا بھی اعتراض ہے۔“

”مت بکواس کرو۔۔۔ یہ بھی ہے! اور وہ بھی ہے۔۔۔“

”بالکل۔“ جیمین سر ہٹا کر بولا۔ ”نہ اس کی حقیقت سے انکار کیا جاسکتا ہے۔“

اور نہ اسکی۔ جو میرے تجربے میں آجائے وہی سچائی ہے۔ جسکا احاطہ میرا ذہن نہ کر سکے وہی

سب سے بڑا جھوٹ۔“

”کیا تم میرا مانع خراب کر دو گے۔“ وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

”نہیں! میں صرت یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مرنے کا وہ شاندار طریقہ کیا ہوگا۔“

”اچھا۔ اچھا۔“ لیلیٰ نے قہقہہ لگایا۔ پھر سنجیدہ ہو کر کچھ سوچتی رہنے کے بعد

بولی۔ ”کیا میں تمہیں غورسنزدہ نظر آ رہی ہوں۔“

”ہرگز نہیں! تمہارے چہرے پر تو عزم و استقلال کی بارش ہو رہی ہے۔“

”شکر۔۔۔ بس یہی معلوم کرنے کیلئے میں تمہیں یہاں لائی تھی۔ اگر جانا چاہو تو جاسکتے ہو۔“

”تمہارا کام تو ہو گیا۔ لیکن ابھی میرا نہیں ہوا۔“

”کیا کہنا چاہتے ہو۔“

”شاندار موت کا طریقہ۔“

”اچھا تو سنو۔۔۔ میں کسی گھنے جنگل میں جا گھسوں گی۔ اور کوئی دھاڑتا ہوا شیر مجھے

چٹ کر جلے گا۔ شیر طاقت کی علامت ہے۔ اور میں ہوں طاقت کی پُجارتن۔“

”واقعی بہت گریٹ ہو۔ لیکن شیر کا ہاتھ چرپٹ ہو جائے گا۔ الکوحل کے بلے ہوئے

گوشت کا تجربہ اُسے ہرگز نہ ہوا ہوگا۔“

”اب تم دفعی ہو جاؤ یہاں سے۔“ اُس نے ہاتھ جھٹک کر کہا اور مجلس میں اٹھ لیٹنے لگی۔

”جنگل کی طرف روانگی کے وقت مجھے ساتھ لینا مت بھولنا۔“

”کیوں؟ تمہیں کیوں ساتھ لے جاؤں گی۔“

”شاید اور شیر کی تصویریں اُتاروں گا۔“

”شٹ اپ۔“ ایلڈ گٹ آؤٹ۔“ وہ حلق کے بل چیخی! اور جیمین کو کھلا کر کمرے

سے باہر نکل آیا۔

عجیب چیز اتھ لی گئی تھی۔ اُس نے سوچا۔ کیوں نہ ظفر الٹک کو بھی اطلاع دے دی

جائے۔ خاصے کی چیر معلوم ہوتی ہے۔ یہ عورت بھی کچھ دلچسپی ہی ہے گی۔

وہ تیزی سے اُس کے کمرے کے سامنے پہونچا اور دروازے پر دستک دی۔۔۔

”کم!۔۔۔!“ اندر سے ظفر کی آواز آئی۔

اُس نے میڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ ظفر آرام کرسی پر مہم دراز سرٹ پڑی رہا تھا۔

”کیوں؟ کیا بات ہے۔“

”خودکشی کا ارادہ رکھنے والی عورت اُردو میں کیا کہلائے گی۔“ جیمین نے بُرے

اُوب سے پوچھا۔

”کیا کلاس ہے۔۔۔“

”کلاس نہیں۔ عورت ہے، کرو نمبر اکیس تین میں۔ خودکشی کرنے کیلئے نیوکلر سے آئی ہے۔ اُس کے تین زہریلا گھٹیا بات ہے۔ پستول کے دھماکے سے اُس کی جمالیاتی جن کوٹھیس لگے گی۔ کسی اونچی کمارت سے چھلانگ اس لئے نہیں لگا سکتی کہ۔۔۔ ایکروفریامیں مبتلا ہے۔ سمندر اس لئے ناپسند ہے کہ گندی مچھلیاں اُس کی لاش پر منہ ماریں گی۔۔۔“

”تم جانتے ہو یا۔۔۔“

”لہذا اُس نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی گھنے جنگل میں جاگے گی۔ جہاں کوئی شیر یا چیتا اُسے پھاڑ کھائے گا۔ کبھی ہے کہ وہ ایک شاندار موت ہوگی۔۔۔“

”اُدھ۔۔۔ ظفر مضطربانہ انداز میں اُچھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور اُسے گھورتا ہوا بولا۔

”کرو نمبر کیا بتایا تھا۔۔۔“

”اکیس تین۔۔۔ لال۔۔۔ لیکن۔۔۔ جیمین ہٹکا کر رہ گیا۔

”میرے ساتھ آؤ۔۔۔ ظفر دروازے کی طرف جھپٹا! سچ مچ جیمین لوکھلا گیا۔ اُس تم کے کسی رد عمل کا دم و گمان بھی نہیں تھا۔ بہر حال وہ ظفر کے پیچھے پیچھے کرو نمبر اکیس تین تک پہنچا۔

”یہی ہے نا۔۔۔ ظفر نے مڑ کر آہستہ سے پوچھا۔

”ہے تو یہی۔۔۔ جیمین اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ اُس کا یہ رویہ سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ وہ تو اُسے صرف ایک مجرم عورت کی موجودگی کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اسکا تصور بھی دکر سکتا تھا کہ اُس کے بارے میں سنتے ہی اس طرح اُس کی جان دوڑ پڑے گا۔

ظفر نے دروازے پر دستک دی۔

”کم ان۔۔۔ اندر سے آواز آئی۔ ظفر نے ہیڈل گھما کر دروازہ کھولا۔

وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔ ظفر کے پیچھے جیمین کو دیکھ کر دھڑکی۔ ”تم پھر آگئے۔۔۔“

”میکر اس بھی تمہاری زیارت کرنا چاہتے تھے۔ جیمین جلدی سے بولا۔ اور ظفر نے آگے بڑھ کر کہا۔ ”شیر و انتوں کو برسن نہیں کرتا۔۔۔“

”اُدھ۔۔۔ بلی کا روڈو بانے طویل سانس لی۔۔۔ مسکرائی اور آگے بڑھ کر مصافحہ کرتی ہوئی بولی ”تم سے مل کر خوشی ہوئی۔۔۔ لیکن کیا اس ڈار بھی والے کی موجودگی غریبی ہے۔۔۔“

”میرا اسٹنٹ ہے۔۔۔“

”میری رانٹ میں اس کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔ بلی نے کہا۔

”تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔ ظفر مڑ کر جیمین سے بولا۔ اور جیمین کی کھوپڑی ہانچ کر رہ گئی۔ کیا خوب۔۔۔ زیارت ہی نہیں شائد تو ابھی میرے والی تھی۔۔۔ لیکن کیا بات ہوئی؟ وہ اُسی جگہ کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ اثر ظفر نے اُسے باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا تھا۔

ٹھیک اُسی وقت اُس نے راہداری میں کبھی کہنے سنا! بھٹا کر پلٹا۔ یہ ایک سیاہ فام آدمی تھا۔۔۔ جیسے ہی جیمین سے نظر ملی خاموش ہو گیا۔ لیکن سکراہٹ بدستور قائم رہی۔ پھر اُس نے اشارے سے جیمین کو اپنی طرف بلایا تھا۔

جیمین آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ یہ سیاہ فام آدمی بھی ایک کمرے ہی سے برآمد ہوا تھا۔

”میں تین دن سے دیکھ رہا ہوں! وہ آہستہ سے بولا۔ ہر ایک سے ایسا ہی برتاؤ کرتا ہے۔ خود ہی بلا کر کمرے میں لے جاتی ہے۔ اور پھر دھکے دکر نکالتی ہے۔ تمہیں بھی تجربہ ہو چکا ہے۔ جیمین نے پوچھا۔

”تجربہ تو کبہرا ہوں! لیکن ابھی تک اُس نے کسی جنگل کا رخ نہیں کیا۔ یہی بھری ہوئی ہے۔۔۔“

”اُردہ۔ لیکن تمہیں کیوں باہر نکال دیا تھا۔“ جمین نے پوچھا۔
 ”میں سمجھ ہی نہیں سکا! میں تو اُسے یہ کھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ مایوسی دیتی
 چیز ہے۔۔۔ بادلوں کی طرح ذہن پر چھاتی ہے۔ پھر مطلع صاف ہو جاتا ہے۔“

لیکن وہ بھرگئی اور مجھے کمرے سے نکال دیا۔ تم نے کیا کیا تھا۔“
 ”میں نے کہا تھا کہ شیر کا انڈر خراب ہو جلتے گا۔ تیار آگوشٹ الکو الکو ہو گیا ہے
 سیاہ نا آرمی نے زور سے تہقیر لگایا اس لالہ تم خطر لیت معلوم ہوتے ہو۔
 یا پھر تم بھی شے میں ہو۔“

”تمہاری زبانی تھی۔ مجھے آخر نہیں کی تھی۔“

”کہاں سے آئے ہو۔“

”جنالو سے۔“

”بزنس۔“

”نہیں تعزیت۔“

”میرا نام موسیٰ ہے۔“

”جمین کہتے ہوئے اُس نے مصافحہ کیا۔ اور موسیٰ نے اُسے اپنے کمرے میں آنے

کی دعوت دی۔“

”شکریہ! ضرور۔۔۔ مجھے دوستوں کی ضرورت ہے۔“ جمین نے کہا۔

”لیکن میں تمہیں شراب آفر نہیں کر سکوں گا۔“ موسیٰ کرسی کی طرف اشارہ کرتے

بولے۔ ”مسلم ہوں۔“

”میں بھی نہیں پیتا۔“ جمین نے کہا۔ ”میں صوفی ہوں۔“

”تب تو ہم بہت اچھے دوست ثابت ہونگے۔ تمہاری ڈاڑھی بہت خوبصورت ہے۔“

”اُس عورت نے بھی یہی کہا تھا اور پھر کمرے سے نکال دیا تھا۔“

”اے نہیں۔“ موسیٰ ہنس پڑا۔

”تو وہ تین دن سے یہاں ہے۔“ جمین نے پوچھا۔
 ”ہاں۔ میں اُس سے پہلے سے متعیم ہوں۔ زنجبار میں میرا بزنس ہے، آتا جاتا
 رہتا ہوں۔“

”تقصوت سے دلچسپی ہے۔“ جمین نے سوال کیا۔

”میری چار بیویاں ہیں۔ اس نے کسی پانچویں چیز سے دلچسپی لینے کا سوال ہی
 نہیں پیدا ہوتا۔“

جمین نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تھا۔ اس نے بھی ایسے محسوس کر لیا۔ اور
 ہنس کر لولا۔ ”کیوں کیا بات ہے۔“

”الٹھی چار کیوں کر لیں۔“

”پھر اور کیا کرتا۔ کوئی گیم وغیرہ بھی تو نہیں کھیلتا۔“

”آخر بزنس کیلئے کیسے وقت نکال لیتے ہو۔“

”بزنس تو ہر ماہی رہتا ہے۔“

”کمال ہے۔“ ایک میں ہوں کہ اسی فکر میں مرا جا رہا ہوں کہ کہیں شادی نہ

ہو جائے۔“

”اتن۔ تو کیا تمہاری شادی نہیں ہوئی۔“ موسیٰ اچھل پڑا۔

”نہیں۔۔۔ ایک بھی نہیں۔“

”یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔“ موسیٰ نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

”میرے لئے اچھی ہے۔“

”یہی تمہاری آنکھوں میں مایوسی اور بے بسی دیکھ رہا ہوں۔ ذرا اپنا داہنا

ہاتھ تو آگے بڑھانا۔“

”میں پامسٹری میں یقین نہیں رکھتا۔“

”تمہیں یقین آجائے گا جب تمہیں پھلی زندگی کے بارے میں بتاؤں گا۔“

”تم کیسے مسلم ہو کر پاسٹری پر یقین رکھتے ہو۔۔۔“
 ”اوہاں۔۔۔ سچی بات تو یہی ہے۔ لیکن ایک علم ہے!“
 ”اسلامی نکتہ نظر سے دریا برد کر دیا جانے والا علم۔“
 ”تم اسلام کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہو۔۔۔“
 ”کیوں نہ رکھوں۔ میں بھی مسلم ہی ہوں۔۔۔۔۔“
 ”تو پھر جیمن۔۔۔۔۔“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم بھی تو مسو ہو۔۔۔۔۔ یہی تو سناؤ وہی ہے۔“
 ”تم تو قائل ہی کر دیتے ہو۔۔۔۔۔ زنجبار میں میری پاسٹری دانی کی دھواں ہے۔ اب
 میں کیا کروں گا۔۔۔“

جیمن کچھ بولا مسلسل اس امر کی عورت کے بارے میں سچے جبار ہوتا۔ اور پھر
 ظفر کا رویہ تو۔۔۔ لیکن ظفر کا رویہ ہی کیوں؟۔۔۔ وہ تو خود اسی عورت نے اسے
 روکا تھا۔ پوری پوچش اسے یاد آگئی۔ ظفر نے یہی تو کہا تھا کہ شیردانتوں میں برش
 نہیں کرتا۔۔۔ اس پر وہ بری طرح چونکی تھی۔ اور پھر خود جیمن کو وہاں نہیں ٹھہرنے
 یا گیا تھا۔ شیردانتوں کو برش نہیں کرتا۔ کیا بات ہوئی؟۔۔۔
 ”تم کیا سوچنے لگے۔۔۔ کافی منگواؤں۔۔۔ مسو بولا۔

”کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں کیا وہ عورت تمہاری ہے۔۔۔“
 ”اُمر کا خیال دل سے نکال دو مجھے تو وہ پاگل ہی معلوم ہوتی ہے۔“
 ”پاگل پن ہی کی وجہ سے تو اس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔۔۔“
 ”لیکن میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اس سے دور رہو۔۔۔ اب تک کئی آدمیوں
 کو اپنے کمرے میں لے جا کر باہر نکال چکی ہے۔۔۔۔۔“

”موسمانے فون پر دم سرد سے کافی طلب کی تھی۔۔۔۔۔“
 ”مہاں دار اسلام کی فضا میں عجیب سی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ جیمن نے کہا۔

”دادہو۔۔۔ خوشبوؤں کا تجربہ کرنا ہے تو میرے ساتھ زنجبار ملو۔۔۔ ہواؤں میں
 لوج کی خوشبو ہر وقت پچی بسی رہتی ہے۔ بس ایسا لگتا ہے جیسے تم سالوں کے
 ہنر سے میں داخل ہو گئے ہو۔۔۔ یہاں سے صرف بیس منٹ کی فاصلت ہے۔!۔
 لیکن وہاں تمہیں نیم عریاں یا شیشے جیسا لباس پہننے والی عورتیں نظر نہیں آئیں
 گی۔ ہم لوگ اس کا سختی سے نوٹس لیتے ہیں۔ سفید نام عورتوں کو بھی اپنا پورا جسم
 ڈھانکا پڑتا ہے۔۔۔“

”تب پھر وہاں جانے سے کیا فائدہ۔۔۔ جیمن نے یو سائے لہجے میں کہا۔
 ”ابھی تو بہت زور شور سے مسلم بن رہے تھے۔۔۔“
 ”دنیا کے دوسرے مسلمانوں سے مختلف نہیں ہوں۔ جہاں اپنے نفس کو ذبح
 کیا پڑتا ہے۔ وہاں ہم اسلام کا نام ہی نہیں لیتے۔۔۔“
 ”یہ تو کوئی بات نہ ہوتی۔۔۔“

”باتے ہوئے ہو۔۔۔ جوتلہ ہی ہے۔۔۔۔۔“
 ”خیر۔ تو ہم زنجبار کی بات کر رہے تھے۔۔۔“
 ”فرصت ملی تو دیکھ میں لگے زنجبار بھی۔۔۔۔۔“
 ”فرصت کی بات کرتے ہو۔۔۔ مسومانے حسیہ سے کہا۔ ”اے تفریح ہی کیلئے
 تو آئے ہو۔۔۔“

”جہاں عورتیں پورے لباس پہنتی ہوں۔ وہاں تفریح کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔
 ”امریکی تہذیب کے بارے میں لگتے ہو۔۔۔“
 ”بچاؤ امریکہ مفت میں بدنام ہے! اے اسپورٹس اور راولفک کے نام پر عورت
 کا تنگاپن عالمی تہذیب بن چکا ہے۔۔۔“

”اب شاید تم سیاست پر آمراؤ گے۔۔۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔!۔
 اتنے میں دم سرد سے کافی لے آیا تھا اور بات خود بخود ختم ہو گئی تھی۔

وہ کافی پیٹے رہے۔ پھر اچانک باہر سے شور سنائی دیا تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی بیالیاں میز پر چھوڑ کر اٹھ گئے۔ راہداری میں آتے۔ یہاں بلی اپنے دروازے میں کھڑی بیٹھ رہی تھی۔ اور ظفر الملک لمبے قدم اٹھاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ جمین نے ظفر کی جانب سے منہ پھیر لیا۔

”اتنی۔۔۔ اتنی۔۔۔ غیر مہذب۔۔۔ بلی چیخے جا رہی تھی۔ کسی میں اتنا سلیقہ نہیں ہے کہ وہ کسی لوگوں کا دل رکھ سکے۔“

پھر اس نے زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا تھا۔ کئی اور لوگ بھی اپنے کمروں سے نکل آئے۔

”کتھارے بعد اور کوئی یوتھون بھی پھنسا تھا۔“ مسلمانے جھمن سے کہا۔

”چلو کافی ختم کریں۔“

”یہ عورت میری سمجھ میں نہیں آرہی۔“ جمین بڑبڑایا۔

وہ پھر کمرے میں واپس آکر کافی پیٹنے لگے تھے۔ اور مسلمانے کا ہاتھ مگر مال یہ ہے کہ وہ کب جائے گی کسی شیرے ملاقات کو۔“

”کسی جگر میں ہے۔“

”کیا پکڑ ہو سکتا ہے۔“

جمین کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شیر کے دانتوں میں ہریش کر لے کی کوشش نے کوئی دوسرا رخ تو نہیں اختیار کر لیا۔ وہ جلد سے جلد ظفر الملک تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کافی ختم کر کے اٹھتا ہوا بولا۔ اچھا دوست! بہت بہت شکریہ! پھر ملاقات ہو گئی۔“

”نہ بخار چلنے کے بارے میں سوچنا۔“ مسلمانے مصالحو کرتے ہوئے کہا۔

”ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔“

وہ مسلمانے کے نکل کر تری طرح ظفر کے کمرے کی طرف گیا تھا۔ دروازے

پر دستک دی۔

”آجاؤ۔۔۔ اندر سے آواز آئی۔

ظفر اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ جمین دروازے کے قریب ہی کھڑا اسے عجیب نظروں سے دیکھتا رہا۔

”کیا بات ہے۔۔۔؟“

”کچھ نہیں یوہائی نس۔۔۔ دیکھو! اتنا کہ کہیں اپنے اسے زندہ رہنے پر تو مجبور نہیں کر دیا۔“

”کلی صبح ہم دونوں مسانی دلیچ با سبے میں۔“

”لیکن وہ تو اس طرح چنچر رہی تھی جیسے آپ نے کوئی بدتمیزی کی ہو۔“

”دکھائے کی بات تھی۔“

”کیا مطلب۔۔۔؟“

”مطلب یہ کہ اپنے عالم دینی میں فرق نہیں آنے دینا چاہتی تھی۔“

”میں اب بھی نہیں سمجھا جناب والا۔“

”ہم یہاں اسی عورت کے لئے آئے ہیں۔“

”میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہم میں سے شیر کون ہے۔“

”جو اس مت کرو۔ وہ ہیں ایسی ہی گفتگو سے شناخت کر سکتی۔“

”اور اس نے شناخت کر لیا۔“

”بالکل کر لیا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ میں نے شیر کے دانتوں اور ہریش کا حوالہ

دیا تھا۔“

”اس ملاقات کیلئے یہی جگہ کیوں منتخب کی گئی۔“

”یہاں ہمیں ایک آدمی کو تلاش کرنا ہے۔“

”وہ عورت ہے کون اور کہاں سے آئی ہے۔“

”میں نہیں جانتا۔ اور اُسے بھی علم نہ ہونا چاہیے کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔“

”اپنی رازداری۔۔۔ لیکن میں تو اُسے بتا چکا ہوں۔“

”کیا بتا چکے ہو۔۔۔ ظفر جو تک کر بولا۔“

”یہی کہ وطن مالوٹا ہنالو ہے۔۔۔“

”اُوہ۔۔۔ ظفر نے طویل سانس لی اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا: ”تم یہیں ٹھہر گے۔ صرت میں اُس کے ساتھ جاؤں گا۔“

”خدا کا شکر ہے! اُس نامعقول عورت کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں گذر سکتا ایسے یہ مسئلہ دلچسپ ہے کہ صر۔۔۔“

”وہاں سے پانچ یا چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ اہی گیروں کی لہجہ ہے اور کچھ قدیم عمارات اور مقابر بھی ہیں وہاں۔“

”نہ تجھے قدیم عمارات سے دلچسپی ہے اور نہ مقبروں سے۔ لیکن کیا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ آپ کو مسافر دلچسپ بنا رہا ہوگا۔“

”نہیں۔۔۔ وہ عورت لے جاتے گی۔ ہمیں صرت اُس عورت سے تعادد کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔“

”اور اُسی سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ کسی آدمی کو تلاش کرنا ہے۔“

”ہاں۔۔۔ یہی بات ہے۔“

”واپسی کب تک ہوگی۔“

”کاہا ہو یا نہ ہو۔ رات یہیں بسر ہوگی۔“

”اُسی کے کمرے میں یا اپنے کمرے میں۔“

”در فضول بچو اس نہیں بھاگ جاؤ۔۔۔“

”اگر میں یہ جانتا کہ مجھے تنہا رہ جانا پڑے گا تو ہرگز یہاں نہ آتا۔“

”تم اپنی مرضی کے مالک ہو! ظفر مالک نے سخت لہجے میں سوال کیا۔“

”اچھا تو ہم زبردستی بھیجے گئے ہیں۔ آخر ہم ہی کیوں۔۔۔ دُور سے بھی تو تھے۔۔۔“

”جاؤ۔۔۔ خدا کے لئے میں بڑی تھکن محسوس کر رہا ہوں۔۔۔“

”ایک منٹ۔۔۔ جبین ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”کیا یہ ضروری ہے کہ آپ واپس ہی آجائیں۔۔۔“

”کیا مطلب۔۔۔“

”جس معاملے میں اپنی رازداری برتی گئی ہے وہ کوئی بہت ہی اہم معاملہ ہوگا۔“

”اور رازداری اُسی وقت برتی جاتی ہے جب دُوسروں کی پہونچ کا بھی غور ہو۔“

”ہوں۔ تو پھر۔۔۔“

”عمرن ہے کہ ایسی صورت میں آپ قلعی نہیں کہہ سکتے کہ رات یہیں بسر ہوگی۔“

”کہنا کیا چاہتے ہو۔۔۔“

”میرے جیسے کا ہیٹ میرے حوالے کیجئے! اور مجھے بات فرمائیے کہ اگر آپکی دلچسپی نہ ہو تو مجھے کیا کرنا ہوگا۔“

”میں اپنی خود کی بات سوچنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔“

”اسکی بھی وجہ ہے۔۔۔ جبین مسکرا کر بولا۔ ”اگر شریکِ سفر کوئی بوڑھا بد صورت مرد ہو تو آپ قیامت تک کی خبر لیتے۔“

”میں کہتا ہوں چلے جاؤ۔۔۔“

”جہاں ہوں لیکن یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ پر صرت ہونے والی رقم میرے حوالے کر دیجئے ورنہ پردیس میں کہاں بھیک مانگتا پھر دوں گا۔“

”اچھی بات ہے۔ لیکن تم اخراجات کے معاملے میں محتاط رہو گے۔“

”نہ میں جوار ہی ہوں اور نہ عادی تم کا شرابی۔۔۔ کبھی کبھار تفریحاً پی لیا کرتا“

تھا۔ ادھر جب سے تصوت میں پڑا ہوں میرے تک نہیں پی محض سستی وجود پر قناعت
لا رہا ہوں۔۔۔

”ٹھیک ہے جہاؤ۔۔۔“

”اگر اجازت ہو تو آپ سے دور رہ کر نکلانی کرتا رہوں۔“

”ہرگز نہیں۔۔۔ وہ تمہیں پہچانتی ہے۔۔۔“

”او کے لیے رہائی نہیں۔۔۔ جیمن نے کہا اور دروازہ کھول کر راہداری میں

نکل آیا۔۔۔

”مساو پر نظر پڑی وہ کہیں جانے کیلئے اپنے کمرے سے نکلا تھا۔ اُسے دیکھ کر
تک گیا۔“

”تمہارا کمرہ شاید ادھر ہے۔۔۔ اُس لے کہا۔“

”ہاں۔۔۔ اس کمرے میں میرا باس ہے۔ جیمن بولا۔“

”باس۔۔۔ اُس نے حیرت سے کہا۔ لیکن تم نے پہلے تو نہیں بتایا تھا۔“

”اُس کی بات ہی نہیں نکلی تھی۔۔۔“

”اور میرا خیال ہے کہ وہ آدمی اسی کمرے میں داخل ہوا تھا جسے کچھ دیر پہلے

اُس عورت نے اپنے کمرے سے نکالا تھا۔“

”ہاں۔۔۔ وہ میرا باس ہی تو تھا! بہت رحمدل آدمی ہے۔ اُسے خودکشی سے

باز رکھنے کی کوشش اُس نے بھی کی ہوگی۔“

”عورت میرے لئے درد میں گئی ہے۔۔۔“ مسو نے کہا۔“

”کیوں؟ تمہارے لئے کیوں؟“

”اسی انتظار میں یہاں مقیم ہوں کہ اس کا حشر دیکھ لوں۔۔۔ ورنہ بچہ مصروف

آدمی ہوں۔۔۔“

”اچھا تو چلو۔ کہیں بیٹھ کر کوئی تدبیر سوچیں۔“

”تمہارا باس ہالوں میں کیا کرتا ہے۔۔۔“

”ایک شینگ کمپنی کا پریذیڈنٹ ہے۔۔۔“

”اُدھ اچھا۔“

”اور ایک تجارتی معاہدے کے سلسلے میں یہاں آیا ہے لیکن میں آزاد ہوں۔۔۔“

”یہ بڑی اچھی بات ہے۔۔۔ تب تو تم زنجار ہل سکو گے۔“

”ہر سکتا ہے۔۔۔ میں بھی ذرا آسمان دیکھنا چاہتا ہوں لیکن کہاں جاؤں۔“

”میں سیکرٹاٹھ چلو۔ میں باہر ہی جا رہا تھا۔ مسو نے کہا۔“

”جیمن نے مسو کا موقع اچھا ہے نکل بھاگے۔“

”وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچے تھے۔۔۔ مسو ابھی تو خوش معلوم ہوتا تھا جیمن

نے محسوس کیا میرے ساری خوشی اس طرح بل بیٹھنے ہی کی ہو۔ مسو کے انداز سے

یہی مترشح ہوتا تھا۔“

”آج کی رات کو ہم یادگار بنا دیں گے۔ مسو نے کہا۔ تم میرے یہاں ہو۔“

”بہت بہت شکریہ۔ جیمن بولا۔ میں خوش قسمت ہوں کہ ایک اجنبی

دل میں اچانک اتنی دھیر ساری محبت مل گئی۔“

”نانا کی اسٹریٹ میں نکلنا گیسٹ ہاؤس ہے۔ پہلے وہیں چلتے ہیں وہاں کچھ

بہت شاندار کیا ہے۔۔۔ پھر وہاں سے کہیں اور ملیں گے۔ میری گاڑی بھی یہی ہے۔“

”جہاں دل چاہے لے چلو۔ میں تو دیکھنا ہی چاہتا ہوں۔۔۔“

”اندھیرا پھیل گیا تھا۔ اور دارالسلام رنگ روٹوں سے جگمگانے لگا تھا

وہ ایک ٹیکسی میں زانا کی اسٹریٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔“



میں شیر۔۔۔ ۱۰

ہاں۔۔۔ ظفر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ تم جس قسم کی باتیں لوگوں سے کرتی رہی ہو

اس کا یہی انجام ہونا چاہیے۔ اب کوئی چھڑنے پر تکل گیا ہے۔۔۔

لیکن آج ہی کیوں! میں تو کئی دلوں سے ایسی باتیں کرتی رہی ہوں۔۔۔

ہاں۔۔۔ اے سوچنا پڑے گا۔۔۔

تم سے ملاقات کے بعد ہی ایسا کیوں ہوا۔ اور پھر میں جب کسی سے اس قسم کی باتیں کرتی تھی تو ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتی جاتی تھی جیسے میں بہت زیادہ نشہ

میں ہوں۔۔۔

عجیب طریق کار تھا۔۔۔ ظفر بولا اس طرح تو تم نے اپنی اچھی خامی سلپی کرانی

مجھے کب اچھا لگتا تھا لیکن اگر میں نہ کرتی تو تم سے کیسے ملاقات ہو سکتی؟

جن لوگوں سے تمہیں ملاقات ملتی ہیں وہ بھی اتنے احمق تو نہیں ہو سکتے۔

یہی میں بھی سوچتی رہی ہوں۔۔۔

میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔۔۔

کیا سوچ رہے ہو۔۔۔

مجھے الشیر ہے کہ میں غیر متعلق باتیں نہیں کر سکتا۔

لیکن میں غیر متعلق باتیں ضرور کروں گی۔ جو کچھ میرے ذہن میں ہے۔ اُسے

کسی طرح بھی نہیں روکے رکھ سکتی کیونکہ تم بہر حال اپنے ہی کیپ کے آدمی ہو

ورنہ ہماری ملاقات کیوں ہوتی۔۔۔

ظفر کچھ بولا۔ اُس نے چاروں طرف دیکھ کر کہا کیا تم مجھے کچھ پلاؤ گے

بھی نہیں۔۔۔

میں خود بھی نہیں پیتا۔۔۔

کمال کرتے ہو۔۔۔ خیر مجھے تو پلو او۔۔۔

دوانے پر دستک ہوئی اور ظفر الملک چونک پڑا۔ اندر سے دھڑکنے

کو محفل کر چکا تھا۔ اس لئے اٹھنا پڑا۔ اس کی دانست میں جیمین کے علاوہ

اور کون ہوتا۔ اس لئے جسٹیس لارڈ میں مبتلا ہونا لازمی ٹھہرا۔ سختی سے دانست

بھیج کر قفل کے سوراخ میں کبھی گھمانی تھی۔ لیکن دروازہ کھلتے ہی جیسے ڈھچ

چھوڑ دینے پڑے تھے۔ وہ جیمین نہیں تھا۔ بسلی کار ڈوبا تھی۔

ت۔۔۔ تم۔۔۔

ہاں مجھے اندر آنے دو۔ وہ اُسے دھکیلتی ہوئی بولی۔ پھر کمرے پر

داخل ہو کر اُس نے دروازہ بند کیا تھا اور قفل میں کبھی گھمانی تھی۔

تم کچھ پریشان ہی نظر آرہی ہو۔۔۔ ظفر نے کسی قدر ہچکچاہٹ کیساتھ کہا

ہاں۔ ایک نئی بات ہوئی ہے۔ وہ گڑھی پر بیٹھ کر اپنی ہوئی بولی۔

ابھی میں نے ایک گناہ کال ریسورٹی ہے۔

ظفر الملک خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی

گناہ آدمی نے فون پر کہا تھا کہ وہ میرے لئے ایک ایسے شیر کا انتظام کر سکتا ہے

جو بچہ شائستہ ہے اور نوکیلے دانت رکھتا ہے! جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں اگر

کہو تو شیر کو تمہارے کمرے ہی میں پہنچا دیا جائے۔۔۔

پھر تم نے کیا کیا۔۔۔

میں کیا کرتی! خود اسی نے کہا تھا کہ آدھے گھنٹے بعد پھر رنگ کر لگا۔ اس

دوران میں مجھے فیصلہ کر لینا چاہیے۔۔۔

کس بات کا فیصلہ۔۔۔

ظاہر ہے کہ جنگل کا رخ کرنا پسند کروں گی یا اسکی چلیش کے مطابق کمرے

ظفر نے فون پر روم سرویس سے رابطہ قائم کر کے لیلیٰ ہی کے مشورے کو نیکال طلب کی تھی۔ لیلیٰ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

”اُس آدمی کی نشاندہی ہو جانے کے بعد میں تنہا بھی اُسے تلاش کر سکتی تھی۔ آخر تم اپنی دُور سے میرا ساتھ دینے کیوں آئے ہو۔“

”ہاں یہ بات بھی غور طلب ہے۔“

”کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا کیپ کچھ نامعلوم لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہو؟“

”ممکن ہے۔“

”مجھے یہ ہدایات ملی تھیں کہ میں کلیمنجارو میں قیام کر کے والوں سے اس قسم کی باتیں کروں اور انہی باتوں کے توسط سے تم سے اچانک ملاقات ہو جائے گی۔ اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ ذائقوں اور بریش کا حوالہ دینے والا ہی وہ آدمی ہو گا جس سے مجھے مل بیٹھنا ہے۔“

”اب تم خود سوچو کہ کیا مجھے صرف تمہارے کمرے کا نمبر نہیں بتایا جاسکتا تھا۔ میں سیدھا تمہارے پاس پہنچ جاتا۔“

”بالکل! مجھے بھی تمہارے پاس اسی طرح بھیجا جاسکتا تھا۔“

”کسی نے دروازے پر دستک دی۔ غالباً روم سرویس کا آدمی تھا۔ ظفر نے اُٹھ کر دروازہ کھولا۔“

”ویرے شراب اور اسکے لوازمات لیکر دروازہ بند کیا۔ اور لیلیٰ سے بولا کہ کیوں نہ اس سامان سمیت تمہارے ہی کمرے میں چلیں۔“

”کیوں۔ یہاں بیٹھنے میں کیا خرابی ہے۔“

”آدھے گھنٹے بعد اُس نامعلوم آدمی کی کال آئے گی۔“

”اُسی سے پچھنے کیلئے تو میں یہاں آئی ہوں۔“ لیلیٰ نے کہا اور اُس کے ہاتھ سے بوتل لیکر اُس کی سیل توڑنے لگی۔

”تو پھر تم یہیں بیٹھو میں تمہارے کمرے میں اُسکی کال کا انتظار کروں گا۔“

”یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسے حالات میں ہم دونوں میں سے کسی کا بھی تنہا رہنا مناسب نہیں ہے۔“

”سوال یہ ہے کہ تمہارے آدمیوں نے تمہیں تنہا کیوں بھیج دیا۔“

”تم اس قدر سوالات قائم کرتے ہو کہ مجھے آٹھ بجے لگتی ہے۔“

”حالانکہ یہ صرف دوسری ملاقات ہے۔“

”تم سے زیادہ دلچسپ تمہارا اسسٹنٹ ثابت ہوا تھا۔ پہلا آدمی تھا جس نے ہمدردی ظاہر کرنے کی بجائے پوچھا تھا کہ نیریا ایک ہی کیوں نہیں مر گئی تھیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ عورتوں کے معاملے میں کبھی خیر نہیں دیتا۔ لیلیٰ نے اپنے لئے شراب اُٹھ لی تھی اور چکیاں لینے لگی تھی۔“

”تو زرا اچھا نہیں لگتا کہ تنہا بیٹھوں۔۔۔ اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔“

”جس کی وجہ سے۔“ ظفر الملک نے کہا۔ اور آگے آگے بڑھ کر فون کا ریسپور

اُسٹنٹ بٹل کے آگے بڑھ کر رابطہ قائم کر کے مارتھ پیس میں کہا۔ ”کاشن پلینر

لوٹ اٹ ڈاؤن۔۔۔ روم لبر ایک سو تین کی کال روم نمبر نائو سے میں ڈائریکٹ

کر دینا۔ شکریہ۔۔۔ نہیں صرف تا اطلاع ثانی۔۔۔“

”ریسپورر کہہ کر لیلیٰ کی طرف مڑا۔۔۔“

”تم باز نہیں آؤ گے۔“ وہ اُس کی آنکھوں میں دکھتی ہوئی مسکرائی۔

”یہ دیکھنا ضروری ہے۔ ظفر نے کہا۔ اگر ہم نے اپنے رویے سے کسی کی توجہ

ہی اپنی جانب مبذول کروائی ہے تو وہ اتنا احمق نہیں ہو سکتا کہ براہ راست چھڑ چھاڑ

کر بیٹھے۔“

”وہ کچھ بھولی۔۔۔ پھر وہ پیٹی رہی تھی اور ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہی

تھیں۔۔۔ آدھے گھنٹے سے زیادہ گزر گیا لیکن فون کی گھنٹی نہ بجی۔
ظفر الملک گھڑی دیکھتا ہوا بولا "میرا پہلا ہی خیال درست تھا۔ کسی نے
چھیرا اٹھا نہیں۔۔۔ تم خواہ مخواہ سنجیدہ ہو گئیں۔"

"تو پھر اب میں اپنے کمرے میں واپس جاؤں۔"

"ظاہر ہے۔"

"تم اخطا تا بھی نہ کئے کو نہ کہو گے۔"

"اگر ڈیوٹی پر نہ ہوتا تو ضرور درخواست کرتا۔"

"عجیب آدمی ہو۔"

"عجیب نہیں؛ صرف با اصول۔۔۔ کبھی اس وقت نہ کر دیکھنا جب ڈیوٹی پر نہ ہوں۔"

وہ برا سانس بنا کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"یہ بول بھی لیتی جاؤ۔۔۔ میرے لئے بیکار ہے۔" ظفر نے کہا۔

"رکھو۔۔۔ میں دوسری بار آؤں گی تو تمہیں منگوانی نہیں پڑے گی۔" اس نے کہا

اور کمرے سے نکل گئی۔

ظفر نے ہڑل کے ایک پیچھے کو مطلع کر دیا کہ نمبر ایک سو تین کی کالیں براہ راست

وہیں جاتی گی۔

پھر سونے کی تیاری کرتے رہا تھا کہ کسی نے دروازہ پیٹ کر کھدیا۔ بھٹا کر دروازے

کی طرف بڑھا؛ اس بار اسے یقین تھا کہ جیمن ہی ہو گا۔

لیکن دروازہ کھولنے پر پھر بسلی کا رڈو بانظر آئی۔ ظفر نے طویل سانس لی اور

ہڈٹ بیچنے آئے دیکھتا رہا۔

"کسی نے میرا کمرہ الٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے۔۔۔ وہ اپنی ہی بولی بولی۔"

"اندر آ جاؤ۔۔۔" ظفر پیچھے ہٹا ہوا بولا۔

"آب آری جاؤ در نہ کہیں کوئی تمہیں بھی الٹ پلٹ کر رکھ دے۔"

"کک۔ کیا مطلب۔۔۔؟ وہ بڑھائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

ظفر دروازہ بند کر کے اس کی طرف مڑا اور بولا "پتا نہیں ان لوگوں نے کیا سمجھ کر

تمہارا انتخاب کیا تھا۔"

"مم۔۔۔ میں۔۔۔ نہیں سمجھی۔"

"تم مجھے فیلڈور کر نہیں معلوم ہوتی۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔" وہ طویل سانس لے کر بولی اور جیتے گئی۔

"تمہارے کاغذات کہاں ہیں۔"

"وہ تو ہر وقت میرے ساتھ ہی رہتے ہیں؛ اس وقت بھی تھے جب میں یہاں تھا ہے

میں تھی۔ اور اب بھی ہیں۔"

"شام کسی کو تمہارے کاغذات ہی کی تلاش تھی۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"آب مجھے بھی بات جاوے۔"

"کیا مطلب۔۔۔"

"کیا میں سچ مچ مسانی ویلیج میں کسی کو لاش کر رہا ہے۔"

وہ خشک ہنٹوں پر ندیاں پھیر کر رہ گئی اور ظفر آئے جواب طلب نظروں سے

دیکھتا رہا۔

"تمہیں اس قسم کے سوالات کرنے کا اختیار نہیں۔" وہ کسی قدر طیش میں آکر بولی۔

"کااا کی نوعیت مجھے نہیں بتائی گئی تھی؛ اس لئے مجھے ایسے سوالات کرنے کا حق

پہنچا ہے۔"

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ مجھے محکمہ مسانی ویلیج تک لے جانا ہے۔"

"اور کسی آدمی کی تلاش۔"

”وہ میرا اپنا اضافہ تھا۔“

”بس اب کچھ نہیں پوچھوں گا۔“

”اوہ۔ تو کیا میرا جواب اتنا ہی واضح تھا۔“

”ہاں مجھے جو کچھ معلوم کرنا تھا کر چکا۔ تم فیلڈ وکر ہو۔ اور نہ کوئی اہم کام

تھا اسے سپرد کیا گیا ہے۔“

اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔“

”میں ایک تجربہ کار فیلڈ وکر ہوں اس لئے مجھے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی پڑتی

”تم نے کس بات سے اننا زہ لگایا کہ میں فیلڈ وکر نہیں ہوں۔“

”فیلڈ وکر ہوتی تو محض اتنی سی بات پر دہشت زدہ نہ ہو جاتی کہ کسی نے تمہارا

کمر الٹ پٹ کر دیا ہے، تم زیادہ سے زیادہ ایک معمولی سا پانی ٹا پیسٹ پرستی ہو

”واقعی بہت تجربہ کار ہو۔ وہ مسکرا کر بولی۔

”اس طرح تمہارا سیاحت کا شوق بھی پورا ہو گیا اور شاید ان لوگوں کا کام بھی

جائے گا۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”اب شاید مسافری وٹجنگ کے جانے کی بھی ضرورت باقی نہ رہے۔ میری یا تمہاری

طرف کے فیلڈ وکرز اس کے پیچھے لگ گئے ہوں گے۔ جس نے تمہارے کمرے کی

لی تھی۔“

”مجھے اس قسم کے نتائج اخذ کرنے کو نہیں کہا گیا تھا۔“

”تمہیں تو اس کا خیال بھی نہیں آ سکتا۔ نتائج کیا اخذ کرو گے۔“

”سہو۔ مجھے واقعی خوش محسوس ہو رہا ہے اس لئے اب میں اس کمرے میں داخل نہیں

جائوں گی۔“

”تو جاؤ۔ بڈ روم میں سوجاؤ۔“ ظفر ملتے والے دروازے کی طرف ہاتھ

بولی اسلئے میز پر سے فوٹل اٹھائی اور بڈ روم میں چلی گئی۔ ظفر سونے پر لیٹ گیا۔

کتھڑی دیر بعد وہ پھر بڈ روم کے دروازے میں نظر آئی اور ظفر سے بولی ”تم بھی

یہیں آ جاؤ نا۔“

”کہہ دیا کہ میں ڈیوٹی پر ہوں۔“

وہ ”ڈیوٹی“ کی نشان میں کبھی قدر گستاخی کر کے داخل چلی گئی۔

ظفر دوبارہ لیٹے ہی جا رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ ”اُس نے ریسور اٹھا لیا۔

دوسری طرف سے جیمسن کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ”روانگی سے قبل میری

رقم ایک لفظ میں بند کر کے ساؤنڈ سکر کے حوالے کر دیجئے گا۔“

”تم کہاں ہو۔“ ظفر نے پوچھا۔

”اوہنگار روڈ پر پائپ کے بریل سے پول رہا ہوں۔ مریخ رنجبار گیسٹ ہاؤس میں

کھلا تھا۔“

”وہاں کیسے پہنچے۔ فوراً وہیں آؤ۔۔۔“

”مجھے پچھلے افسر سے کہہ کر اتنی جلدی داپسی کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ صبح ہو چکی

”کیا جو اس سے۔“

”آپ کی اجازت سے باہر نکلا تھا لہذا ہائی فائیو۔۔۔ ضروری نہیں کہ اب داپسی بھی

آپ ہی کے حکم کے مطابق ہو جائے۔“

”بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔“

”مناسب یہ ہو گا کہ آپ اپنی خواہ گاہ میں تشریف لے جاتیں ورنہ وہ پھر آپ کی

ڈیوٹی کو کوئی گندی سی کالی سے گی۔“

”کیا مطلب۔“ تم کیا جانو۔“

”آپ کیا سمجھتے ہیں۔۔۔ میں یہاں اس وقت ایک ایسے بُز رگ کی خدمت میں حاضر

ہوں۔ جو مجھے آپ دونوں کی آوازیں سُناتے رہے ہیں۔“

”یہ نہیں سمجھا۔“

”صاف بات ہے کہ میں اپنے فاصلے سے آپ دونوں کی آوازیں سن رہا ہوں۔
افریقہ کے کالے جادو کے بارے میں سن رہا ہوں۔ لیکن آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔“

عجیب غریب بزرگ ہیں۔“

ظفر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دوسری طرف سے سلسلہ منتقل ہونے کی آواز آئی۔
ریسورر کھڑے ہو کر تیزی سے مڑا تھا اور کمرے کی ایک ایک چیز اٹھنے پڑنے لگا تھا۔
جلد ہی تین عدد چھوٹے چھوٹے الیکٹرونک گیس دروازے کھلے۔ لیکن انھیں
جوں کاتوں پہنے دیا۔“

”اے اس کا یہ مطلب ہو کہ اسی قسم کے گیس لیلی کے کمرے میں بھی موجود ہوں گے
اور ان کی ساری گفت گو کہیں اور سنی گئی ہوگی۔ وہ سوچ رہا تھا لیکن یہ جیسے
نہیں ذرا غصے سے کسی ایسی جگہ پہنچ گیا۔ بہر حال اس کا مطلب تھا کہ وہ گیا ہوا
ہے۔۔۔ پتا نہیں کیا معاملہ تھا۔۔۔ اُس نے لیلی کو اپنے بارے میں جو کچھ بھی بتایا تھا
اُس میں شک نہ رہا بھی جھوٹ نہیں تھا۔“

جیسن سمیت تنزانیہ پہنچنے کے احکامات براہ راست اپنے چیف الیکٹرو
سے ملے تھے اور کاغذات صفر نے فراہم کئے تھے۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ یہاں
پہنچ کر اُسے کیا کرنا ہے۔ وہ عورت بھی مل گئی تھی۔ لیکن اُس کی توقعات کے
خلاف وہ خود بھی اُسی کی طرح اگلے مراحل سے لاعلم ثابت ہوئی۔ بس دارالسلام سے
مسائی دیلیج تک جانا تھا۔ اُس کے بعد ٹوٹل بلیک آؤٹ۔۔۔ وہ بھی نہیں جانتی
تھی کہ پھر کیا ہوگا اور مسائی دیلیج جانے کے بارے میں بھی اُسی نے بتایا تھا ظفر الملک
کو پہلے سے علم نہیں تھا۔ دفعہ وہ چونک پڑا۔ ایک نئے خیال نے ذہن میں سر
اُٹھار اُٹھا کیا ضروری ہے کہ یہ حقیقت وہی عورت جو جس سے اُسے بنا تھا۔
اُس نے ابھی تک اُس کا پاسپورٹ دیکھا ہے اور دوسرے کاغذات۔ کمرے میں گڑبڑ

کی خبر سن کر اُس نے اُس کے کاغذات کے بارے میں پوچھا ضرور تھا۔ لیکن طلب کر کے
دیکھے تو نہیں تھے۔ یہ اُس سے بنیادی غلطی مرزد ہوئی تھی۔ پہلی ہی ملاقات پر
کاغذات دیکھے بغیر مطمئن نہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ محض شناختی علامات کافی نہیں
ہوتیں اور ہم ایسی صورت میں جبکہ وہ محض زبان سے ادا کئے جانے والے الفاظ
ہوں۔ اگر وہ اس کا نام معلوم کرنے کا مجاز تھا تو کاغذات بھی طلب کر سکتا تھا۔
اُسے کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ بہر حال اگر اب وہ کاغذات دکھانے میں ہچکچاہٹ
نظاہر کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا جس عورت سے انھیں بنا تھا ہرگز نہیں
ہو سکتی دوسری صورت میں یہی ہوا ہوگا کہ متعلقہ افراد نے اُسے غائب کر کے اُسکی
جگہ اس عورت کو دی ہوگی۔“

ظفر نے آگے بڑھ کر میڈیٹم کے دروازے پر دستک دی۔

”آؤ۔۔۔ آجاؤ۔۔۔ اندر سے آواز آئی۔“ تکلف کی کیا ضرورت ہے؟“

ظفر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وہ آراکرس پر نیم دراز نظر آئی۔
بستر پر لیٹا ہوا تھا۔“

”نہیں ڈیوٹی ختم ہو گئی۔“ اُس نے طنز سے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں ڈیوٹی تو نہیں ختم ہوئی۔ لیکن یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے! کیوں نہ
باہر چلیں۔۔۔“

”ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ چلو باہر ہی چلتے ہیں۔ لیکن میں اب اپنے کمرے میں واپس
نہیں آتا چاہتی۔“

”میں کب کہہ رہا ہوں کہ اپنے کمرے میں واپس جاؤ۔ میرا بانی میرے ذمے ہے!“

”اسکی منکر نہیں اپنی رقم میں ہر وقت اپنے ساتھ ہی رکھتی ہوں۔“

”تو پھر اُٹھو۔ کبھی چلتے ہیں۔“

لیلی نے کرسی کی پشت گاہ سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا اور چلنے کیلئے تیار ہو گئی۔

وہ شرک پر آئے اور سب نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہ کیا تم پہلے بھی
کبھی یہاں آچکے ہو؟

نہیں۔ پہلی بار آیا ہوں۔

میں بھی پہلی بار آئی ہوں۔ کہیں اس طرح باہر نکلنے میں پریشانی نہ ہو
چلو زہرا! بار میں چل کر بیٹھیں۔ ساحول بدل جائے گا۔

یہ کہاں ہے۔

اسی عمارت میں۔۔۔ تنزانیہ روم کے برابر۔

مگر سنو! ہم سے ایک غلطی ہوئی ہے! جو کچھ تمہارے کمرے میں ہوا ہے اسکی
اطلاعات ہوٹل کی انتظامیہ کو دینی چاہیے تھی۔

کون۔۔۔ ان بکھیروں میں پڑے۔۔۔ خواہ مخواہ پولیس کو کیوں توڑ دیا ہے!

تمہارے ملک کا سفارتخانہ شاید اسی شرک پر ہے۔

ہاں۔۔۔ این بی سی بلڈنگ میں۔۔۔ کیوں۔۔۔

چلو اپنے کاغذات وہاں امانتاً جمع کرا دو۔

کاغذات۔۔۔ او۔۔۔ ہاں۔۔۔ وہ اپنی جیبیں بٹولتی ہوئی بولی "اُدہ۔

کاغذات۔۔۔ خدا کی پناہ۔۔۔ انھیں میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہونا
چاہیے تھا۔ کہیں تمہارے بڈ روم میں تو نہیں گر گئے۔ وہیں میں نے اپنا کوٹ
آدا رکھا۔

چلو دیکھیں۔۔۔ ظفر نے بھی کسی قدر بدحواسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ پھر لہٹ کی طرف واپس آئے۔ سلی بہت زیادہ پریشان نظر آرہی تھی
چال ہی لڑکھاٹ بھی پیدا ہو گئی تھی۔ پانچویں منزل پر پہنچ کر وہ کسی قدر چپکاپی
کے ساتھ ظفر کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

بڈ روم میں اس کے گندہ کاغذات دھیل سکے! ایسا لگا تھا جیسے وہ میہوش

ہو کر گر جائے گی۔

اپنی طرح ذہن پر زور دو۔ کہیں وہ تمہارے ہی کمرے میں تو نہیں رہ گئے تھے!
خدا جانے! میں نے تو کوٹ کی جیب ہی میں رکھتے تھے۔۔۔

اور رقم۔۔۔

وہ بھی نہیں ہے۔۔۔

تو چلو تمہارے کمرے میں دیکھیں۔۔۔

وہ کراہ کر اٹھی اور اس کے ساتھ چل پڑی۔ ظفر نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے
تھے۔ اُسے یقین سامہ چلا تھا کہ یہ عورت ہرگز نہیں ہو سکتی جس نے اُسے بنا رکھا۔
سلی کے کمرے میں سچا مچ ابتری نظر آئی۔ سارا سامان بدھرا دھرا کچرا ہوا تھا ایک
ایک چیز الٹ پلٹ ڈالی گئی تھی۔

وہ دلوں دار اپنے کاغذات تلاش کرنے لگی۔ شاید کچھ رقم بھی کمرے میں موجود تھی جیسا
حوالہ بار بار دے رہی تھی۔

بہت او۔۔۔ اب میں کیا کروں۔۔۔ وہ روہیسی ہو کر بولی۔

ظفر سوچ رہا تھا۔ کہ اب اس کمرے میں الیکٹرونک گیس کی موجودگی ناممکن ہے
اس بڈ روم کے ساتھ یہ انھیں بھی بتایا گیا ہوگا۔ لیکن آخر یہ لوگ جانتے کیا ہیں۔؟
غالباً یہ حرکت اسی لئے کی گئی ہے کہ کہیں میں کاغذات نہ طلب کر بیٹھوں۔ یقیناً اصل
عورت پرانے نامعلوم افراد نے قابو پایا ہے اور اس کی جگہ یہ عورت سلی کا رُدا
کا رول ادا کر رہی ہے۔!

تم کیا سوچ رہے ہو۔ بتاؤ اب میں کیا کروں! وہ پھر بولی۔

ہتھی بات بتا دو۔ ظفر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

میں نہیں سمجھی۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔

پہلے تمہارے سامنے دیکھیں کسی کی تلاش کا ذکر کیا تھا۔ پھر کہا کہ تم نے اپنی طرف

امانہ کیا تھا۔۔۔

”تو اس سے کیا ہوتا ہے! میں آپ بھی اپنے اسی بیان پر قائم ہوں! سانی دلچ
تک تو جانا ہی ہے۔۔۔ وہ طویل سانس لے کر بولی۔

”اچھی بات ہے۔ اب آرام کرو۔۔۔ میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں!“

”تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اسکا بازو پکڑتی ہوئی

”مجھے اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔۔۔ وہ اُس سے بازو چھڑا کر نکلا چلا

آیا تھا۔۔۔



جیمسن اور مسومانے رنجبار گیسٹ ہاؤز میں سالے دہائی میں سکون
آرا تھا۔ تھوڑے کی دو دو پیالیاں چڑھائی تھیں۔ اور وہاں سے بھی نکل کر
بگڑے تھے۔۔۔

”دوست جیمسن۔۔۔ مسوا بولا۔ تمہیں بین الاقوامی سیاست بھی دلچسپ ہے یا نہیں؟

”مجھے اپنی قوم کی سیاست دلچسپ ہے اور نہ بین الاقوامی سیاست دلچسپ ہے۔“

”تب تم اس حدی کے غور بے ہو۔“

”نہیں میں صرف ایک ایسا آدمی ہوں جسے دو وقت کی روٹیوں کی تلاش

رہتی ہے۔ اس کے علاوہ ساری مصروفیات ضمنی ہیں۔“

”بڑی غیر مذہبی باتیں کر رہے ہو۔“

”میرے تصوف کی ابتداء یہیں سے ہوتی ہے کہ آدمی پیٹ کا گتا ہے۔“

”خیر چھوڑو۔۔۔ آؤ۔۔۔ عورتوں کی باتیں کریں۔۔۔ مسوا منہ کر بولا۔

”خدا کی پناہ، چار عدد درختوں کے پانچ عدد عورتوں کی باتیں کرنا چاہتے ہو۔“

”میں بہت دیکھی ہوں۔۔۔ جیمسن بھائی۔۔۔“

”ظاہر ہے۔۔۔ چارہ کہ اگر دس ہزار سے ضرب دیں تو حاصل ضرب چالیس

ہزار ہوگا۔“

”یہ بات نہیں ہے! مجھے ابھی تک ایسی عورت نہیں مل سکی جس میں چاہتا ہوں۔“

”اس لئے بہت دیکھی ہو۔۔۔ جیمسن نے حیرت سے کہا۔

”ہاں۔۔۔ میرے بھائی۔۔۔“

”یہ آقا کی دیکھ ہے بھائی مسوا۔۔۔ آج تک کسی مرد کو اس کی پسند کی عورت ملی ہے

اور نہ کسی عورت کو اس کی پسند کا مرد ملا ہے۔“

”نہیں ایسا تو نہیں ہے۔۔۔“

”ایسا ہی ہے بھائی مسوا۔۔۔ جیمسن اپنی آواز میں بلا کا درد گھونٹا ہوا بولا اگر

پسند کی کوئی لڑکی مل بھی جاتی ہے تو کچھ ہی دنوں کے بعد اُس میں سے بھی کپڑے نکلنے

لگتے ہیں۔۔۔“

”تم کیا جانو۔ تمہاری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی۔“

”بہتر ہے صوفی نہیں رہا ہوں۔۔۔ پانچ سو پچتر عورتوں کا تجربہ ہے مجھے۔“

”پھر شادی میں کچھ دنوں کے بعد صوفی ہو جاؤں۔ مسوا نے مایوسی سے کہا۔

”اُس نے رنجبار ریسٹ ہاؤس کے گیارہ سے اپنی گاڑی نکالی تھی! اور اب ان کا

صفر اسی میں جاری تھا۔۔۔“

”عورتوں کی باتوں نے بھی پور کر دیا۔۔۔ جیمسن ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔ آؤ

اب مجھ سے میرے خوابوں کی باتیں سنو۔۔۔ بچپن ہی سے پڑا سر ارافریقہ کے بابے

میں لڑ بچہ بچہ ہوا ہوں۔۔۔ لہذا یہ میرے خوابوں کی سر زمین بن گئی ہے! یہاں

کے جادو گروں کی باتیں میرے لئے ہمیشہ بہت چار منگ رہی ہیں۔“

”او نہ جادو گر۔۔۔ قہقہے کہا میروں کی باتیں ہیں۔۔۔ پہلے ہوتے ہے ہر گے

اب تو صرف شجرہ باز رہ گئے ہیں۔ سیاحوں کا ہی پہلا تہہ ہیں۔ اور وہ بیچارے
بھی سمجھتے ہیں کہ سچ بچ کا جادو دیکھ سہہ ہیں۔

”چلو۔۔ ایسی ہی کسی جگہ دِل پہلاتی۔“

وہ ان کا ٹھکانا معلوم کرنا پڑے گا۔۔۔

”کہاں سے معلوم ہوگا۔۔“

”میرا ایک دوست جانتا ہے۔۔۔ کہیں سے اُسے فون کر کے معلوم کر لوں گا۔
اور پھر اُس نے ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روک رکھی تھی۔ دونوں اتر کر ڈرگ
اسٹور میں داخل ہوئے۔ اُن کے پیچھے کئی اور آدمی بھی اسٹور میں داخل ہوئے تھے۔
موسا کا دُشمن اپنے کسی دوست کو فون کرنے لگا۔ وہ اُس سے کہہ رہا تھا کہ اپنے ایک
سیلج دوست کو کالا جادو دیکھانا چاہتا ہے۔ وہ اُس سلسلے میں اس کی رہنمائی
کے۔۔۔ اور ہرے جواب دینے پر ریسورڈر کہہ کر ٹرائی تھا کہ پیچھے کھڑے ہوئے ایک
زرد نام مخلوط نسل والے آدمی نے کہا ”شجرہ بازوں کے پھیر میں نہ پڑو۔ اگر واقعی
کالا جادو دیکھنا چاہتے ہو تو پام بیچ ہوٹل چلو۔ سوٹ بزرگوار میں موکا زری کا لے جادو کا
مظاہرہ کرتا ہے۔“

”تم نے دیکھا ہے۔۔“

”ہاں مشر۔ میں اپنے تجربے ہی کی بنا پر مشورہ دے رہا ہوں۔ سیاحوں کے لئے
اُس سے بہتر جادوگر فی الوقت اور کوئی موجود نہیں۔“

”اچھا تو پھر وہیں چلتے ہیں۔“ موسا نے جیسن کی طرف دیکھ کر کہا۔

”اگر کوئی حرج نہ ہو تو مجھے بھی لفٹ لے دیجئے۔“ زرد نام بولا۔

”کوئی حرج نہیں۔“ موسا نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ گاڑی
میں بیٹھ گئے تھے۔ زرد نام پچھلی سیٹ پر تھا۔

”کیا تمہیں بھی وہی جانا ہے۔“ موسا نے اُس سے پوچھا۔

”ہاں مشر۔ بڑی مہربانی ہوگی۔ اگر کہو گے تو میں ہی تمہیں موکا زری کے پاس لے
چلوں گا۔ میں ایک ٹورسٹ گائیڈ ہوں۔۔“

”اچھا۔ اچھا۔“ موسا نے انجین اسٹارٹ کیا۔ اور جیسن سے بولا ”چلو شائد
سچ مچ تمہاری یہ آرزو بھی پوری ہو جائے۔“

جیسن کچھ دُلولہ۔ وہ ظفر الملک اور اُس عورت کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔
زرد نام مخلوط نسل آدمی سے کہہ رہا تھا ”موکا زری حیرت انگیز جہ جناب عالی۔
وہ بڑی عجیب و غریب گویاں بھی کر رہا ہے اُسے ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ
اُس کے گاہک کون لوگ ہیں اور کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ سچی اور کھری بات
لگی لپٹی کے بغیر کہتا ہے۔“

”آخر کیسی بات کرتا ہے۔“ موسا نے پوچھا۔

”خود ہی سن لیجئے گا جناب۔ مگر سوال شرط ہے۔ آپ اُس سے بڑا عظیم فریقہ
کے مستقبل کے بارے میں پوچھیں گے۔“

”وہ بھی سیاسی ہی باتیں کرے گا۔“ موسا ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔

”تم مجھ سے آہستہ آہستہ عورتوں کی باتیں کرو۔ اُسے کہنے دو۔۔ جیسن اُسکی
ظن جھک کر دھیرے سے بولا۔

”پتا بیچ میں بڑی خوبصورت نکاحاتیں ہیں۔۔۔“

”تو پھر کالے جادو پر لغت بھیجو۔ ہم وہاں فلور شو دیکھیں گے۔“

”وہ تو تھیک ہے۔۔ لیکن رقص میرے ذہن پر اچھا اثر نہیں ڈالتا۔“

”ابھی تو تمہاؤں کی تعریف کر رہے تھے۔“

”تم مجھے نہیں۔۔۔ دراصل مجھے کوئی چاہتا ہے رقص دیکھ کر۔۔۔“

”تو پتا لینا۔۔“

”تم پتا نہیں کیا سوچو۔۔۔ حالانکہ سال میں ایک آدھ بار ہی پتیا ہوں۔“

”سنکر نہ کرو۔۔۔ میں نے بھی قسم نہیں کھا رکھی۔ ایک آدمی پگ میں کیا مفاہمت
 ”اب واقعی تم نے جی خوش کر دیا۔ دراصل اپنی زمین چاہیے کہ عقل جنبہ بر جائے
 ”ہاں دوست اس کے آگے کچھ نہ کہو۔۔۔“
 ”کیوں؟ کیوں؟“
 ”کبھی تم یہ نہ کہہ بیٹو کہ اپنی زمین چاہیے کہ غار میں گر رہا ہے۔ یا نہیں سنتے کہ
 میں غار کے قریب نہ جاؤ۔“
 ”اسے نہیں سمجھائی۔۔۔ میں اتنا کہہ نہیں سکتا کہ اپنی کسی غار کا جواز نہیں
 تلاش کروں۔“
 ”ہاں تو پھر ٹھیک ہے۔“
 ”پہلے کالے جادو کا مظاہرہ دیکھیں گے۔ اُس کے بعد رقص۔۔۔“
 ”زرد نا اُدی اُخیں جادو گر کے کمر سے لگے گیا تھا۔ یہاں پہلے سے کئی لوگ
 موجود تھے۔
 جادو گر موا کا زہی بھی سیاہ نا افریقی تھا اور اس وقت سانسہ میگوں ہی کر رہا
 ”تم نہیں جانتے۔۔۔ وہ آنکھیں بند کئے کبہ ہاتھ وہ جو تم میں کبھی نہیں آتے۔
 آئیں گے۔ تب تم اُن سے ایک حیرت انگیز خبر سنو گے۔۔۔ پورے افریقہ میں روشنی
 پھیل جائے گی اور وہ جو سیاہ ناموں پر ظلم ڈھاتے ہوئے ہیں انہیں اُن کی زمین پر
 اُن کے آسمان کے نیچے غلام بنائے رکھا ہے وہ مرنے کے بل کر رہیں گے تب پھر تم اُن پر دم
 نہ کرنا۔ اُنکی فریاد مت سنا۔۔۔ اُن کے لہو سے اپنے کھیتوں کو ضرور سیرنا۔“
 جیمین نے رد مال سے چہرے کا پسینہ خشک کیا اور سوا کی طرف دیکھنے لگا
 وہ آئے آٹھ مار کر مسکرایا اور پھر جادو گر کی طرف متوجہ ہو گیا۔
 اتنے میں ایک آدمی اُن کے قریب آ کر آہستہ سے بولا۔ ”میرے ساتھ آئیے“
 وہ آنکھیں دھڑکے کرے میں لے گیا تھا۔“

”محض تفریح یا کوئی خاص ضرورت؟“ اُس نے سوا سے سوال کیا
 ”ضرورت کیا ہوتی۔۔۔ تفریح ہی سمجھو۔ میں اپنے دوست کو کالا جادو
 دکھانا چاہتا ہوں۔۔۔“
 ”ہماری مرضی پر منحصر ہو گا یا آپ کوئی تجویز پیش کریں گے؟“
 ”بھٹرو۔۔۔ پوچھ کر بتاؤں۔“ سوا نے کہا اور جیمین سے پوچھا ”کیا دیکھنا
 چاہتے ہو۔۔۔“
 ”میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت میرا بس کیا کر رہا ہے؟“
 ”سوا اُس آدمی کو سوا چلی میں بتانے لگا تھا کہ اُس کا دوست کیا چاہتا ہے۔
 ”اس کیلئے چالیس شلنگ دو گئے۔“
 ”سوا نے رقم جیب سے نکال کر اُس کے ہاتھ پر رکھ دی۔۔۔“
 ”اچھا۔ آپ دونوں یہیں تشریف لے گئے۔“ اکر کردہ کمرے سے چلا گیا۔
 جیمین نے اپنی خیز نظروں سے سوا کی طرف دیکھا تھا۔ سوا اپنے شانے سکڑ کر
 رہ گیا۔
 ”فوری دیر بعد اسی والیں آیا۔ اور اُن سے اُسی کمرے میں چلے کو کہا جہاں
 کچھ دیر پہلے وہ موا کا زہی لپٹ گیا تھا کرتے سُن چکے تھے۔“
 اُس نے اُن دونوں کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا ”اگر تمہارا پاس سوا
 ہوا نہیں ہے تو تم اُس کی آواز بھی سُن سکو گے۔ لیکن اس کیلئے تمہیں یہ بتانا پڑے گا
 کہ اس وقت تمہارا پاس کہاں موجود ہے؟“
 ”کلیمنٹ مارو ہوٹل۔ کمر نمبر ننانوے۔“ جیمین نے بڑے ادب سے کہا جادو گر
 موا کا زہی انگلیں ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔
 اس وقت کمرے میں صرف یہی تینوں تھے۔ موا کا زہی نے آنکھیں بند
 کر لیں۔ کچھ لا یعنی سے الفاظ اُس کی زبان سے نکلے تھے اور کمرے کی فضا پر عجیب سا

سناتا مسقط ہو گیا تھا۔۔۔ !

دفعہ جیمن نے ظفر الملک کی آواز سنی۔۔۔ پھر سلی کی آواز آئی۔۔۔ وہ ظفر
پڑوم میں آنے کو کہہ رہی تھی۔ ظفر نے "ڈوئی" پر سونے کا حوالہ دیا تھا۔ سلی
ڈوئی کو کالیاں دینے لگی۔ اور اس کے بعد پھر سناتا چھا گیا۔ مولا کا زی نے آنکھیں
کھول دیں اور بولا "اپنے باس کی خبر لو۔ ورنہ وہ سفید فام گتیا اسے غرق کر دے گی۔"
"واقعہ آپ بالکمال ہیں جناب عالی۔۔۔" جیمن بھارتی ہوئی آواز میں بولا۔

"بس اب جاؤ۔" مولا کا زی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔
وہ اُسکے کمرے سے نکل آئے۔ جیمن آجین میں پڑ گیا تھا۔ صدنی صدی آہنی دلوں
کی آوازیں تھیں۔ !

"میں نے تمہارے باس کی آواز تو سنی نہیں۔" مولا بولا "لیکن عورت کی آواز۔"
"عورت کی آواز۔" جیمن بھی اُسی کے الفاظ دہرا کر رہ گیا۔
"کیا وہ سلی کا رُود با کی آواز نہیں تھی۔"

"میری دانت میں اُسی کی آواز تھی۔ اُوہ۔ کیوں میں فون پر اُسکی تصدیق
کروں۔"

"کیا کرو گے۔" ہو سکتا ہے وہ تمہارے باس پر مہربان ہی ہو گئی ہو۔"
"کئی حیرت انگیز واقعہ ہو گا۔ عورتیں اُسکے پیچھے دوڑتی ہی رہی ہیں سچے
اُس جگہ لے چلو جہاں سے فون کر سکیں۔"

چوٹل ہی کے ایک بوتھ سے اُس نے فون پر ظفر سے گفتگو کی تھی اور سولما
طرف پلٹ آیا تھا۔

"کیا رہی۔"
"لفظ بہ لفظ وہی۔۔۔ کمال ہے۔۔۔ جیمن رومال سے اپنی پیشانی خشک
کرتا ہوا بولا۔ "وہ باس ہی کے کمرے میں موجود ہے۔"

"تب تو مجھے بھی کالے ہار کا کمال ہونا ہی پڑے گا۔" سولما نے کسی حیرت زدہ نیچے
کے سے انداز میں کہا۔

لیکن جیمن کی آجین بڑھتی رہی تھی۔ وہ کالے نیلے پیلے کسی قسم کے بھی جادو پر
یقین نہیں رکھتا تھا۔ پھر وہ آوازیں دہاں تک کیسے پہنچتی تھیں۔ کیا وہ اُس۔۔
مخلوط النسل زرد فام آدمی کے توسط سے خاص طور پر دہاں پہنچائے گئے تھے۔
کیونکہ وہ انھیں مولا کا زی کے کمرے تک پہنچا دینے کے بعد پھر نہیں دکھائی دیا
تھا۔ !

"تم کچھ گجھے گجھے سے نظر آنے لگے ہو۔" سولما نے اُسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"اگر آپ محرومی پر افسوس ہو تو مجھے بتاؤ۔" یہاں لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔۔۔ اسی
بوتھ میں بہتر سے بہتر مل جائے گی۔"

"نہیں سولما۔ میری کٹری میں لفظ محرومی کا گند نہیں ہو سکا۔ بے فکر
رہو۔ چلو میں تمہاری خدمت میں دل کھول کر صحبتوں گا۔ لیکن ٹھہرو۔۔۔ ذرا
میں ایک کال اور کر لوں۔"

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔"

وہ پھر ٹیلیفون بوتھ میں داخل ہوا۔۔۔ اور ظفر الملک سے رابطہ قائم کر کے بولا۔
"کیا خیال ہے۔۔۔"

"اس مسئلے پر یہاں سے گفتگو نہیں کر سکتا۔" ظفر کی آواز آئی۔

"کیا میں واپس آ جاؤں۔"

"میںیں منکر نہ کرو۔ تمہیں لفظ کا دُشمن رہا جائے گا۔ عیش کرو۔"

"تو آپ مجھ کو جانتے گے۔"

"ہاں۔ میں جاؤں گا۔"

”مجھ سے بے بغیر۔۔۔“

”اگر روانگی سے قبل تم یہاں پہنچ گئے۔ تو ملاقات بھی ہو جائے گی۔۔۔“

”میں کچھ بیٹنا چاہتا ہوں۔۔۔“

”یہ بیٹنا تمہوں کیا کہو گے۔۔۔“

”آپ کو یقین ہے۔۔۔“

”کیا تم میرے انداز گفتگو سے اندازہ نہیں لگا سکتے۔۔۔“

”اُدکے۔۔۔ لیور ہائی لنس۔۔۔“

”یہ سیر رکھ کر اس نے ہونٹ سکڑے تھے، آنکھیں پٹی میں اور پھر سر ہلاتا ہوا

لوٹنے سے باہر آ گیا تھا۔

”دو چلو پہلے بال روم میں چلتے ہیں۔ مسومانے کہا۔ شاید تمہیں رقص کے لیے کمرہ

پارٹنر مل جائے۔ تم بہت آدمی ہو۔۔۔“

جیسن خاموشی سے اس کے ساتھ بال روم میں چلا آیا تھا۔ یہاں بڑی رونق تھی۔

زیادہ تر غیر ملکی جوڑے نظر آ رہے تھے۔ مقامی خال خال ہی دکھائی دیے رقص

کی موسیقی جاری تھی۔ اور رقص فرش پر تھرتھکتے پھر رہے تھے۔

اتھلیں کوئی خامن میز نہ مل سکی۔ البتہ کاؤنٹر کے قریب کئی اسٹول خالی تھے

اور یہ کاؤنٹر بار کا تھا۔ بار کے کاؤنٹر کے قریب وہ کتہ بانہ کر نہیں بیٹھ سکتے تھے

وہ دونوں ادھر ہی بٹھے تھے۔ مسومانے جیسن کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر

پوچھا۔ ”کیا خیال ہے۔۔۔“

”مارٹینی چلے گی۔۔۔“ وہ آہستہ سے بولا۔ دانت اس کی نظر اسی زرد نام آدمی پر

جاسٹھری تھی جو انھیں مواکاری کے پاس لے گیا تھا۔ ایک مقامی لڑکی اس کی ہرقہ

تھی دونوں رقص میں مگن تھے۔

مسومانے بھی جیسن کی نظروں کا تعاقب کیا تھا۔۔۔ پھر دونوں ساتھ ہی ایک

دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

”مجھے وہ آدمی شروع ہی سے کچھ عجیب سا لگتا رہا ہے۔ مسومانے کہا۔

”میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔ جیسن بولا۔

”حرف لفظ لینے کے لئے جیسن ادھر لے آیا تھا۔“

”لیکن وہ جادوگر نہ اڑ نہیں ہو سکتا۔ جیسن نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ یہ تو ہے۔۔۔ میں نے عودت کی آواز صاف سہجائی تھی۔“

جیسن نے مسوا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم اس آدمی کے بارے میں اور کیا

سوچ رہے ہو۔۔۔“

”اور کیا سوچنا چاہیے۔۔۔ اس نے ہونٹوں کی طرح کہا۔

”کچھ نہیں۔۔۔ لویہ مارٹینی۔۔۔ چوہ۔ جیسن نے گلاس اس کی طرف کھسکاتے

ہوئے کہا۔ بار میں نے دو گلاس کاؤنٹر پر رکھ دیے تھے۔

پھر شاید اس زرد نام آدمی نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا۔ مسوا اپنا

گلاس اٹکھائی رہا تھا کہ اس کی نظر ان دونوں پر پڑی۔۔۔

”خدا غلامت کرے۔۔۔ وہ پھر ادھر ہی آ رہا ہے۔ مسوا بڑبڑایا۔

زرد نام اپنی عمر بھر سمجھتے ان کی جانب کھنچا چلا آیا تھا۔ جیسن نے خواہ

مخواد دانت نکال دیے۔ لیکن مسوا کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔

”کہو پسند آیا کالا جادو۔۔۔ زرد نام نے جیسن سے پوچھا۔

”بہت زیادہ۔۔۔“

”کیا اس نے دھڑکیں میں کچھ دکھایا تھا۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ میں نے ایک آدمی کی آواز سننے کی فرمائش کی تھی جو پوری ہو گئی

واقعی حیرت انگیز۔۔۔“

”اگر تم اس آدمی کو دیکھنے کی خواہش کرتے تو وہ تمہیں دھڑکیں کے مرغزوں

میں اُنکی شکل دکھاتا۔۔۔ بہتیرے لوگ تو دروازے کے مناظر تک اسی طرح دیکھ چکے ہیں۔۔۔

اب کیا دکھانا چاہتے ہو۔۔۔ مسومانے خشک لہجے میں پوچھا۔

”کک۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ میں گائیڈ ہوں۔۔۔ اگر میری خدمات کی ضرورت ہو تو۔۔۔ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا؟“ مسوما غرایا، ”میں مقامی آدمی ہوں! اپنے دوست کو خود ہی سب کچھ دکھا دوں گا۔ چلتے پھرتے نظر آؤ۔۔۔“

زرد فدا کی ہمرقن برائے سائمن بنا کر فدا نے اس سے ہٹ گئی تھی۔
”کیا بات ہے مسٹر۔۔۔ زرد فدا! مسوما کو گھوڑا بولتا ہوا سنا ہے تم آپ سے بار بار پوچھ رہے ہو۔۔۔“

”جانتا ہے یا گھوڑا رسید کروں۔۔۔“

”اُوہ۔۔۔ نہیں۔۔۔“ سیمین دونوں کے درمیان آتا ہوا بولا، ”اس کی ضرورت نہیں۔۔۔ تم جاؤ بھائی۔ کیوں خواہ مخواہ میرے دوست کو غصہ دلا رہے ہو؟“
”آدمیت بھی کوئی چیز ہے؟“ زرد فدا نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا اور خود بھی ہان سے کھسک گیا۔

”دو غلاکتا۔۔۔“ مسومانے بکھنچ کر بڑبڑایا۔ ”بھڑکائی جکر چلانا چاہتا تھا تمہیں شاید علم نہ ہو۔ اس نے کلیمنجارو ہی سے ہمارا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ جیمین چونک پڑا۔

”ہاں۔۔۔ یقین کرو۔۔۔“ مسوما سر ہلا کر بولا۔

”تم کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔“

”اُوہ۔۔۔ تم نہیں سمجھو۔ میرے بھائی۔۔۔ یہ عورتوں کا دلال معلوم ہوتا ہے۔۔۔“

”اچھا۔۔۔“ جیمین طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”کیوں؟ کیا میرا رویہ نامناسب تھا۔۔۔“

”اے نہیں۔۔۔“ جیمین ہنسر بولا، ”بکا و مال سے کبھی رغبت نہیں رہی۔۔۔“

”تو پھر رقص کے لئے پارٹیز تلاش کئے جاتے ہیں۔۔۔“

”در اصل میں جلد واپس جانا چاہتا ہوں۔۔۔“

”اے واہ۔۔۔ ابھی تو کوئی خاص تفریح بھی نہیں ہوئی۔۔۔“

”میرا باس خطرے میں ہے۔۔۔“

”میں نہیں سمجھا۔۔۔“

”وہ میرے باس کو کہیں لے جانا چاہتی ہے۔۔۔“

”کیا فون پر اس نے تمہیں یہی اطلاع دی ہے۔۔۔“

جیمین نے پُر غفلت انداز میں سر کو مثبت جنبش دی۔ اور ٹھہر ٹھہر کر بولا۔

”در اصل ہمارا ایک کاروباری حریف ہمارے خلاف طرح طرح کی حرکتیں کر رہا ہے۔۔۔“

”کیسی حرکتیں۔۔۔“

”مثال کے طور پر میرا باس بزنس ٹور پر آیا ہے۔ کاروباری حریف یہاں بھی ہمارے

کاموں میں رخنہ ڈال سکتا ہے۔۔۔“

”اُوہ۔۔۔“ جیمین نے سر ہلاتے ہوئے سوجھا پڑے گا۔۔۔ خصوصیت سے اس کا لے جادو کے

بارے میں۔ ”مسومانے پُر غفلت لہجے میں کہا۔ ”وہ دو غلاکتا ہی سے ہمارا پیچھا

کرتا رہا تھا۔ اُوہ۔۔۔“

دفعہ اُس نے خاموش ہو کر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

”کوئی خاص نکتہ۔۔۔“ جیمین اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

”یقیناً تمہارے کاروباری حریف کا داؤ چل گیا ہے۔۔۔ ورنہ یہ کالا جادو۔۔۔“

میرا خیال ہے کہ تمہارے باس کے کمرے میں الیکٹرونک گجٹ چھپا دیئے گئے ہیں۔۔۔

آنکھیں کے توسط سے اُن دونوں کی آواز میں یہاں تک پہنچتی ہوں گی۔۔۔“

”مالی ڈیٹر مسوما۔۔۔“ جیمین اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ ”تم تو جی ٹی لیں ہو۔۔۔“

”نہیں بھائی۔ کامن سنس کی بات ہے، تمہارے گاڑی باری حریف نے موٹار سائیکل سے ساز باز کی ہے۔۔۔ یہ زرد نام دو غلہ میں ہر حال میں موٹار سائیکل تک پہنچاتا ہے۔ اور وہ عورت کل صبح میرے پاس کوہستانی ویلجے لے جائیگی۔“

”اؤ۔ جلد ہی ختم کر دو اپنی مارٹینی۔“ مسومانے مضطربانہ انداز میں کہا۔

جیمسن نے پھر اُسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں مسوما بھی تو گڑ بڑ آدمی نہیں ہے۔! انہوں نے اپنے گلابی ٹکڑے کئے تھے۔ اور قیامت ادا کی تھی بال روم سے نکلتے وقت مسوما آہستہ سے بولا۔ ”گاڑی میں بیٹھ جانے کے بعد ہم کسی قسم کی گفتگو نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس نے ولد الحوائج کاٹنے کا کام بھی کوئی جگ نہ لگا دیا ہو۔ وہ لیفٹ لینا ہی چاہتا تھا ورنہ تعاقب تو اُس نے ٹیکسی میں بیٹھ کر کیا تھا۔“

بھائی مسوما بہت ہوشیار آدمی معلوم ہوتے ہوئے۔

”کامن سینس۔ مانی ڈیر۔۔۔“ مسوما ہنسر بولا۔ ”کہیں رک کر گاڑی کی تلاشی لیں گے۔ پھر آگے بڑھیں گے اور تم اس پر نظر رکھنا کہ ہمارا تعاقب دوبارہ تو نہیں شروع کر دیا گیا۔“

”ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔“

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ جیمسن کھلی نشست پر اسی طرح بیٹھا تھا کہ عقب میں نظر رکھ سکے۔ اُس نے زرد نام آدمی کو بھی ہوٹل سے برآمد ہوتے دیکھا۔ پھر قیامت ساتھ نہیں تھی۔ گاڑی اشارت ہو کر آگے بڑھی۔

زرد نام نے ایک موٹر سائیکل سنبھالی تھی۔۔۔ جیمسن خاموشی سے دیکھتا رہا۔۔۔ مسومانے بھی کچھ نہیں پوچھا تھا۔ کار تیزی سے راہ طے کرتی رہی۔۔۔ جیمسن کو اندازہ تھا کہ مسوما عقب نما آئیچے میں اُس موٹر سائیکل کو ضرور دیکھ رہا ہو گا۔۔۔ وہ شہر کے روشن حصوں سے گزر رہے تھے۔!

دفعۃً ایک عمارت کے سامنے مسومانے گاڑی روک دی۔ اور موٹر سائیکل آگے

نکل چلی گئی۔ مسوما جیمسن کو گاڑی سے اُترنے کا اشارہ کرتا ہوا خود بھی اُتر گیا۔ پھر وہ دونوں گاڑی سے خاصے فاصلے پر جا کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

”تم نے دیکھا۔۔۔ وہی سورتھا۔“ مسوما آہستہ سے بولا۔

”پتا نہیں کیا پکڑ ہے۔“ جیمسن بڑبڑا کر رہ گیا۔

”اؤ۔۔۔“ وہ عمارت کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ کال بل کاٹن دبا کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرتا رہا تھا۔

کسی نے دروازہ کھولا۔ روشنی اُن دونوں پر پڑی۔ دروازہ کھولنے والی ایک بھاری بھر کم نیگرو عورت تھی۔ مسوما کو دیکھ کر اُس نے احترا ماً خم ہونے کی کوشش کی تھی۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ مسومانے سواہلی میں اُس سے کچھ پوچھا تھا۔ اور اُس سے جواب پکڑ آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ جیمسن خاموشی سے اُس کا ساتھ دیتا رہا۔ ایک کمرے میں داخل ہو کر مسومانے فون کا ریسورسٹ کیا اور صرت ایک نمبر ڈائل کر کے مارتھ میں مین بولا۔ ”گاڑی باہر کھڑی ہوئی ہے۔ اُسے گیراج میں لے جا کر تلاشی لو۔ ایکسٹرانگ جگہ دریافت کرنا ہے۔ نہایت خاموشی سے تلاش کرو۔ بل جانے تو خاموشی ہی سے میرے پاس لاؤ۔“

ریسورسٹ رکھ کر وہ جیمسن کی طرف دھڑکا۔۔۔ جیمسن اُسے عجیب نظروں سے دیکھے بار رہا تھا۔

”کیا بات ہے۔۔۔“ مسومانے مسکرا کر پوچھا۔

”بھیکہ پر اسرار لگ رہے ہو۔۔۔“

”موسلمے نے اُدھر اٹھا کر زور سے قہقہہ لگایا۔ جیمسن نے کہا ”میری نگاہیں نہیں آتا کہ تمہیں کس خانے میں فیٹ کروں۔۔۔“

”خود ہی فیصلہ کرو۔۔۔“

”تمہی نے اُس زرد نام دغلے پر نئے زائے سے روشنی ڈالی تھی۔“
 ”اگر یہ محسوس نہ کرتا کہ وہ شروع ہی سے ہمارے پیچھے لگا رہا تھا تو کیسی اپنی
 زبان نہ کھولتا۔“

”تو کیسی اپنی زبان نہ کھولتا کا مطلب سمجھاؤ۔“
 ”دُشواری میں ڈال دیا تم نے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اصل معاملے سے
 پوری طرح آگاہ نہیں ہو۔“

”کیوں اُلجھاتے چلے جا رہے ہو۔“
 ”سلی کارڈ وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔“
 ”مزید اُلجھاؤ۔“

”اس عورت نے سلی کارڈ وہاں کی جگہ لی ہے۔ اصل عورت غائب کر دی گئی۔“
 ”تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم دیدہ و دانستہ مجھ سے ہل بیٹھے تھے۔“
 ”میں ہر اُس آدمی سے ہل بیٹھتا تھا جسے وہ اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔ اب تم سے
 یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ تمہارے پاس کو سانی دلیج لے جانا چاہتی ہے۔ جس کا ہمارے
 پروگرام سے کوئی تعلق نہیں۔“

”ایک بات بھی تو میری سمجھ میں نہیں آئی۔“
 ”اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے پاس کو اُس کے ساتھ سانی دلیج جانے
 دو۔ ہم اُن پر نظر رکھیں گے۔ اپنے مزید اطمینان کے لئے یہ دیکھ لو۔“

”اُس نے کوٹ کی اندر دنی جب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور اس کی طرف
 بڑھا دیا۔ کارڈ پر بہت واضح تحریر تھی۔“

”جیمسن کا نام حیرت سے کھل گیا۔ یہ انجینئر کے بیرونی اینجنیوں کا شناختی کارڈ تھا۔
 ”اب اگر تم اس کے جواب میں صحیح الفاظ ادا نہ کر سکتے تو میں تمہیں یہیں دفن کرادوں گا۔“
 ”موسمانے کہا۔ ساتھ ہی اُس کی جیب سے پستول بھی نکل آیا تھا جس کا رخ جیمسن ہی

کی طرف تھا۔

”جیم نے اسے آج تک نہیں دیکھا۔“ جیمسن مسکرا کر بولا۔
 ”ٹھیک ہے۔“ ”موسمانے آہستہ سے کہا اور دلیور کو دوبارہ جیب میں ڈالتا ہوا
 بولا۔“ اپنے رویے پر معافی کا خواستگار ہوں۔“

جیمسن ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ اب بھی موسما ہی کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔
 ”تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا۔“ بات ابھی تک واضح نہیں ہو سکی۔“
 ”کیا سمجھنا چاہتے ہو۔“

”سلی کارڈ وہ حقیقتہً وہ عورت نہیں ہے جس سے مجھ کو لینا تھا وہ پہلے ہی
 غائب کر دی گئی۔۔۔ لیکن دوسری عورت کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اُسے کیا کہنا ہے اور ہم
 سے کیا سنا ہے۔“

”سامنے کی بات ہے۔“ ”موسما سر ہل کر بولا۔“ ”انہوں نے اُسے قلاب میں کیا اور
 جب کچھ معلوم کر لیا۔“

”لگاؤ پہلی عورت یعنی حقیقی سلی کارڈ وہاں تھیں متعین کردہ تھی تو تم نے اُس پر
 نظر بھی رکھی ہوگی۔“

”دیکھتی تھی! لیکن بالآخر ہمارے آدمی دھوکا کھا گئے۔۔۔ اس نے ہم نے اُس کا
 سراغ کھو دیا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اب کہاں ہے۔“

”دوسری بات۔“ ”جیمسن آنکھیں بند کر کے تاک بھول رہا تھا۔
 ”آخر پھر یہ سوا کاڑی جادوگر کھل کر کیسے سامنے آ گیا۔“ ”کیا وہ ہمیں اتنا ہی احمق سمجھتے

ہیں کہ ہم کالے جادو کے چکر میں آجائیں گے۔ میں نے اپنے ساتھی سے فون پر گفتگو
 کر کے اندازہ لگایا تھا کہ اُس نے اپنے کمرے میں الیکٹرونک عیس دریافت کئے ہیں۔“

”اُوہ۔۔۔“ ”موسما کے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔
 ”جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔“

”تمہیں یقین ہے کہ اُس نے ایک ٹرونگ جتن دریافت کر لئے ہیں۔“

”اُس کے انداز گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے۔ بہر حال میں اب یہ کہہ رہا ہوں کہ اُس کی آواز سنوانے کی حماقت کیسے سرزد ہوئی۔ اس طرح تو اُس میں جو شیا رکھ دیا ہے۔“

”کہیں نہ کہیں کوئی بیچ ضرور ہے۔“ مسو ما سر ہلکا کر بولا۔

دفعہ فون کی گھنٹی بجی۔۔۔ مسو ما نے اپنے ٹھکانے پر ریسور اٹھایا۔ مسو ما بھڑ بھڑا کر بولا۔۔۔ ”اُسے بیکار کر دو۔۔۔ اور۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔“

جیمین نے محسوس کیا جیسے مسو ما چانک بڑھا ہو گیا ہو اور ریسور رکھ کر اُس نے جیمین کی طرف دیکھا اور خشک ہونٹوں پر زباں پھیری۔

”کیا بات ہے۔۔۔“

”ہم۔۔۔ وہ اپنا ہوا بولا۔“ ریڈیائی لہروں سے پھٹنے والا ہم۔۔۔

”گاری میں۔۔۔“

”مسو ما نے سر کو مثبت جنبش دی اور جیب رومال نکال کر چہرے کا پیر خشک کر لے لگا۔ فون کی گھنٹی پھر بجی۔ اُس نے ریسور اٹھایا۔

”ہلو۔۔۔ اچھا۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ پتا نہیں۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔“

”ریسور رکھ کر اُس نے جیمین سے کہا۔“ میرے آدمی نہیں جانتے اُسے کس طرح بیکار کیا جاسکے گا۔ لہذا ہمیں عمارت فوراً چھوڑ دینی چاہیے۔۔۔ وہ اس کا خطرہ

بھی مول نہیں لے سکتے کہ اُسے گاری ہی میں رکھ کر کہیں اور چھوڑ آئیں۔ لہذا جتنی جلد

ممکن ہو یہاں سے نکل چلو۔۔۔“

جیمین اٹھ گیا اور وہ پھر شرک پر نکل آئے۔

”عمارت کے دوسرے لوگ۔۔۔ جیمین نے سوال کیا۔

”سکرین کرو۔ وہ سب نکل جائیں گے۔۔۔“

”اس عمارت کے آس پاس کوئی دوسری عمارت نہیں تھی۔ اور یہ حقیقت ہم روش

ساتھا۔“

”جتنا تیز چل سکتے ہو چلو۔۔۔“ مسو ما نے کہا۔ ”اور ضرور ٹیکسی بھی نہیں ملے گی۔“

قریباً دس منٹ تک وہ یکساں رفتار سے چلتے رہے تھے۔ اور اس دوران

میں انہوں نے کوئی دھماکہ نہیں سنا تھا۔ مسو ما نے رفتار کم کر دی اور ہانپتا ہوا

بولتا۔ ”ہم لوگوں نے اپنی کوششوں سے واقعی یہ رات یادگار بنا دی ہے۔“

”اب کچھ میں آئی ہے بات۔۔۔ جیمین بولا۔

”کوئی بات۔۔۔“

”مواکاری والی۔ اُسے یقین تھا کہ ہم اُسکی سازش کا شکار ہو جائیں گے۔ یعنی

کئی کواکے کالے باد سے آگاہ کر دینے سے قبل ہی مر جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ جادو

کے مظاہرے کے بعد فوراً ہی ہمیں کلیمینٹینا رو کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے تھا۔

”اُسکے لیے میرے ساتھی کی آواز اسی لئے سنوائی گئی ہو کہ ہم فوراً روانہ ہو جائیں

یہ دیکھنے کے لیے کہ کہیں میرے ساتھی کے کمرے میں الیکٹرانک گجس تو موجود نہیں ہیں۔“

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔۔“

”اب کیا خیال ہے۔۔۔“

”وہ ہیں مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ اُنہیں اسے ساتھی کی زندگی بھی خطرے میں ہے۔“

”تو پھر کیا کریں۔۔۔ کہاں سے ٹیکسی ملے گی۔ یہاں تو دو دو رنگ ویرانہ ہی دیرانہ ہے۔“

”مسو ما کچھ بولا۔ جیمین نے کہا کہ کہیں سے فون ہی کر سکتے۔“



ایک ٹرانڈک مینگ دریا نت کر لینے کے بعد ظفر الملک نے جیسین کی ایک اور کال ریسیو کی تھی۔ اور اشاروں میں اُسے بتانے کی کوشش کی تھی کہ اُس کا اندیشہ درست ہے۔

اُس کے بعد پھر جیسین کی کوئی کال نہیں آئی تھی۔ اور وہ منظر بانہ انداز میں ہنسنے لگا تھا۔

فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے جھپٹ کر ریسیو اٹھالیا۔ لیکن دوسری طرف سے سلی کالر دوبار کی آواز آئی۔

”میں بہت پریشان ہوں۔ اب کیا ہو گا۔“

”میں کیا بتاؤں۔“ ظفر بولا۔

”کاغذات کے بغیر کیا کر سکتوں گی۔“

”اسی لئے تو میں نے شور مچا دیا تھا کہ ہڈی کی انتظامیہ کو اس واقعے سے آگاہ کر دوں۔“

”میں تمہیں کیا بتاؤں کہ اس میں کیا دستاویز ہیں۔“

”میں اس مسئلے پر مزید گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے کمرے میں آجادیں؟“

”جتنی جلد ممکن ہو۔“ دوسری طرف سے کہہ کر سب سے منقطع کر دیا گیا۔ ظفر الملک اپنے کمرے سے نکل آیا۔

دروازے پر دستک دینے بغیر اُس نے میڈل گھمایا تھا اور دروازہ کھل گیا تھا۔ سلی سامنے ہی بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ بہت بُد حال نظر آرہی تھی۔ اُسے دیکھ کر اُسٹی ہوئی بولی ”مجھے کمرے ہی میں رُک کر اُس نامعلوم آدمی کی دوسری کال کا انتظار کرنا تھا۔“

”جو نہیں ہو سکا اُس کے بارے میں سوچنا ہی فضول ہے۔“

”لیکن اب کیا کروں۔“

”آخر ہڈی کی انتظامیہ کو مطلع کر دینے میں کیا حرج ہے! اس طرح یہ بات کم از کم ریکارڈ میں تو آجائے گی۔ اور تم وقت ضرورت اس کا حوالہ دے سکو گی۔“

”میں کیا کروں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔“

”اپنے سربراہ کو کس طرح مطلع کرو گی۔“

”اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔“

”اسطابق مطلب یہ کہ آنکھیں بند کر کے جھوٹا لگایا ہے تمہیں۔“

”وہ چند لمحے ظفر کو غور سے دیکھتی رہی پھر بولی ”تم ہی اپنے سربراہ کو“

”ان حالات سے آگاہ کر دو۔“

”ایک منٹ۔۔۔“ ظفر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔“

”کیا مطلب۔۔۔؟“

”مجھے بھی اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔“

”وہ عجیب انداز میں ہنس پڑی۔ اور ظفر اپنی گردن مہلانا ہوا بولا۔ ایسے“

”حالات میں شاید میں اپنی عقل استعمال کرنی چاہیے۔“

”میری عقل قابل استعمال نہیں رہی۔“

”کیا صبح ہونے ہی میں مسائی دیلیج کی طرف روانہ ہو جائیں گے؟“

”میں کچھ نہیں جانتی جیسا تمہارا دل چاہے۔“

”ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ سلی نے لپک کر ریسیو اٹھالیا۔ دوسری طرف کی بات سنتی رہی اور پھر اوستھ میں پر ہاتھ رکھ کر ظفر سے سہگوشی کی۔“

”دہی ہے۔“

”کیا کہہ رہا ہے۔“

”شیر والے مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہے۔“

”اُسے یہاں بلاؤ۔ میں ہاتھ روم میں چلا جاؤں گا۔“

”درمختاب ہے۔“

”پر وہ امت کرو۔ میں تو موجود ہی ہوں۔“

”اچھی بات ہے۔“ اس نے کہا اور ماتھے پیس میں بولی۔ ”یہاں میرے کمرے میں آجاؤ۔۔۔ اُوہ۔۔۔ میں سوچ میں پڑ گئی تھی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔“ اچھا۔۔۔ وہ ریسرور رکھ کر تیزی سے ظفر کے قریب پہنچی اور بولی ”پانچ منٹ کے اندر یہاں پہنچ جائے گا۔“

”کیا اپنے قریب کے مطابق شیر کو یہیں لانا ہے۔“

”نہیں اس بار اتنا ہی کہا ہے کہ شیر کے اپنے ہی گفتگو کرے گا۔“

”دروازہ مقفل کر دو۔“

”کیوں؟ کیوں؟“ وہ خوفزدہ انداز میں بولی۔

”اُوہ۔۔۔ تاکہ جتنی دیر میں تم دروازہ کھولو۔ میں اپنے گھنے کاٹھنڈا کروں۔“

”م۔ میں کبھی شاید کچھ اور۔“

”کچھ اور کیا کر سکوں گا۔“ ظفر نے اسے ٹوٹنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے

پوچھا۔

”میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا۔“

”لیکن اسے شبہ بھی نہ ہونا چاہیے کہ کوئی تیسرا بھی موجود ہے۔“

”کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔۔۔ تم تو باتھ روم میں۔“

”غزور شبہ ہو جائے گا۔ اگر تم اس سے باتیں کرتے وقت نظریں چڑا کر

باتھ روم کی طرف دیکھتی رہیں۔“

”میں کیوں دیکھوں گی۔“

”اس لئے کہ ان معاملات میں بالکل انارٹی ہو۔۔۔“

”اب تم نے تو جہد لاری ہے تو احتیاط برتو گی۔“

”بہتر ہو گا کہ تم اپنی نشت باتھ روم ہی کی طرف رکھو۔“

”میں ایسا ہی کروں گی۔“

”دوسری بات۔۔۔ اگر اس نے تمہیں کہیں اور لے جانا چاہا تو۔۔۔“

”تو۔۔۔ تو۔۔۔ ہاں بتاؤ۔ پھر میں کیا کروں گی۔“

”خدا کی پناہ۔ کیا کیا جاؤں۔“

”سنو۔۔۔ وہ خوش ہو کر بولی۔ ”کیوں نہ اُسے دیکھ کر مبہوش بن جاؤں۔“

”اس سے بڑی بیوقوفی شاید پھر کبھی سرزد نہ ہو سکے تم سے۔“

”پھر بتاؤ۔ کیا کروں گی۔“

”چلی جانا اُنکے ساتھ۔“

”یہ کیا بات ہوئی۔ پتا نہیں کہاں لے جائے۔“

”میں تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گا۔۔۔ منکر نہ کرو۔“

”نہیں۔ میں اس قسم کا کوئی خطہ مول نہیں لے سکتی۔“

”مجھے کسی نے دروازے پر دستک دی۔۔۔ اور ظفر تیزی سے باتھ روم کی طرف

بڑھ گیا اور دروازہ کھول کر۔۔۔ اس کی اندر داخل ہوا۔۔۔ اور پھر بند کر کے شکنی چڑھا دی

اُس نے بھاری تھوڑی سی پانی سی تھی۔ دروازہ بند ہوا تھا۔ اور کسی نے کہا تھا

”کیا تم اس وقت بھی لٹے میں ہو۔“

”غاؤں۔۔۔“ اس کی آواز آئی۔ ”میں ڈنکار کی شہزادی ہوں۔۔۔ مچھلیاں

مجھے وہ سکی پلاتی ہیں۔۔۔ تم کاؤن ہو۔۔۔“

”واقعی بہت زیادہ پی گئی ہو۔ میں تمہارے لئے کیا کروں۔۔۔“

”تم میرے لئے شلجم کی کاشت کرو۔“

”فون پر گفتگو کرتے وقت تو نشے میں نہیں تھیں۔“

”فون۔۔۔ کیسا فون۔۔۔ کس کا فون۔۔۔“

”اچھا۔۔ اچھا۔۔ میں جا رہی ہوں۔ سب بات ہو گئی۔“
 ”کیوں آتے تھے۔۔ کیوں جاتے ہو۔۔ صبح تو کبھی نہیں ہو گئی۔۔۔ یہ سارا
 برا غلط ہے۔۔۔“
 ”ٹھیک ہے۔۔ ٹھیک ہے۔۔“

پھر بھاری قدموں کی آواز آئی تھی اور دروازہ آواز کے ساتھ بند ہوا تھا
 ظفر جوں کا توں کھڑا رہا۔ پھر ہاتھ روم کے دروازے پر ہلکی سی دستک سنی۔ لیکن
 آہستہ آہستہ کمرہ ہی تھی۔ ”کوئی سی رہی۔۔ کھٹکا دیا نا آخر۔۔۔ صبح تک کچھ نہ
 سوچ رہی تھیں گے۔۔“

ظفر نے دروازہ کھولا۔ اور ہاتھ روم سے نکل ہی رہا تھا کہ وہ تینوں سامنے
 آگے۔ تینوں کے ہاتھوں میں سائیلیئر لگے ہوئے پستول تھے۔ ظفر نے دھڑک
 لہلی کی طرف دیکھا اور وہ آنکھ مار کر بولی۔ ”کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔۔“
 ”کیا ہوتا ہے۔۔“ ظفر نے جی کر اکر کے آنکھیں نکالیں۔

”خاموش رہو۔ یا اپنی آواز اتنی بلند نہ ہونے دو کہ باہر سے سنی جاسکے۔۔
 اُن تینوں میں سے ایک بولا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ میں آہستہ بولوں گا۔۔۔ مجھے یہاں لانا تھی۔ میں نہیں جانتا تھا
 اس ہونٹ کی طوائفیں اس طرح ٹوٹ لیتی ہیں۔“ ظفر نے کہا۔

”ہاتھ روم میں کیا کر رہے تھے۔۔۔“ ایسی ہنس کر بولی۔

”ہاتھ روم میں کیا کیا جاتا ہے۔۔“ ظفر نے شیر ہونٹے کی کشش کی۔

”تمہارا ساتھی کہاں ہے۔۔“ اُسی آدمی نے سوال کیا۔

”میں نہیں جانتا۔“ ظفر نے کسی طرف لنگھ گیا ہو گا۔۔۔“

ظفر نے پوچھ گچھ کرنے والا سفید ناما تھا۔ اور اُس کے دونوں ساتھی مقامی تھے

اور انھوں نے اسی ہونٹ کے ملازمین کے درمیان پسینہ رکھی تھیں۔۔۔“

دفعہ مقامی آدمیوں میں سے ایک ظفر کے پیچھے آکھڑا ہوا۔ اور سامنے لگے لنگو
 کرنے والے نے کہا۔ ”اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔۔“

”آخر کیوں۔۔“ ظفر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور اُس کے پیچھے کھڑے ہوئے

سیاہ ناما آدمی نے اپنے پستول کا دستہ پوری قوت سے ظفر کی گردن پر رسید کر دیا۔۔

آنکھوں میں تار سے تارے ناچ گئے تھے۔۔۔ اور پھر اندھیرا۔۔۔ کسی شہتیر کی طرح منہ کے

بل فرش پر گرا۔ اور جیسے وحشت ہو گیا۔

سفید ناما آدمی نے پستول جیب میں ڈال لیا اور میز پر رکھے ہوئے بیڈ بیگ

کو کھول کر بائوپوڈرک سرخ نکالی۔

ڈراہی دیر بعد وہ کسی قسم کا سیال ظفر الملک کے بازو میں انجیکٹ کر رہا تھا۔

دونوں سیاہ ناما آدمی اس دوران میں کمرے سے چلے گئے تھے۔۔۔

لیکن نے سفید ناما آدمی سے پوچھا۔ ”اب کیا کر دے۔۔؟“

”اپنے کام سے کام رکھو۔“ سفید ناما نے بہت برے لہجے میں کہا۔

”کیا۔۔ مطلب۔۔“

”خاموش رہو۔ یہی اس سے کیا کرنا ہے۔ کیا کرنا ہے۔۔“

دروازے کا بیڈل کھلا ہوا اور وہ دونوں اُس کی طرف متوجہ ہو گئے تھے

دونوں سیاہ ناما آدمی پھر دکھائی دیے۔ وہ ایک صندوق نما بڑی سی ٹرائی لائے تھے

جس پر واضح حروف میں ”لانڈری“ لکھا ہوا تھا۔

ظفر الملک کو فرش سے اٹھا کر اُسی ٹرائی میں ڈال دیا گیا اور اُس کے اوپر چلے کپڑوں

کا ڈھیر قتلہ پھر وہ ٹرائی کو دھکیلے ہوئے رومہاری میں نکال لے گئے۔

”صدا کا خیال ہے کہ صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے؟“ مسوا
نے جیمن سے کہا۔

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مسانی ویلیج جانے کا۔۔۔“ جیمن بولا۔

”یہ کہیں بنا پر کہہ رہے ہو۔۔۔“

”مسانی ویلیج جاتے تو مجھے کاؤنٹر سے اپنے لئے ایک لفافے کی اطلاع ملتی۔ اگر کمرے کی کنبھی کاؤنٹر پر جمع کرائی گئی تو لفافہ کہاں گیا۔۔۔“

”یہ دونوں اس وقت نہ بجا گیت ڈانے کے ایک کمرے میں بیٹھے اور جیسے تھے۔ مسوا نے جیمن کو کلیں بنیاد ہوٹل کی طرف نہیں جانے دیا تھا۔ گیت ڈانے

ہی سے فون پر ظفر الملک کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تھی۔ ظفر الملک کے کمرے سے جواب نہ ملنے پر جیمن نے کاؤنٹر سے پوچھ کر پوچھ کر

اُس کے مطابق کرومبر نانوے کی کنبھی کاؤنٹر کلرک کی تحویل میں تھی۔ جس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ ظفر ہوٹل میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اُس نے کوئی لفافہ اسکی

تحویل میں نہیں دیا تھا۔

”اسلی کے کمرے کا نمبر شاید ایک سو تین ہے۔“ جیمن نے مسوا سے پوچھا
”ہاں۔۔۔ یہی نمبر ہے۔۔۔“

”لہذا دیکھنا چاہیے کہ وہ بھی کمرے میں موجود ہے یا نہیں۔۔۔“

”اُسے مت چھوڑو۔۔۔ اُس کی نقل و حرکت کی اطلاع مجھے مل جائے گی۔ اور

یقین کرو کہ اگر تمہارا باس بھی ہوٹل سے نکل کر کہیں گیا ہوتا تو مجھے اطلاع مل جاتی
پہلی رات کو وہ دونوں ہوٹل سے نکل کر مڑک تک ضرور آئے تھے۔ لیکن پھر ہوٹل

ہی میں واپس چلے گئے تھے۔ چلو ایک بار پھر اُن دونوں کے بارے میں اپنے آدمیوں کے
رپورٹ لیتا ہوں۔۔۔“

”تمہارے آدمی کا کارہ معلوم ہوتے ہیں؟“ جیمن نے برا سامنے بیکر کہا

”انہیں حقیقی اسلی کار ڈوبا کے غائب ہو جانے کا علم کب ہو سکا تھا۔“

”اُس وقت وہ معاملے کی نوعیت سے پوری طرح آگاہ نہیں تھے۔ اب جو شیار
ہو گئے ہیں۔ انکی کارکردگی پر شبہ مت کرو۔۔۔“

جیمن کچھ دہلایا۔ مسوا نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے تھے اور مسوا اٹلی میں
گفتگو کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد رسیور کر ٹیل پر رکھ کر طویل سانس لی
اور جیمن سے بولا۔ ”اُن دونوں میں سے کوئی بھی ہوٹل سے باہر نہیں نکلا تھا۔ میرا
خیال ہے کہ اب تم اُس عورت سے فون پر گفتگو کر ہی لو۔۔۔“

”اب کیوں اس پر آمادہ ہو گئے ہو۔۔۔“

”اُس سے گفتگو ضروری ہے ورنہ وہ سمجھے گی کہ تم جو شیار ہو گئے ہو۔“

”یہی چیز میرے ذہن میں بھی تھی لیکن اگر وہاں سے بھی جواب نہ ملتا تو پھر کیا کر دے؟“
”مجھ کو اندیشہ پولیس تمہارے باس کا کمرہ کھانا پڑے گا۔۔۔ لیکن اس طرح ہم

کلرک کو مایوس آجائیں گے۔ یہی میں نہیں چاہتا۔۔۔“

”خیر۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔“

جیمن نے کلیں بنیاد کے ایجنٹ کے نمبر ڈائیل کئے اور کمرہ نمبر ایک سو تین سے
کنکٹ کرنے کو کہا۔ دوسری طرف سے اسلی کی آواز سنا دی تھی۔

”کوئی۔۔۔ کون ہے۔۔۔؟“

”بنالو۔۔۔ والی ڈارٹھی۔۔۔“

”کیا اپنے کمرے سے بول رہے ہو۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ باہر سے۔۔۔ کلیں بنیاد سے عاصم دور ہوں۔۔۔“

”تمہارا باس جواب نہیں دے رہا۔ کئی بار دروازہ پیٹ چکی ہوں۔ طے شدہ
پروگرام کے مطابق میں کہیں جانا تھا۔۔۔“

”جواب مجھے بھی نہیں مل رہا۔ اسی لئے تمہیں رنگ کیا ہے۔۔۔“

”فونڈا یہاں پہنچو۔۔۔ پتا نہیں کیا بات ہے۔۔۔“

”اس قسم کے احکامات میرا باس ہی دے سکتا ہے۔ اس کا حکم ہے کہ اسے
دو درہوں۔ صرف فون پر رابطہ رکھ سکتا ہوں۔“

”تم جو کہاں۔“

”یہ بھی کسی تیسرے کو نہیں بتا سکتا۔“

”سنو! تجھے اسکی طرف سے بہت زیادہ تشویش ہو گئی ہے۔ پچھلی رات اسکا
ضرورت سے زیادہ پی لی تھی۔ ایسے حالات میں کبھی کبھی بخبری ہی میں ہارٹ فیلو
ہو جاتا ہے۔“

”ہارٹ فیلور ہو جانے کی صورت میں میرا باس کمرے کی گنجی کا ڈنڈہ کر کے
حوالے کیسے کرتا۔“

”کیا کچھ ہے ہو۔“

”گنجی کا ڈنڈہ کلرک کی تحویل میں ہے۔“

”اُدھ۔ تو پھر اسکا یہ مطلب ہوا کہ وہ مجھے بتائے بغیر کہیں چلا گیا۔“

”مجھ ہونے سے پہلے ہی۔“ جیمین نے سوال کیا۔

”میں کیا بتاؤں۔“

”گنجی رات کی ڈیوٹی والے کلرک نے وصول کی تھی۔“

”انہونی بات سنا ہے ہو۔ اس نے مجھ سے کہیں اور جانے کا وعدہ کیا تھا۔“

”تنبہا ہی نہ چلا گیا ہو۔“

”ناممکن۔ قطعاً ناممکن۔ تنہا وہ کیا کر سکے گا۔“

”تو پھر کہیں اور جا کر ہارٹ فیلور کرا بیٹھا ہوگا۔“ جیمین نے کہا اور لہجہ

کڑیل پر بیخ دیا۔

اپنا اندلسی کی گفتگو سے مسوا کو آگاہ کرتا ہوا بولا۔ ”میری محف میں تو کچھ

نہیں آتا۔“

”کچھ سمجھ کر کیا کر گئے۔۔۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔“

”کیا مطلب۔“

”میں نہیں جانتا تھا کہ اتنی جلدی ہاتھ صاف کر دیا جائے گا۔ میرا خیال تھا کہ

تم دو نوڈ کے سلسلے میں ایک ساتھ کارروائی ہوگی۔ اسی لئے تمہیں وہاں سے ہٹا

لایا تھا۔“

”میرا خیال ہے کہ میری موجودگی میں اسکی زبست نہ آنے پاتی۔“

”سو ناچھ نہ بولا۔ یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ آخر وہ کچھ کیا لیتا۔ دونوں کے کمرے

الگ الگ تھے۔ ایک کو دوسرے کی خبر ہی نہ ہو پاتی۔“

”فون کی گفنی بھی۔۔۔ سو مانے کال ریسو کی۔ تھوڑی دیر تک کچھ سننا۔ پھر

سواحل میں خود بھی کچھ کہنا رہا تھا۔ اس کے بعد ریسو پر رکھ کر جیمین کی طرف ٹرا۔“

”تو پھر میری کارروائی ہوئی۔“

”کوئی تبدیلی۔“

”پچھلی رات ڈیوٹی والے کلرک کے پوچھ گچھ کرائی تھی۔ وہ کہتا ہے یہ بلانا ڈنڈہ

ہے کہ گنجی کب اس کے پاس پہنچتی تھی۔ بیٹھا لوگ آتے جاتے رہتے ہیں! کبھی کبھی

لنگ خود کا ڈنڈہ پر آنے کی بجائے کلرک کے کسی آدمی سے گنجی بھیج دیتے ہیں! اور

کوئی لنگاؤ کسی کے بے اسکی تحویل میں نہیں دیا گیا تھا۔“

”بات جتنی نظر نہیں آتی۔ آخر یہ گھڑاگ شروع کیسے ہوا تھا۔“

”میں نہیں جانتا۔ مسوا بھلا۔“ اوپر سے ملنے والے احکامات کے تحت کام

کر رہا ہوں۔“

”یعنی ایکسٹو سے ملنے والے احکامات کے تحت۔“

”نہیں۔ میں اپنے یہاں کی بات کر رہا ہوں۔ براہ راست ایکسٹو کا ایجنٹ

نہیں ہوں۔ یہ کارڈ مجھے صرف اسی مہم کے لئے ملا ہے۔“

”میں اب بالکل کنگال ہوں۔۔۔ دراصل مجھے اس لفافے میں لباس کی طرف سے ایک رقم ملنے والی تھی۔۔۔“
 ”رقم کی پرواہ مت کرو۔ تم میرے ساتھ ہو اور ایک معقول رقم خرچ کرنے کا اختیار مجھے بھی دیا گیا ہے۔۔۔“

جیسن کچھ نہ بولا۔ اب بھی مسوا کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔ حالات بھی ایسے تھے۔ پہلے وہ زنجبار کے ایک تاجر کی حیثیت سے ملا تھا۔ بھارت بھارت کی باتیں کی تھیں اور پھر اچانک انیس ٹو کا ہارڈ نکال بیٹھا تھا۔
 ”تم کیا سوچتے ہو۔۔۔ مسوا آئے گھر آیا ہوا بولا۔
 ”یہی کہ ہم یہاں کیوں آئے تھے۔ اور اب مجھے کیا کرنا ہے۔۔۔“
 ”اب تمہیں جو کچھ کرنا ہے۔۔۔ شاید کچھ دیر بعد معلوم ہو جائے۔“
 ”مواکازی کے سلسلے میں کیا کر رہے ہو۔۔۔“

”فی الحال صرف نگرانی۔۔۔ بس اتنا ہوا ہے اس سے کہ ایک رشتہ آدمی ملے آیا ہے۔۔۔“
 ”ہاں۔۔۔ پاس کوئی ثروت نہیں ہے کہ ہم اسی نے میری گاڑی میں کھویا ہوگا۔۔۔“

”ہم کا کیا حشر ہوا۔۔۔“

”عمارت کا ایک حصہ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔۔۔“
 ”اور تم مواکازی کی صرف نگرانی کر رہے ہو۔ جیسن نے حیرت کہا۔
 ”اور پھر کیا کریں۔۔۔“

جیسن صرف نہ بنا کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ اتنے میں پھر فون کی گھنٹی بجی مسوا نے ریسورسٹھا یا۔ سنار ہا۔ خود بھی کچھ کہا تھا۔ اور پھر ریسورسٹھا۔ جیسن سے بولا تھا۔ ”تم اب اس عورت سے مل سکتے ہو۔ اور طریق کار۔۔۔“
 ”تعیین بھی خود ہی کر دے گا۔۔۔“

”یہ حکم کس سے ملا ہے۔۔۔“
 ”بھائی جیسن۔۔۔ اس قسم کے سوالات نہ کرو۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تم دونوں کے علاوہ یہی میں سے کوئی اور بھی یہاں موجود ہے۔ تم سے بڑے رینک والا۔
 ”یہ کس بنا پر کہہ رہے ہو۔۔۔“
 ”میرے اوپر والے شاید اسی کے مشورے سے تم لوگوں کیلئے احکامات صادر کر رہے ہیں۔۔۔“

”دوم ہے تمہارا۔ اگر ایسا ہوتا تو میرے علم میں ضرور آتا۔۔۔“
 ”مسوا کچھ نہ بولا۔ اور جیسن سوچنے لگا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس عورت سے ہڈی کلینچاؤ میں نہیں ملا چاہتا تھا۔
 ”میں کلینچاؤ نہیں چاہوں گا۔ اس نے مسوا سے کہا۔ اسے کہیں اور بلانا چاہتا ہوں۔ تم کوئی جگہ تجویز کرو۔۔۔“

”تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ مسوا بولا۔ ”کوئی کھلی جگہ ہونی چاہیے جہاں میرے آدمی جاسکیں۔۔۔ دونوں پر نظر رکھ سکیں۔ اس کیلئے مناسب ترین جگہ مناری مورجا پارک ہوگی۔ اس کے کمرے میں آؤ اور وٹارچ کے قریب اسکا انتظار کرو گے۔“
 ”یہ کہاں ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ لا علی ظاہر کرے گی۔ بیچاری مورجا پارک کے جنا۔“
 ”گتیا کی بچی۔ مسوا بڑا سا نہ بنا کر بولا۔ ”اگر تا پوچھے تو کہہ دینا کہ ٹیکسی ڈرائیور سے مناری مورجا پارک کہہ دیجی۔ وہ پہنچا دے گی۔“ جیسن نے فون پر ہلکی سے ایک بار پھر رابطہ قائم کیا۔

”اوہ تم جو۔۔۔ دوسری طرف سے عورت کی آواز آئی۔ کہہ کیا بات ہے۔۔۔“
 ”میں تم سے جنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت ضروری ہے۔۔۔“
 ”تو آ جاؤ نا۔۔۔ میں پہلے بھی کہہ رہی تھی۔ تمہارا پاس ابھی تک واپس نہیں آیا۔“
 ”میں وہاں نہیں آ سکتا۔ ہم کہیں اور کیوں نہ ہیں۔۔۔“

۱۰۔ اس کی کیا ضرورت ہے : یہیں چلے آؤ نا۔

۱۱۔ اصولی بات ہے۔ باس نے تا حکم ثانی کلیمبارو میں داخل ہونے پر باندی لگائی تھی۔ لہذا وہاں نہیں آسکتا۔ خواہ باس زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ کسی دوسری جگہ ملے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۲۔ تو پھر کہاں ملے ہے جو۔

۱۳۔ مازنی موحا پارک آجائو۔ اور ورو وارچ کے قریب کھڑے ہوں گا۔

۱۴۔ کیا ٹیکس ڈرائیور سے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا۔

۱۵۔ بالکل۔ بس میں یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔

۱۶۔ اچھی بات ہے۔۔۔ مازنی موحا پارک۔۔۔ اور ورو وارچ۔

۱۷۔ ہاں ہاں۔ اچھا۔ کبکر جیمن نے ریسور کر ٹیل پر رکھ دیا۔

۱۸۔ اور پھر سوانے آتے کچھ رقم دی تھی۔

۱۹۔ اُس سے کبھی تم کی گفتگو کرنے کا ارادہ ہے : اُس نے سوال کیا۔

۲۰۔ عقلمندی کا تقاضہ یہی ہوگا کہ کام کی بات کے علاوہ اور کبھی تم کا ذکر نہ

چھیڑا جائے۔

۲۱۔ تم نے تو میرے دل کی بات کہہ دی : لیکن وہ کام کی بات ہوگئی کیا :۔

۲۲۔ بس یہی کہ باس کی عدم موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا کام جاری

رہنا چاہیے۔ جس کام کے لئے باس کو کہیں لے جانا چاہتی تھی اب مجھے لے جائے :۔

۲۳۔ ٹھیک۔ بالکل۔۔۔ اور پھر میں دیکھوں گا کہ وہ لوگ کتنے چالاک ہیں :

۲۴۔ جیمن نے دل میں کہا ضرور دیکھنا کچھ تھوڑی دیر پہلے دیکھتے رہے جو۔ کچھ اب دیکھنا یہاں

والوں کی کارکردگی مایوس کن نہ ہوتی تو باہر سے مدد طلب کرنے کی ضرورت کیوں

پیش آتی :۔

۲۵۔ اُس نے سوا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا :۔ مجھے یقین ہے کہ میرا بھی مری حشر

ہوگا جو میرے باس کا ہوا ہے۔

۲۶۔ ناممکن۔۔۔ میرے آدمی اُس ناکامی کے بعد سے پوری طرح چوکتے ہو گئے

۲۷۔ اگر اس بار اُن سے غفلت ہوئی تو ایک ایک کو شہر کر دوں گا۔

۲۸۔ اور میں تو انہیں ریسور کرنے کے لئے پہلے ہی سے عالم بالا میں پہنچا ہوا ہوں گا۔

۲۹۔ جیمن ہنس کر ہولا۔

۳۰۔ اب مجھے مزید شرمندہ نہ کرو۔ : مسول نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

۳۱۔ اگر جا رہے یہاں یہ واقعات پیش آئے ہوتے مسر سوا۔ : جیمن نے ٹھنڈی

سانس لے کر کہا : تو گاڑی میں ہم دریاخت ہونے کے بعد مولا کاڑی کی شامت آجائی

۳۲۔ دیکھو بھائی جیمن : میں نے رپورٹ دے دی تھی۔ اوپر سے جو احکامات

ملے اُن کے خلاف تو نہیں کر سکتا۔

۳۳۔ میں بھی تمہیں الزام نہیں دے رہا۔ اوپر ہی والوں کی بات کر رہا ہوں۔ خیر۔ اب

تو مجھے چلنا چاہیے۔

۳۴۔ تھوڑی دیر بعد وہ مازنی موحا پارک پہنچا تھا۔ : شعل جھوڑیت کے قریب

۳۵۔ علی کا ڈراما منظر بنی : اُسے دیکھتے ہی مضطربانہ انداز میں آگے بڑھی تھی۔

۳۶۔ مجھے کچھ اس کا کوئی پتا نہیں : وہ ہانپتی ہوئی ہولی۔

۳۷۔ جیمن بائیں آنکھ مارا ہولا : مجھے خوشی ہے کہ میرے لئے میدان صاف ہو گیا :

۳۸۔ ٹک۔ کیا مطلب :۔ : بھلائی۔

۳۹۔ تم میری دریافت ہو : اُسکی نہیں۔

۴۰۔ یہ تم نے کیا شروع کر دیا۔ میں تو اُس کیلئے بہت پریشان ہوں۔

۴۱۔ مجھے ذرا برا بھی پریشانی نہیں۔ کیونکہ یہ اُس کی پرانی عادت ہے۔ خود ہی عورتوں

۴۲۔ سے رقم وراہ بڑھا تا ہے پھر خود ہی بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

۴۳۔ رقم ہوش میں ہو یا نہیں : یہ رقم وراہ بڑھانے کا قصہ نہیں ہے :

کچھ بھی ہو۔ میرے لئے اسکی کوئی اہمیت نہیں کہ وہ اچانک غائب ہو گیا ہو
جہاں چلتا ہو۔

”تو نہیں جانا تھا میرے ساتھ۔“

”اگر وہ کسی وجہ سے نہ جاسکا تو مجھے ہی جانا پڑتا۔ اصولی بات ہے۔“

”لیکن اُس نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔“

”کام جاری رہنا چاہیے سس کار ڈوبا۔ یا اگر تمہارے پاس اسکے علاقہ

کچھ ہدایات ہوں تو درود میری بات ہے۔“

وہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی ”مجم دونوں کو سانی دلیج

جانا تھا! وہاں ہمیں کوئی تیسرا ملے گا۔ اسکے بعد یہ ملے گا کہ کب لاج کام شروع

کرنا ہے۔“

”کام کی نوعیت تو تمہیں معلوم ہی ہو گئی۔“

”نہیں! وہی تیسرا آدمی کام کی نوعیت بھی بتائے گا۔“

”تب پھر میں دیر نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ میں کام شروع کر دینے کیلئے تیار ہوں۔“

”اچھی بات ہے۔“ وہ طویل سانس لے کر بولی۔ ”تو پھر چلو۔“

اس سفر کے لئے جیمسن نے ٹیکسی پر اس کو ترجیح دی تھی اور سسی کار ڈوبانے

اس پر اعتراض بھی نہیں کیا تھا۔

”کیا تم اُس آدمی کو پہچانتی ہو۔“ جیمسن نے اُس سے سوال کیا۔

”نہیں۔ میں نہیں پہچانتی۔“

”تو پھر کیا صورت ہوگی۔“

”کوئی میں پہچان کر خود ہی ہماری طرف آئے گا۔“

”اتنے پر اسرار حالات سے میں پہلے کہنی دو چار نہیں ہوا۔“

”میں تو حیرت کے لئے مری جا رہی ہوں۔“

”کیوں؟“ جیمسن اُسے گھورتا ہوا بولا۔ ”تم پر کوئی پتا پڑی ہے۔“

”میں کیا بتاؤں۔۔۔ فون پر کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔“

”دوہرہ۔ تو اب بتا دو۔“

”ابھی نہیں۔ کسی ایسی جگہ جہاں سے چاروں طرف نظر رکھتی جاسکے کہ کوئی سُن تو

نہیں رہا۔“

جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا! ذہن بُری طرح الجھایا تھا۔ آخر اب وہ اُسے

کہا جاتا چاہتی ہے۔۔۔ بہر حال اب وہ اُس وقت تک اپنی زبان بند ہی رکھنا چاہتا

تھا۔ جب تک کہ سسی کار ڈوبا ہونے پر آمادہ نظر نہ آئے۔

پھر وہ سانی دلیج بھی پہنچ گئے۔۔۔ یہاں کی فضا عجیب سی تھی۔ مقامی لوگ

اپنے ہونڈیوں کے باہر بیٹھے کسی نہ کسی کام میں مصروف نظر آتے تھے۔ کبھی ٹیڑھی

کے جالوں کی حرکت ہو رہی تھی۔ کبھی چٹائیاں اور لوہے کی سہلی جا رہی تھیں اور کبھی

لکڑی پر نقاشی ہو رہی تھی۔ غیر ملکی سیاح اور عوام گھومتے اور تصویریں کھینچتے پھر

کھینچتے۔

وہ دھڑلے کھلے میں ایک گھنیرے درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور جیمسن بولا!

”اب بتاؤ کیا کہنا تھا۔“

”انہوں نے اُس پر اس سے کہے ہیں میں قابو پایا تھا۔“

”کیا مطلب۔“ جیمسن اچھل پڑا۔

”سسی نے نامعلوم آدمی کی فون کال سے ابتداء کرتے ہوئے کہانی شروع کر دی۔

جیمسن پچھلے دنوں میں دبائے ستارہ دبائے نظر میں سسی کے چہرے پر تھیں۔

”بہر حال۔۔۔“ سسی بولتے بولتے کسی قدر رک کر بولی۔ ”وہ ایک آدمی نہیں تھا

جتنے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں رولز اور دیکھ کر میرے اوسان خطا کر گئے۔ تمہارے

ساتھ کو خفیف سا اشارہ بھی نہ دے سکی! وہ اندر آ گئے۔۔۔ ایک یورپین تھا۔

اور دو مقامی آدمی تھے۔ اور ان مقامیوں نے جوتی کے ملازمین کی سہولتیں رکھتی تھیں۔ پھر انہوں نے تمہارے ساتھی کو ہاتھ روم سے نکالا اور پستول کا دستہ سر پر مار کر میوش کر دیا۔ اور بڑی آسانی سے اٹھالے گئے۔

”بھلا کس طرح۔۔۔“ جیمین آنکھیں نکال کر بولا۔
”لائڈی کی ٹرائی لے آئے تھے۔ اسی میں ڈال کر اوپر سے میلے کپڑے ڈال دیئے تھے۔“

جیمین تیزی سے اپنی گردن سہلانے لگا۔ واقعی بڑی آسانی سے نکال لے گئے ہوں گے۔ کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکا ہو گا۔
”اور تمہیں چھوڑ گئے۔“ جیمین اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا سخت لہجہ میں بولا۔
”اسی پر تو مجھے حیرت ہے۔“

”تمہیں اس پر حیرت نہ ہونی چاہیے۔“
”کیوں۔۔۔“ لیلیٰ چونک کر بولی۔
”وہ تو اند سے پتے لے گا۔ تم کہیں مرض کی دوا میو تیں۔“
”بد تمیزی نہیں۔“

”خیر۔ خیر۔ جیمین خشک لہجے میں بولا۔ ”اب وہ آدمی کہاں اور کس طرح لے گا۔“

”جیمین نہیں جانتی اُس کے بارے میں کیا باتوں! ٹھہرو اور انتظار کرو۔“ ادھر ادھر گھومنے پھرنے والوں ہی میں سے کوئی ہو گا۔

”تو میٹھی انتظار کرتی رہو۔۔۔ آ۔۔۔ ذرا ادھر دیکھنا کتنی دلکش لڑکی ہے۔ اگر کسی طرح اُس سے تعارف حاصل ہو جائے تو میں اپنے پاس پر بھی خاک ڈال دوں گا۔“
”تم آخر کس قسم کے جانور ہو۔۔۔ وہ منہ بنا کر بولی۔ ”ایک عورت سے ایسی باتی کر رہے ہو۔“

”میں تمہیں عورت ہی نہیں سمجھتا۔“
”خاموش رہو۔“

جیمین کا سر اسی طرف مڑا ہوا تھا جیسے وہ لڑکی اپنے ساتھیوں سمیت جاری تھی۔ شاید لڑکی نے بھی اُسے اس حالت میں دیکھ لیا تھا۔ اُس کی جانب مڑی اور سر کو جنبش دیکر آگے بڑھ گئی۔

”دو مارا۔“ جیمین اٹھسا ہوا بولا۔ پھر لیلیٰ دایے ايسے۔ ہی کرتی رہ گئی تھی اور وہ اُس گروپ کے پیچھے چل پڑا تھا۔ جس میں لڑکی شامل تھی۔۔۔ گدار جسم دالی کوئی یورپین لڑکی تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ میں بائیس سال رہی ہو گی۔ بال اخروٹ کی رنگت کے تھے اور شانوں سے نیچے تک پھیلے ہوئے تھے۔

لیلیٰ بھی اٹھ کر اُسکے پیچھے چھٹی جیمین لڑکی کے برابر پہنچ چکا تھا۔
”ہائے۔“
”لوئے۔“

”لیلیٰ! لڑکی نے پوچھا۔

”لیلیٰ! ایک دفعہ میرے پیچھے چلی ہوئی ہے۔“

”لڑکی نے در سے بھی اُس کے پوچھا۔ ”کیا تمہاری میو ہے۔“

”میو ہی تو نہیں ہے۔ وہ تو کچھ اُٹھا آتا آسان ہوتا۔“

”بہت دیر ہو کہ اس طرح اُسے چھوڑ کر میرے پیچھے چلے آئے ہو۔“

”لیکن شاید وہ میرے پیچھے آ رہی ہے۔“

”میں سڑ کر نہیں دیکھوں گی۔ میرے ساتھ چلنا ہے تو اسی طرح چلتے رہو۔“

دفعہ جیمین کا ذہن جھنجھٹا اٹھا۔ یہ آواز تو کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی۔

اور شاید چلنے کا انداز بھی کچھ بالوں سا تھا! ایسی لئے اس شدت سے اُس کی طرف

توجہ ہوا تھا!

"کک .. کیا ہم پہلے بھی کہیں مل چکے ہیں :- وہ احمقانہ انداز میں سوال کر رہا
 "یہ تو تمہی بتاؤ .. کہ کون سی دوڑ کر آئے ہو :-"
 "اتنے میں بسل بھی جیمن کے برابر پہنچ چکی تھی۔
 "یہ تم کہہ رہا ہے جو :- اس نے کٹکنے لہجے میں جیمن سے پوچھا۔
 "حد در حد جارہی ہیں :-"
 "تم ہوش میں ہو یا نہیں :-"
 "کچھ دیر پہلے نہیں تھا۔ اب پوری طرح ہوش میں ہوں :-"
 "اچانک اُسی گروپ کا ایک بوڑھا آدمی مجھے چلے چلے کرک گیا اور کُن کے قریب آ کر
 پر لڑکی سے پوچھا :- کیا قہقہے :-"
 "نو لڑکرافز :- لڑکی نے کہا۔ جیمن کے کانہ سے کچھ بھی نہ مل سکا تھا :-
 "نو لڑکرافز :- کیوں :-"
 "جناب عالی - کچھ تصویریں بناؤں گا۔ میں کی آنکھیں بڑی پراسرار ہیں :-
 "میں نہیں سنر :- بوڑھا تیرے کمرے پر آیا "میرا جیوری ہے :-"
 بسلی زور سے ہنس پڑی۔
 "اس میں سننے کی کیا بات ہے :- بوڑھا اُس پر اُٹ پڑا۔ اور وہ ہر کھٹک
 سنجیدہ ہو گئی۔
 وہ وہی رُک گئے تھے۔ بقیہ لوگ آگے بڑھتے چلے گئے جیمن مسمی صورت
 بنا کر بولا :- میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سنر :-"
 "ڈونا بونا رڈ :- بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 "تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سنر ڈونا بونا رڈ کی آنکھیں جید پراسرار ہیں :-
 اختیار بھی چاہا کہ ان کے کچھ کلوز اپ لئے جائیں :-"
 "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے :- بوڑھا خشک لہجے میں بولا۔ لہجے اور لہجے

کی بار بار انگریز معلوم ہوتا تھا۔ چہرے پر بڑی دلاویز ڈاڑھی تھی۔ دیم لیس فریم
 کی بینک لگائے ہوئے تھے :-
 "میں مصنف بھی ہوں :- جیمن نے کہا :- ان آنکھوں پر ایسا ادب لطیف
 لکھوں گا کہ لوگ چونک پڑیں گے :-"
 "فضول باتیں نہیں، تصویریں لو اور چلتے پھرتے نظر آؤ :-"
 "ایسی بھی کیا بد اخلاقی ڈیئر :- سنر بونا رڈ نے بوڑھے کا شانہ تھپک کر کہا
 "ہم انہیں لہجے پر مدعو کریں گے :-"
 "جو دل چاہے کرو :- اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا :- میں جارہا ہوں۔ مدعو
 کرنا ہے تو انہی کے ساتھ چلی آنا :-"
 بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ سنر بونا رڈ وہیں کھڑی رہی۔ جب وہ کچھ دور چلا گیا تو
 جیمن کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی :- کبھی کبھی بہت بوڑھ کر رہے ہیں! تم کچھ خیال :-
 "کونسا جیٹا روغومی ہیں۔ کر رہے تھے :-"
 "کوہ :- تو کر رہا ڈونا بونا رڈ بھی ہیں جنہوں نے ایسا بے محاذ پر اظہاروں کے
 دانت کھٹے کر رکھے تھے :-"
 "تمہارا خیال درست ہے تم دونوں جیسے ہی ساتھ لہجے کرنا رہا تھوڑا سا بیان
 سے زیادہ دور نہیں ہے :-"
 بسلی نے جیمن کی طرف دیکھا لیکن وہ اسکی پردہ نہ کرتے ہوئے بولا :- تمہارے
 دعوت قبول کی جاتی ہے سنر بونا رڈ :-"
 بسلی کی آنکھوں میں شدید ترین الجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ لیکن وہ کچھ
 بولی نہیں تھی :-
 جیمن نے مختلف زادلوں سے تین چار لوہے لئے اور بڑے ادب سے سنر بونا رڈ کا
 شکریہ ادا کیا لیکن مستقل طور پر الجھن میں بھی پڑ گیا تھا کہ آخر اسے پہلے کہاں دیکھا

اسکی تائید تو میں بھی کروں گی! مجھے تو یہ ساری سالوں کی سی خوشبوئیں لگتی ہیں۔
مینر لونا رڈ نے کہا۔

خیال اپنا اپنا۔۔۔ بسلی بڑا سائنہ بنا کر رہ گئی۔

میں نے سنا ہے کہ نہ خیار کی فضا میں لوگوں کی خوشبو بکھری رہتی ہے۔

وہ دونوں خاموش رہیں۔

ویسے بسلی بہت مضطرب نظر آرہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے کچھ میں نہ آ رہا ہو کہ
اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اور جیسن کا رویہ بالکل ایسا ہی ہو گیا تھا جیسے عرف اس کے
میلن آیا ہو۔

تم لوگ کہاں سے آئے ہو۔۔۔ دفعۃً مینر لونا رڈ نے جیسن سے سوال کیا۔

میں نے کہا۔۔۔ مرن میں بنالو لو سے آیا ہوں۔۔۔ شاید لونا میڈ اسٹیٹ سے آئی
ہیں۔۔۔

شاید۔۔۔ مینر لونا رڈ نے کہا۔ یقین کے ساتھ۔۔۔ بھی نہیں کہہ سکتے۔

بسلی پلا ہونٹ دانوں میں دیکھ گئی! اس نے تو چپ ہی سادہ لی تھی!

ہاں۔۔۔ کلیہ خیار میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ میں بھی وہی تقیم ہوں۔۔۔

مینر لونا رڈ نے نکھیوں سے بسلی کی طرف دیکھا۔ وہ دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔

جیسن فریج میں بڑبڑایا۔ میری کچھ میں نہیں آتا کہ کس طرح اس عورت سے بچا پھر آؤں!

بسلی اس کی طرف متوجہ تک نہ ہوئی۔ البتہ مینر لونا رڈ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو۔۔۔ جیسن نے فریج ہی میں کہا۔

لوگوں جیسن! میں فریج جانتی ہوں۔۔۔ مینر لونا رڈ لولی۔

خدا کا شکر ہے۔۔۔

دفعۃً بسلی نے کہا۔۔۔ تم شاید فریج لول رہے ہو! مجھے نہیں آتی۔ لہذا اٹھو! تمہیں

تھا۔ البتہ کرنل لونا رڈ جیسی کوئی شخصیت یادداشت کی سچ پر نہیں بھروسہ کرتا
کہ کچھ دیر اور شلیں گے۔ ابھی تو لیج میں دیر ہے۔۔۔ مینر لونا رڈ نے کہا۔
جیسی تہناری مرضی۔۔۔

کرنل بڑے آدمی نہیں ہیں! بس نہ جانے کیوں آج صبح ہی سے ان کا مینر
نہیں ہے۔۔۔ اس نے کہا۔

منکر نہیں! عمر کا بھی تو کچھ کریڈٹ دینا ہی پڑتا ہے۔۔۔ بسلی جیسے
لیج میں بول پڑی۔

طرکی بات ذکر و کرتل اب بھی ذہن اور جسمانی طور پر آج کی کے فوجیوں
بہتر ہیں۔۔۔ مینر لونا رڈ نے کسی ناگواری کے بغیر کہا۔

بیشک۔۔۔ بیشک۔۔۔ جیسن سر ہلکا کر لولا۔

میں نے یہ بات لونی کبھی تھی۔ کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔ بسلی نے کہا۔
جیسن اسے گھور کر دیکھا۔

بھروسہ آہستہ آہستہ چلتے رہتے تھے۔ بسلی اس طرح چاروں طرف دیکھ رہی
تھی جیسے کسی کی تلاش میں ہو۔۔۔

اگر تم بور بور ہی ہو تو وہاں جا سکتی ہو۔۔۔ جیسن نے اس سے کہا۔
قطعاً نہیں۔ ساتھ آئے تھے۔ ساتھ ہی واپس جائیں گے۔ وہ ڈیپلے ڈھلا

میں لولی۔

مجھے تمزانیہ بہت پسند آیا ہے۔۔۔ مینر لونا رڈ نے کہا۔

مجھے بھی۔۔۔ جیسن لولا۔

میں تو شدت سے بور بور ہی ہوں۔۔۔ بسلی نے کہا۔ عجیب طرح کی بدلتی

فضا میں جکڑا رہی ہیں۔۔۔

خوشبوئیاں کے معاملے میں اقوام کے مزاج الگ الگ ہوتے ہیں۔۔۔ جیسن لولا۔

”اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔“ مسٹر لونارڈ نے جلدی سے کہا۔ یہ تو انہوں نے
اپنی فریج دانی کا رعب ڈالنا تھا مجھ پر لہذا میرا بھی کچھ نہ کچھ بولنا بھی ضروری رہا
اب ہم انگلش ہی میں گفتگو کریں گے۔“

”پہلے کسی طرح اس عورت سے میرا بیجا ٹھٹھا اٹھ۔“ جمین نے فریج ہی کی
”نہیں۔ براہ مہربانی انگلش ہی میں گفتگو کرو۔“ مسٹر لونارڈ کبھی قدر تیرا
میں بولی۔“

”جیسی تمہاری مرضی۔“ انگلش بولتے بولتے ٹھٹھا کیا میں۔“
”پھر وہ ایک جھوٹے کے سامنے جا کے۔ جہاں ایک لمبا ٹھٹھا لگا ہو گا
کو گھر سے جا رہا تھا۔ اُس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں اور آدھا چہرہ بھی ڈھکی
میں غائب ہو گیا تھا۔“

”کیا کرل اندر ہیں۔“
”نہیں ماؤم۔۔۔ ابھی تشریف نہیں لائے۔۔۔“
”یہ میرے بہان ہیں۔۔۔ لچ سا تھک چکے ہیں۔“
”بہت بہتر ماؤم۔۔۔ وہ کسی قدر خم ہوا۔ اور راستہ چھوڑ کر بٹ گیا۔
یہ تینوں جھوٹے میں داخل ہوئے۔“

”ایک بیٹے کے لئے ہم نے یہ جھوٹا کرانے پر حاصل کیا ہے۔“ مسٹر لونارڈ نے
کہا۔ ”کرل کو کڑی پر نقاشی سے دلچسپی ہے! خود بھی بڑے اچھے نقاش ہیں
بیان کی روایتی نقاشی نے انہیں بہت متاثر کیا ہے لہذا۔۔۔“

وہ جھلپو رہا نہیں کر پائی تھی کہ وہی نیگرو جو باہر لایا تھا اندر داخل ہوا۔ اور
”معاذ فرمائے گا۔ منحل ہوا ہوں۔“ لیکن یہ بہت ضروری ہے۔“ اُس نے ایک لفظ
مسٹر لونارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

مسٹر لونارڈ نے اُس سے کسی قدر ہٹ کر لفاظہ چاک کیا۔ پرچہ لگا

اور اُس پر پڑھ لینے کے بعد نیگرو کی طرف بڑھا دیا۔ اس کا مقصد شاید یہی تھا کہ اگر
وہ چاہے تو خود بھی اس پرچے کو دیکھ سکتا ہے۔“

نیگرو نے بیقراری پرچے کو دیکھا تھا اور تمہارے پتلون کی جیب میں ڈال لیا
لیکن ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اُس میں سائیسر لگا ہوا پستول تھا۔

”اب ہاتھ کو تم دونوں کون ہو۔“ مسٹر لونارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔
”جمین نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ لیکن سلی جون کی تون کٹری
رہی۔۔۔ اُس کا سینہ لونارڈ کی دھوکہ بازی کی طرح پھولنے پھٹنے لگا تھا۔۔۔“

پھر دفعہ وہ دوسرے جس پٹری تھی اور بولی۔ اس سے کیا ماندا؟ تم نے بہر حال
بہر بیان لیا۔ مسٹر جمین ہاتھ گرا دو۔ یہ اپنے ہی لوگ ہیں۔ انہی سے ملے ہم یہاں
آئے۔“

”آج یہ نئی جگہ اس مشرقی کردی تم نے۔“ جمین نے صاف خوشگوار لہجے میں کہا۔

”یہیں کوئی لوگ ہیں۔“

”کون لوگ ہیں؟“

”وہی جو ہیں کام کرتے ہیں۔“

”کیسا کام۔۔۔ کس کام۔“ کیا اب لڑائی پکڑ چلاؤ گی۔۔۔“

”لہذا۔۔۔ مسٹر لونارڈ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ بہت اونچی آواز کی ضرورت نہیں
تاؤ۔ تم کون ہو۔“

”مخاطب سلی کا رہا ہی تھی۔ جمین نہیں تھا۔ اور اب اُس نے ہاتھ بھی گرا
دیئے تھے۔ اور نیگرو کے پستول کا رخ صورت سلی کا رخ ہوا کی طرف تھا۔“

”دک۔ کیا مطلب۔۔۔ وہ ہلکا کر رہ گئی۔“

”مسٹر لونارڈ نے کہا۔ تم دیکھ رہی ہو کہ پستول میں سائیسر لگا ہوا ہے کسی کو
کالوں کا خبر ہو گی اور تم یہیں دفن کر دی جاؤ گی جھوٹے کا نقشہ کچا ہے۔“

www.allurdu.com

”پپ... پتہ نہیں... تم...“
 ”ہاں ہاں، پتہ نہیں میں کیا کہہ رہی ہوں؟ وہ آنکھیں نکال کر بولی دیکھو
 بسلی کارڈو باجوہ...“
 وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔
 ”بسلی کارڈو باکھاں ہے...؟“
 ”نہیں... میں بسلی کارڈو باجوہ...“
 ”اپنے کاغذات دکھاؤ...“
 ”وہ... وہ چوری ہو گئے۔ اسکا ساتھی جانتا ہے...“
 ”اسکا ساتھی تو غائب ہو چکا ہے۔ وہ کس طرح شہادت دے سکے گا؟“
 ”میں کچھ نہیں جانتی، آخر تم لوگ مہر کون...؟ وہ کسی قدر دلیر بنے گا تو
 لڑتی ہوئی بولی۔ ”اور کس استحقاق کی بنا پر میرے کاغذات طلب کر رہے ہو؟“
 ”اس استحقاق کی بنا پر...“ نیگرو لپٹتوں کو جنبش دے کر بولا۔ ”اگر
 سچی بات نہیں بتاؤ گی تو گتیا کی موت مار دی جاوے گی۔“
 ”اُدھ خدا یا... میں شاید پاگلوں کے ہتھے چڑھ گئی ہوں...؟ وہ پیشانی پر ہاتھ
 مار کر بولی۔
 ”جو قوتِ عورت... مسز لونارڈ جیمسن کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ اپنے
 ساتھی کی گرفتاری کے بعد سے تم بالکل تنہا رہ گئی ہو۔“
 ”کیا مطلب...؟“
 ”اب تمہیں ان کی شکلیں نہیں دکھائی دیں گی۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ابھی تک
 کہنے نے تمہاری خبر کیوں نہیں لی۔“
 ”میں زویا کے آئی ہوں۔ مجھے ان دونوں سے ملنے کو کہا گیا تھا ایسا کہ
 کو بھی نہیں جانتی۔“

”خیر... خیر... جس طرح وہ غائب ہوا ہے اسی طرح اب تمہارا سراغ بھی کسی
 کو مل سکے گا۔“
 پھر اس نے جیمسن سے کہا، ”تم اس کے ہاتھ پشت پر لے جا کر باندھ دو۔
 ڈروہ ادھر رکھی ہے۔“
 بسلی نے بے بسی سے جیمسن کی طرف دیکھا اور جیمسن نے ہنس کر کہا، ”بہتر
 میں سے کہ اصل بات بتا دو جان بچ جائے گی۔“
 ”میں کچھ نہیں جانتی۔“
 ”یہ حقیقت ہے کہ اگر تم نے ہاتھ بندھواتے وقت شور مچایا تو کوئی لڑوں
 گا۔ نیگرو نے دھمکی دی۔“
 بسلی نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر زردی چھا گئی تھی۔ جیمسن بغیر
 کسی دشواری کے اس کے ہاتھ باندھ رہا تھا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر ٹیپ بھی
 چسپاں کیا کہ کسی مرحلے پر چیخ نہ سکے۔
 ”اب تمہاری کہانی شروع سے دہراؤ۔“ مسز لونارڈ نے جیمسن سے کہا۔
 ”مجھے انوس نے اپنے گھر کے باغ میں پوری طرح اطمینان کر لینے سے قبل میری
 زبان نہیں کھل سکے گی۔“
 ”مسز لونارڈ نے ویسای کا روپے پر س سے نکال کر جیمسن کی طرف بڑھا دیا۔
 جیسا وہ سوا کے پاس دیکھ چکا تھا۔
 پھر اس نے اپنی کہانی شروع کر دی تھی۔ ظفر الملک کو مٹول سے نکال لے جانے
 کا طریقہ بھی بتایا۔
 ”اُدھ... تو اسی لئے ہم صبح کا کھا گئے۔ ٹرائی لائڈری میں چلی گئی ہوگی اور پھر
 وہاں سے وہ کہیں اور منتقل کر دیا گیا ہوگا۔“ مسز لونارڈ بولی۔
 ”اب مجھے کیا کرنا چاہیے...؟“ جیمسن نے سوال کیا۔

”واپس جاؤ۔ لیکن اس عورت کے بارے میں تمہارا بیان اس سے مختلف ہے کچھ یہاں ہوا ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”کہیں کو بھی اصل بات نہ بتانا خواہ وہ اسی قسم کا مرد کیوں نہ رکھتا ہو۔“

”پھر کیا کہوں۔“

”اس سے بہتر بیان اور کوئی نہ ہو گا کہ سلی تمہیں مسانی دے لیجے میں تمہا پر پتا نہیں کہاں غائب ہو گئی۔“

”تو میں سو ما کو بھی اصل واقعہ بتاؤں۔“

”فی الحال مصلحتاً یہی کرنا۔“

”تو پھر میں جاؤں۔“

”یہی بہتر ہو گا۔ لیجے مجھیں اور کر لیا۔“

”اچھا۔ اگر میں بھی اسی طرح غائب ہو گیا تو پھر کہاں پایا جاؤں گا؟“

”اسکی سبک نہ کرو۔ اب ہم پلہ کی طرح جاگ رہے ہیں لیکن تم اپنے ساتھ کچھ

لٹاؤں بدستور جاری رکھنا اور سو ما سے پرتشویں گفتگو کرتے رہنا۔“

”میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا کرنی سے بے لفر رخصت ہو جاؤں۔“

”ہاں۔ میں نہیں چاہتی کہ انکی موجودگی میں کوئی حیران آدمی میرے قریب

آئے۔ وہ مسکرا کر بولی۔

”چھپ چھپ کر بٹے لیٹنے میں کیا حرج ہے۔“

”کیا میں اتنی ہی پسند آئی ہوں۔“

”میرا خیال یہی ہے۔“

”جاؤ نیکو۔۔۔ نیگرو پھر بستوں نکالتا ہوا آگیا۔

”ضرور۔ ضرور۔ لیکن تصویر یہی۔۔۔“

”میں اس کیمرس کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں۔ وقت ضائع کرو چلے جاؤ۔“

پھر اس نے فریج میں کہا۔ ”یہ حقیقت ہے کہ یہ عورت ان لوگوں کی نشاندہی

کر سکے گی جن کے لئے سکا کرتی رہی ہے۔ لیکن ہم انہیں تشویش میں مبتلا کرنا

چاہتے ہیں۔۔۔“

جیسے سر ہلانا ہوا چپ چاپ چھوڑنے سے باہر آگیا تھا۔



ظہر کو ہوش آیا تو وہ ایک ٹیلی میدان میں پڑا ہوا تھا۔ اور استرا

وٹھوپ آئے جھلٹائے دے رہی تھی۔ مٹوڑی دیر تک تو کچھ ہی نہ سکا کہ اس پر

کایا گڑی ہے۔ پھر کایا ہوا اٹھ بیٹھا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن دیرانے کے

علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا۔

پچھلی رات کے واقعات ایک ایک کر کے یاد آنے لگے۔ لیکن اب جانے کب پھر

اس نے سوچا۔ پتا نہیں اور کس کام سے کتنے ماحلے پر آ پڑا ہے۔ اگر اس پاس

کوئی دوسرا آدمی نہ ملتا تو شاید اس دیرانے میں سبک سبک کر رہ جاتا پڑے۔

پھر بھی اس نے محبت نہ داری۔ اٹھ کر ایک طرف چلنے لگا۔ دراصل اس جانب سے

آئے کسی گاڑی کے ڈاروں کے نشانات دکھائی دیے تھے۔ لیکن ان نشانات کی

ابتداء اسی جگہ سے نہیں ہوئی تھی جہاں اس نے خود کو پڑا پایا تھا۔ بلکہ وہ مخالف

سمت سے آئے تھے اور اس کے قریب سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تھے

چلتے چلتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں سے اچانک ڈھلان شروع

ہو گئی تھی اور ڈھلان بھی ایسی کہ اگر ذرا سی بھی لغزش ہو جائے تو سنبھلنا کماے

دارد۔۔ گہرائی میں ایک چھوٹی سی سرسبز وادی نظر آرہی تھی۔ جہاں ہر طرف
جھونپڑے بکھرے ہوئے تھے۔

وہ سنبھل سنبھل کر ڈھلان میں اترنے لگا۔۔ اچانک بائیں جانب سے ایک
گر جدار آواز آئی۔ ”مٹھرو۔۔ کون ہے۔۔۔“

انداز ایسا ہی تھا جیسے ملٹری کے مسلح سپاہیوں کا ہوتا ہے۔ اُس نے
جلدی سے دونوں ہاتھ اُٹھا لیے اور جہاں تھا وہیں رُک گیا۔

ذاتی قہروں کی چاپ سنانی دی تھی اور ایک لمحہ مادر دی آدمی سامنے آکھڑا
ہوا تھا۔ رائفل اسی طرح تان رکھی تھی جیسے ذرا سا بھی غلطی کا ثبوت دیا
گیا تو فوراً گولی مارے گا۔۔ ناک نقصان اور رنجت کے اعتبار سے مشرق بعید کا
باشہء معلوم ہوتا تھا۔

”تم کون ہو۔۔؟“ اُس نے سوال کیا ”اور کیا سمجھتے ہو کہ کہاں جا رہے ہو۔۔۔“
”بھائی۔۔۔ اُنھوں نے مجھے لوٹا۔۔۔ مارا پٹا۔۔۔ ادھر۔۔۔ اُدھر۔۔۔ پھینک کر
چلے گئے۔۔۔ میں بیہوش ہو گیا تھا۔۔۔“

”تو ادھر کہاں جا رہے ہو۔۔۔“

”میں نہیں جانتا کہ کہاں ہوں۔ یہاں کا باشندہ بھی نہیں ہوں۔ سیاحت
کی غرض سے آیا تھا۔۔۔“

”اچھا چلو۔۔۔“ اُس نے رائفل کی جنبش سے جھونپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔
ظفر الملک اسی طرح اُٹھ اٹھائے ہوئے پھر شیب میں اترنے لگا۔ یہاں تو
خطرناک ہیں تھی۔۔۔ آسانی چل سکتا تھا۔!

بالآخر وہ اُسے ایک جھونپڑے میں لایا تھا۔ جہاں اُسی جیسا ایک آدمی ایک
ٹیل کے قریب بیٹھا کچھ لکھتا ہوا نظر آیا۔

اُس نے سر اٹھا کر تیز نظروں سے اُنہیں دیکھا تھا۔ مسلح آدمی نے اُڑیاں

بیاتیں اور بولا ”جناب عالی۔۔۔“ ڈھلان سے اتر رہا تھا۔ اور کوئی تشفی بخش
جواب نہیں ملے سکا۔۔۔“

یہ جملہ اُس نے فریخ میں ادا کیا تھا! ظفر الملک ایسا بن گیا۔ جیسے اُس کے پلے کچے
پڑا ہی نہ ہو۔۔۔“

”تم کون ہو۔۔۔ اور یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔“ دوسرے آدمی نے اُس سے انگلیش
میں سوال کیا۔ اور ظفر نے وہی کچھ کہنا شروع کیا جو پہلے دار سے کہہ چکا تھا۔

”یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا۔۔۔؟“ اُس نے سوال کیا۔
”دارالسلام میں۔۔۔“

”جوش میں ہو یا نہیں۔ تم دارالسلام سے سینکڑوں دور سیرنگیشی نیشنل پارک کے
قریب ہو۔۔۔“

”میں کچھ بھی نہیں جانتا۔۔۔“
”اُنھوں نے تمہیں دارالسلام میں لوٹا اور اتنی دور چھوڑ گئے۔۔۔“

”یقیناً کچھ جناب۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ اُنھوں نے ایسا کیوں کیا۔؟“
”اپنے کاغذات دکھاؤ۔۔۔“

”پورا ہینڈ بیگ میں چھان لے گئے۔ اُسی میں کاغذات بھی تھے اور ساری
رقم بھی۔۔۔“

”سچی بات۔۔۔“ وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔
”دارالسلام میں۔ میرے بیان کی تصدیق ہو سکے گی۔ ورنہ نام پر تصویر بھی
برقی ہے۔ وہ کاغذات جو میں جمع کر چکا ہوں۔ میرے بیان کی صداقت کیلئے
کافی ہوں گے۔۔۔“

”اچھی بات ہے۔ جب تک تمہارے بیان کی تصدیق نہیں ہو جاتی تم حراست
میں رہو گے۔۔۔“

میں سے تھے۔ مینڈالین اب بھی بجاتے ہو۔

کبھی کبھی۔

لیکن مجھے حیرت ہے کہ تمہیں لٹنے والے اتنی دُور لاکر کیوں ڈال گئے۔ ظاہر ہے کہ تم اس طویل عرصے تک جیہوش ہی میں رہے ہو گے۔

ظاہر ہے۔

تسزانیہ کی طرف کیسے آئے۔

میں نے یہی توقع کیا۔ ظفر نے مسکرا کر کہا: اب اپنا نام بھی بتا دو۔

پوریا سنگھ۔ میں یہاں پر دجیکٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں۔ ایک زرعی پروجیکٹ ہے۔

فوج کی نگرانی میں۔

اُدھ نہیں۔ یہ لوگ فوجی نہیں ہیں۔ انتظامی عمل ہے۔ باوردی اور سب

میں نے سب سے پہلے کہیں تھاں اس پروجیکٹ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

جدا کر دے گا۔ باوردی آدمی سے کہا: ایک ہٹ ان کے لئے

خالی کرادو۔ وہ جلد ہی میرے مہمان بنیں گے۔

بہت بہتر۔ آجنا ہوا تھا اور جھوٹے سے باہر نکل گیا تھا۔

اگر تمہارا کھیلنا چاہو گے تو اس کی انتظام کر دیا جائے گا۔ پوریا نے ظفر سے کہا۔

رقی الحال تو آرام کروں گا۔

مگر یہ واقعی بڑی عجیب بات ہے! وہ لوگ تمہیں اتنی دُور کیوں پھینک گئے۔

میں بھی اسی الجھن میں ہوں۔ انہوں نے مجھ سے میرا وہ ہینڈ بیگ چھین لیا

جہاں میرے کاغذات بھی تھے اور کرنسی بھی۔

کرنسی کی منکر نہ کرو۔ وہ مسکرا کر بولی: البتہ کاغذات سے متعلق تم ہی کچھ

مجھے منظور ہے جناب۔

ٹھیک اسی وقت ایک بڑی دلکش سفید نام عورت جھونپڑے میں داخل ہوئی اور ظفر الملک پر ایک اچھٹی سی نظر ڈالتی ہوئی قریب ہی کی دوسری میز کے سامنے جا بیٹھی۔ اُس کے بعد اُس نے پھر یہ نظر غار ظفر الملک کی طرف دیکھا اور چرنگ پُری تھی۔

یہ کون ہے۔ اُس نے باوردی آدمی سے فریخ میں پوچھا۔

وہ اُسے اُس کے بارے میں بتانے لگا۔

نام کیا ہے۔ عورت نے پوچھا۔

ابھی نہیں پوچھا۔

تمہارا نام کیا ہے۔ عورت نے براہ راست ظفر الملک سے انکس میں سوال کیا۔

ظفر الملک۔

خدا کی پناہ۔ عورت بے اختیار انداز میں اٹھتی ہوئی بولی: تو میرا

خیال غلط نہیں تھا۔ یعنی پرس زد فر۔ تم یہی تو کہلاتے تھے آکسفورڈ

میں۔ اور تمہارا سیکرٹری۔ وہ کچھ تھا۔ کیا نام تھا اُس کا۔

جیمین۔

جیمین۔ جیمین۔ وہ سر ہلا کر بولی۔ اور باوردی آدمی سے کہا: اٹھ

کر سی پیش کرو۔

وہ عجیب انداز میں کبھی ظفر الملک کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی عورت کی طرف

شک۔ ظفر کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔ وہ پیش کی جانے والی کرنسی پر ہنسیا گیا۔

تم شاید مجھے نہ پہچانتے ہو۔

مجھے انوس ہے۔

در اصل میں الگ تھلک زندگی گزارنے کی عادی تھی لیکن تم تو مشہور لوگوں

کر سکو گئے۔۔۔ :-

ظفر کچھ نہ بولا۔ پھر ٹری در بعد اُس کو اُسی جھوٹے میں بھجوا دیا گیا۔
 اُم کرنا تھا۔ اب وہ اس عورت کے علاوہ اور سب کچھ بھول گیا تھا۔ نہ اپنی مرضی
 کا شکار احساس رہ گیا تھا اور نہ اُسی کی فکر تھی کہ آئندہ کیا ہوگا۔۔۔
 آدھے گھنٹے بعد ایک سیاہ نام عورت اُس کیلئے کھانا لائی تھی۔ اور اسے نہت
 آڈر کا جاگڑا تنہا کھانا پڑے گا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ پریشیا کم از کم کھانا تو اُسی کے ساتھ
 کھائے گی۔۔۔ :-

سیاہ نام عورت سرور کرنے کیلئے کھانے کے اختتام تک وہیں ٹھہری رہی تو
 اس کے چلے جانے کے بعد وہ بستر پر آ بیٹھا۔ پیٹ بھر جانے کے بعد اچانک نیند کا
 غلبہ ہوا تھا۔۔۔ اتنا تھکا ہوا کہ وہ بیٹھے بیٹھے ایک دم باتیں جانب لڑھک گیا
 پھر ٹری در بعد دو سیاہ نام آدمی ایک اسٹریچر لے کر بڑے جھوٹے میں
 ہوئے۔ اسٹریچر فرش پر رکھ دیا۔ ظفر کو بستر سے اٹھا کر اسٹریچر پر ڈالا اور اگلے
 ایک طرف چل دیئے۔ لیکن ظفر الملک کی نیند کا سبیل کسی طرح نہ ٹوٹا۔

وہ ایک چھوٹی سی عہدیدہ طرز کی عمارت کے کپڑے اندر داخل ہوئے اور
 دروازے سے گزرتے ہوئے ایک ایسے بڑے کمرے میں جا پہنچے جو اپنے ساز و سامان کا
 بنار پر کسی ہسپتال کا آپریشن تھیٹر معلوم ہوتا تھا۔ ظفر الملک کو اسٹریچر سے ایک
 بڑی میز پر منتقل کر دیا گیا۔ اُس کی نیند اب بھی برقرار تھی۔

وہ وہ تو بڑے کمرے سے نکل گئے۔۔۔ اور کچھ در بعد پریشیا کمرے میں داخل ہوئے
 اُس نے ظفر کو دیکھ کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور میز کے قریب آ کھڑی ہوئی
 چہرے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُس کی پلکیں اُٹھائی تھیں اور تیلیوں کو دیکھتی رہی تھی
 میز کے اوپر ایک بڑے بلب والا لیمپ نصب تھا۔ اسے کبھی سکتی ہوئی تھی
 اُس کے چہرے پر۔۔۔ اور اتنا اُداس تھا کہ چہرے سے اُس کا فاصلہ تین فٹ سے

زیادہ نہ رہا۔ پھر ایک سوچے آن کرتے ہی لیمپ روشن ہو گیا تھا۔ نیز نیم کی روشنی جیسے
 ہی اُس کے چہرے پر پڑی جسم کو جب کا سا لگا۔ اور پلکوں کے نیچے آنکھیں گروہن کرنے لگیں
 اب اُس نے ہاتھوں اور پیروں کو بھی جنبش دین شروع کر دی تھی۔ لیکن اُسے عالم بیداری
 نہیں کہا جاسکتا تھا۔ دفعہ پریشیا ادنیٰ آواز میں بولی "ظفر الملک! کیا تم مجھے آواز سے
 پہچان سکتے ہو۔۔۔ :-"

اُس کے ہنٹوں میں جنبش ہوئی اور ایک طویل "ہاں" نکل کر رہ گئی۔

میں کون ہوں۔۔۔ :-

"تم پریشیا ہو۔۔۔ :- یہ خبر سمجھنے ہوئے ظفر الملک نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں مجھ سے بل کر خوشی ہوتی ہے۔۔۔ :-"

"بل کر خوشی تو ہوتی تھی۔ لیکن تمہارے بیٹے سے ملاؤسی بھی ہوئی ہے۔۔۔ :-"

"وہ کس بیٹے سے۔۔۔ :-"

"میں سمجھا تھا کہ ہم دونوں کھانے کی میز پر ساتھ ہوں گے۔۔۔ :-"

"میں ہوتی تھی۔ اب شکایت کا موقع نہیں ملے گا! اب تو خوش ہو۔۔۔ :-"

"بہت اچھا ہے۔۔۔ :-"

"تم سزا نہیں کیوں لگاتے ہو۔۔۔ :-"

"میرے چیف نے یہ کیا ہے۔۔۔ :-"

"چیف کون ہے۔۔۔ :-"

"واکین ٹو۔۔۔ :-"

"اے تو اس کا کوڈ نام ہوا۔۔۔ اصل نام ہاؤ۔۔۔ :-"

"کوئی بھی نہیں جانتا۔۔۔ :-"

"اچھا۔۔۔ علیہ تباؤ۔۔۔ :-"

"اے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں۔۔۔ علیہ کیا تباؤں گا! :-"

درویش جانے کی کوشش کروں گا۔۔۔ یا پھر اپنے چیف کو سالت سے
مطلبہ کر کے دوسرے احکامات کا منتظر ہوؤں گا۔ ۱۰



مسو ما حیرت سے آنکھیں پھاڑے جیسں کو دیکھے جا رہا تھا۔۔ اور جیسں
بڑا مہذب بنائے کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

”کچھ میں نہیں آتا آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔“ مسو ما نے تھوڑی دیر بعد کہا۔
”یہ تو کہا تھا کہ تمہارے آدمی ہم دونوں پر نظر رکھیں گے۔“ جیسں اس کی طرف

دیکھ کر ہنس کر کہنے لگا۔۔۔ میں صرف احکامات سے سکتا ہوں۔۔۔ خود ہر ایک کے چہرے
میں دیکھ سکتا ہوں۔۔۔ ان سے جواب طلب کروں گا۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے
اس حیرت کے بارے میں کچھ بتا دیں۔۔۔ جب وہ تم سے الگ ہوئی ہوگی تو اس کا تعاقب
فرور کیا گیا ہوگا۔ ۱۱

”کتنے آدمی نگہانی کر رہے تھے۔ ۱۲

”یہ میں نہیں بتا سکتا۔ میرے ماتحت نے ڈیوٹیاں لگائی ہوں گی۔ ۱۳

”تم خود کچھ نہیں کرتے مسٹر مسو ما۔۔۔ ۱۴

”ملاؤ میرے مسٹر جیسں! تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔۔۔! میں اپنے محلے کے سربراہ کا ڈپٹی ہوں۔ ۱۵

”آؤ۔۔۔ جیسں جونٹ سکور کر رہ گیا۔ پھر بولا۔ ۱۶ اس کے باوجود بھی تم نہیں

جانتے کہ ہم سب کیا کہتے پھر رہے ہیں۔ ۱۷

”یہ اپنے کام سے کار کھتا ہوں۔ جتنا جانتا ہوں اس سے ایک بچہ نہ ادھر نہ ادھر۔ ۱۸

پورے شیانے لیمپ بجھا دیا۔ ظفر الملک اب بھی سو رہا تھا۔ فیدر شیلنے اسکی
آستینیں شانوں تک سرکادیں۔ ایک مشین سے دو تار الگ کئے اور ان کے سوزن
کو اس کے بازوؤں سے لگا کر بر کے تھوں سے لپیٹ دیا۔ پھر لیمپ بھی روشن
کیا تھا۔ اور ساتھ ہی مشین کا ایک اسکرین بھی روشن ہو گیا تھا۔ اسکرین کے
وسط میں ایک چھوٹا سا سیاہ مکہ تھکر رہا تھا۔

”ظفر الملک! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟“ اس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

”ہاں۔ سن رہا ہوں۔“ ظفر نے جواب دیا۔

”اس نے اسکرین کی طرف دیکھا۔ سیاہ مکہ تھکر کے گردش کرنے لگا تھا۔

”اکیسویں کا علیہ بتاؤ۔ ۱۹

”اُسے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ ۲۰

”اس نے پھر اسکرین پر نظر ڈالی۔ سیاہ مکہ اسی طرح گردش کرنے لگا تھا۔

”عمران کہاں ہے۔ ۲۱

”میں نہیں جانتا۔ ایک نام سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ۲۲

”تم یہاں کیوں آتے تھے۔ ۲۳

”ایک عورت سے بنا تھا۔ ۲۴

”کیوں بنا تھا۔ ۲۵

”یہ نہیں بتایا گیا تھا۔ اس عورت ہی سے معلوم ہوتا کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں۔ ۲۶

”تو اس عورت سے کیا معلوم ہوا۔۔۔ ۲۷

”وہ فراڈ لکھی۔۔۔ اُسی کے ساتھیوں نے مجھے بیہوش کر کے یہاں لا ڈالا ہے۔ ۲۸

”فراڈ سے کیا مراد ہے۔ ۲۹

”اگر وہ وہی عورت ہوتی جس سے ہمیں ملنا تھا تو میں یہاں کیوں پایا جاتا۔ ۳۰

”اب تم کیا کر دے۔ ۳۱

”دور دارین کو محمد دکر نے کا بہترین طریقہ... واقعی بہت ذہین مرد
 ”اور اب مجھے فکر ہے کہ تمہارے لئے کیا کروں۔“
 ”کیا میرے لئے منکر کرنے کا حکم ملا ہے۔“
 ”موسولنے ذات نکال دیئے مکے دیر ہستار با بھرا بولا ”تم بہت اچھی نظر کر
 ہو راسی لئے تمہاری طرف دل کھینچتا ہے۔“
 ”جسین اب کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔۔۔ کہیں یہ مسوافر اثر تو نہیں ہے۔ اس
 پر پہلے بھی سوچ چکا تھا۔ لیکن اب حالات مختلف تھے۔ ظفر غائب ہو چکا تھا
 جس طرح غائب ہوا تھا اس کا اظہار خود سلی ہی کی تھی۔ اس کے باوجود بھی مسو
 با سے میں اتنی لا تعلق سے باتیں کر رہا تھا۔ حالانکہ اس واقعے کے بعد سلی پر کڑی
 دیکھنے کی ضرورت تھی۔“
 ”نوں کی گھنٹی بھی۔۔۔ اور موسولنے ریسور اٹھایا۔ مٹوری دیکھ کر
 بھر ریسور کر ڈیل پر رکھ کر ایک نور دار قبچہ لٹایا۔
 ”خیریت۔۔۔ جسین آنکھیں پھاڑ کر بولا۔
 ”وہ کبہ رہا تھا کہ تم دونوں ہی اسے جیل دیکر کسی طرف غائب ہو گئے
 نے اپنی ہسی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
 ”وہ خود کسی ایسی کی صحبت میں جا بیٹھا ہوگا۔ جسین نے شانے سکور
 بہر حال یہ تجربہ ہوا کہ میرے ماتحت سنجیدگی سے اپنے فرائض ادا نہیں
 جسین کچھ بولا۔ مسو اکہتا رہا۔ ”یہ اچھی بات نہیں ہے۔ کم از کم میں
 نگرانی پر لگانے چاہیے تھے۔ یہ شانہ ایک ہی تھا اور کہیں کچھ کھاتے
 ہوگا۔ اور تم دونوں اس لچاٹ سے ہٹ گئے ہو گے جہاں تمہیں چھوڑ کر
 گیا ہوگا۔“
 ”ختم کرو مسو! ہمارے یہاں کے زیر تربیت لگ بھی اتنے بھولے

نہیں ہوتے۔“
 ”مسو اسے مٹرنے والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ بات دو اصل یہ ہے مسو
 جسین۔۔۔ میں معاملات کی نوعیت سے پوری طرح آگاہ نہیں رکھا جاتا کہ اسکی
 اہمیت کا احساس ہو۔“
 ”میں نے کہا تھا ختم کرو۔۔۔ اس چکر کو۔۔۔ اب کچھ تفریحی باتیں ہو جائیں۔۔۔
 آنات کہاں گذارے گئے۔“
 ”گھر پر۔۔۔ وہ چہرے پر زلزلے کے آثار پیدا کر کے بولا ”میرا چھوٹا بچہ تیار
 ہو گیا ہے۔ ان سے زیادہ مجھ سے مالوس ہے۔۔۔“
 ”کل کتنے بچے ہیں۔۔۔“
 ”چاروں سے صرف تین عدد۔۔۔“
 ”مالوس کن۔۔۔ ہماری طرف تو ایک ہی سے گھر بھر جاتا ہے۔ خیر یہ تو جملہ
 معنی تھا۔ یہ بتاؤ کہ اس صورت میں میرا کیا ہوگا۔“
 ”تم کل بھی پوری دلیں ملے جانا۔۔۔ میرے آدمی نگرانی کریں گے۔“
 ”مالوس کو نہیں۔۔۔ ٹیٹ بے گی کہ مجھے کوئی پری اٹھالے گی۔۔۔“
 ”وہ۔۔۔ نہیں اب ایسا نہیں ہوگا۔“ وہ جھپٹی ہوتی ہنسی کے ساتھ بولا۔ لیکن
 ”شہر۔۔۔ اپنے کمرے میں مت جانا۔۔۔ میں اپنے خط لے جانا۔۔۔ میرا دیر نہیں میرے
 کمرے کی کچی دلا دے گا۔ وہیں قیام کرنا۔۔۔“
 ”اچھی بات ہے۔۔۔ جسین کچھ سوچتا ہوا بولا تھا۔
 ”اور پھر شام کو وہ کلیننگاروں کی طرف روانہ ہو گیا۔ مسو مانے۔۔۔ ایک بند
 لغات اس کے حوالے کیا تھا۔ اور ہدایت کی تھی کہ پھر وارنہ کے علاوہ کو کسی کو نہ
 جسین نے راستے میں ایک لیٹوران کے قریب کچی رکوائی۔ کرایہ ادا کیا اور اندر چل
 گیا۔ ایک بڑے منتخب کی بیٹھا ہی تھا کہ وہ مٹر سر پر مسلط ہو گیا۔

و پہلے مجھے ہاتھ روم کا رستہ بتاؤ۔ پھر آؤ درپیس کروں گا۔! جیسے کہ
سے کہا۔!

و بہت بہتر جواب... میرے ساتھ آئیے۔!

ہاتھ روم میں پہنچ کر اُس نے دروازہ بند کیا اور جیب سے لفافہ نکال کر
اُسے کھول لینے کی کوشش کرنے لگا۔ زیادہ دشواری پیش نہیں آئی تھی۔
طرح کھلاتا تھا کہ دوسری بار بند کئے جانے پر اُس کی ہمت نہ بگڑتی۔

اور پھر وہ متحیر رہ گیا کیونکہ لفافے سے یہ آمد کرنے والا پرچہ بالکل سادہ
تھا۔ اُس پر ایک لفافہ بھی نہیں لکھا گیا تھا۔

جیسے کہ پیشانی پر سلوٹیں اُبھر آئیں۔ اس کا مطلب یہ تو کیا یہ سوسائٹی
مجھے؟۔ یہ سادہ پرچہ کچھ قسم کا اشارہ ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن میں اس سے
کے حصول کی بنا پر شہر وازر اُسے سوسائٹی کے کمرے کی کئی دینے والا تھا۔
رات اُسے بھی لائڈری کی ٹرائی نصیب ہونے والی تھی۔ اُس نے سوسائٹی میں
اچھا بیٹے سوسائٹی میں بھی دیکھیں گے۔ پتا نہیں تم نے ایسے ٹو کا کارڈ کہاں سے
حاصل کیا ہے۔ اُس نے لفافے کو جیب میں رکھا اور ہال میں واپس آ کر دیو
منہال ہی جو پہلے سے صحنہ کر چکا تھا۔

دیو منہال کا آؤ دے گیا اور وہ سوچتا رہا۔ کیا اس وقت سوسائٹی کے آؤ
مگرانی کر رہے ہوں گے۔۔۔ دفعہ وہ چونک پڑا۔۔۔ بائیں جانب تھوڑے
پر کرنی بوزارڈ کا نیگرو ملازم میٹھا نظر آیا تھا۔ دونوں کی نظریں میں اور نیگرو
دوسری طرف دیکھنے لگا۔ لیکن جیسے اُس کی آنکھوں میں شناسائی کا اثر
پڑھ لیا تھا۔

دونوں اپنی اپنی میزوں پر کھاتے پیتے رہے اور پھر دونوں نے اپنے اپنے
میزوں کے دیسٹس کو ساتھ ہی طلب کیا تھا۔

وہ بل لاد۔۔۔ جیسے کہ دسٹریس کہا۔

قریب قریب سا آؤ ہی دونوں نے لہجے کی باتیں اور آؤ گے۔ مجھے باہر نکلے
تھے۔ دفعہ نیگرو نے سرگھبرا اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور قریب ہی کی
ایک پستلی سی جگہ میں داخل ہو گیا۔ اور پہلی بار جیسے کہ یہاں کی پستلی
گلیاں دیکھیں۔ اُسے اپنے ملک کے بعض شہروں کی گلیاں یاد آ گئیں۔ لیکن
دارالسلام کی گلیوں میں گندگی نام کو بھی نہیں تھی۔

انہی گلیوں میں جیسے کہ اندازہ لگانے کا موقع ملا تھا اُس کا تعاقب نہیں
کیا گیا۔!

دفعہ نیگرو ایک جگہ رک گیا اور مکان کے کھلے صحنے دروازے کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے بولا۔ اندر چلو۔!

جیسے کہ خاموشی سے اس مشورے پر عمل کیا تھا۔ دروازے سے گذر کر
ایک ہی اور نیم تاریک راہداری سے سابقہ پڑا۔۔۔ لیکن ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ
اچانک ہی آؤ اُس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ تو مطمئن تھا کہ شاید ایسے ہی ٹوگوں میں
پہنچ گیا ہے۔ لیکن یہ تو کسے کارندے ہیں۔ لیکن یہ کیا ہوا۔ ہاتھ پر پڑنے
کی بھی مہلت نہیں لی تھی اور باہر نکلا گیا تھا۔

پھر وہ اُسے ایک کمرے میں لے گئے تھے اور گری پر جھٹکا اس طرح جکڑ دیا
کہ جھٹک کر ناکی محال ہو گیا۔۔۔

نیگرو اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا اور آہستہ سے بولا۔ اب
ٹھیک ہے۔!

وہ کیا ٹھیک ہے۔۔۔ جیسے کہ سرخ سرخ آنکھیں نکال کر غزایا۔۔۔
نیگرو نے مرکز دوسرے سیاہ فاموں کو کمرے سے طے جانے کا اشارہ کیا تھا۔
ٹھیک ہے۔ یہ مسٹر کاب میں تمہاری اہلی شکل دیکھ سکوں گا۔ اُس نے اُن

لوگوں کے چلے جانے کے بعد جبین سے کہا۔

”بھو اس مت کرو۔ میں اس قسم کا مذاق پسند نہیں کرتا۔“

نیگرو ایک الماری کھولنے لگا تھا۔ کچھ نہ بولا۔ لیکن جب دوبارہ مڑا تو جبین نے اُس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی تکی رکھی۔ اور اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مگر اہل نظر آئی۔

”مجھ سے دور رہنا۔ تمہارے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے۔ تم نشے میں ہو۔“ جبین نے چیخ کر کہا۔

”شراب کی بو ضرور آرہی ہوگی مگر۔۔۔ لیکن میں نشے میں نہیں ہوں۔ اُس نے کہا اور جبین نے جبین کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ ساتھ ہی تکی والی ہاتھ کی حرکت میں آیا تھا۔

”اوہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ حرامی۔۔۔ مگر۔۔۔ غصے کی شدت سے جبین کی آنکھیں اٹلیں میں پھیننے لگی۔ اتنی دیر میں ڈاڑھی کا بیشتر حصہ ضائع ہو چکا تھا۔ لیکن جبین اس برسی طرح کرسی سے جکڑا ہوا تھا کہ مرنے کی آواز ہی کو جبین نے نہ سنا تھا۔ لیکن گردن بھی نیگرو کے بائیں ہاتھ کی گرفت میں تھی۔ اور دایاں ہاتھ ڈاڑھی کی صفائی کر رہا تھا۔

غصے اور احساس بے بسی کی بنا پر جبین کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹتا رہا۔ تکی کا کام ختم کر کے اُس نے اُس کے گالوں پر شیونگ کریم لگائی اور اُسے برش کرنے لگا۔ پھر اسٹرو سنہال کر گالوں کی چھلکی شوروں کر دی۔ آہستہ آہستہ جبین کا رخ بھی ٹھنڈا ہوتا جا رہا تھا۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ سوچنا ہی چھوڑ دیا۔

اُس وقت چونکا تھا جب نیگرو نے اُس کے چہرے پر سافٹن سے پانی کی دھار مار دی تھی۔

پھر نرم تولیے سے چہرہ خشک کرتا ہوا بولا۔ ”اب دیکھو تو کسی چاند سی

شکل نکال آئی ہے۔ لیڈی بونا۔ ڈریکھ کر خوش ہو جائیں گی۔“

”تو اپنی شکل بھی تو دیکھ۔“ جبین جھنجھلا کر بولا۔ ”یہ ڈاڑھی ہے یا

گرہے کی دم۔“

”میں برا نہیں مانتا کیونکہ اپنے مالک کے حکم سے تمہارے ساتھ یہ نازیبا برتاؤ کرنا پڑا ہے۔“

”آخر کیوں؟ میں نے تو تم لوگوں کو دوست سمجھا تھا۔“

”اب بھی دوست ہی بھر گے۔ اگر غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو تو اب میں تمہیں کھول دوں۔“

جبین کچھ نہ بولا۔ بہستور بچا ہٹ کھانے والے انداز میں دیکھتا رہا۔

دفعہ بادبازی سے قدموں کی چاب سُنائی دی اور کرنل ڈونا بونا ڈر کرے میں داخل ہوا۔

”ٹھیک ہے۔“ اُس نے جبین پر نظر ڈال کر کہا۔

”کیا ٹھیک ہے۔“ جبین غرایا۔

”ضروری نہیں کہ بات تمہیں بھی بتائی جائے۔“

”میں اپنی ڈاڑھی کی حالت دیکھ رہا ہوں۔“

”غیر ضروری تھی۔“

”اپنی ڈاڑھی کے بارے میں کیا خیال ہے۔“

”ضروری ہے۔“ اُس نے خشک لہجے میں جواب دیا اور نیگرو سے بولا۔ ”ایسے آدمی

بنکر میرے کمرے میں لاؤ۔“

وہ چلا گیا۔ اور نیگرو وہیں کھڑا رہ کر تشویش نظروں سے جبین کو دیکھتا رہا۔

اور جبین کی تو سمجھ ہی میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے۔

”اگر تم مرنے مارنے کا وعدہ نہ ہونے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں کھول دوں۔“

نیگرو نے تھوڑی دیر بعد اُس سے پوچھا۔

”اُد خدا کے بندے کھول بھی! میں تیرے کرنل سے دودو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

”پھر کہہ دوں کہ میں بالکل بے تصور ہوں۔“

”ہاں، ہاں۔ میں سمجھتا ہوں۔“

”شکریہ۔“ نیگرو مسکرا کر لبولا۔ اور سی کی گریہ کھولنے لگا۔ جیمسن نے گری سے اٹھ کر پہلے فکر انداز میں انگڑائی لی۔ اور اپنے چمکنے چمکنے گالوں پر ہاتھ پھیرا۔

”اب تمہیں کرنل کے کمرے میں چلنا ہے۔ نیگرو نے کہا۔“

”چلو۔“ جیمسن بالکل ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ ہو سکتا ہے۔

اس طرح اُسے مسوا کے چنگل سے رہائی مل جائے۔

وہ نیگرو کے ساتھ دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن یہاں کرنل کی کھال اُس کی بیوی موجود تھی۔

”اُوہ ڈیر۔“ وہ اُسے دیکھ کر اُسٹھتی ہوئی لبولی، خاصے دلکش نکل آئے ہوئے

نیکر دُاسے وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

”ہیشو۔“ مسٹر ہونارڈ نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

”شکریہ۔“ وہ گالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بیٹھ گیا۔

”لیکن اس بارے میں محتاط رہو۔“ مسٹر ہونارڈ نے کہا۔ ”اگر اسی طرح ہو

پر ہاتھ پھیرتے رہے تو دوسروں کو اندازہ لگانے میں دشواری نہ ہوگی کہ حال ہی میں ڈاڑھی سے محروم ہوتے ہو۔“

”اُوہ ہاں۔“ جیمسن چونک کر لبولا۔ لیکن اس زبردستی کی کیا ضرورت تھی؟

یہ ضروری تھا کہ میں اپنی یہ شناخت ضائع کر دوں تو کھنٹ مشن کے ہی پر ایسا ہو جاتا۔ میں نہیں جانتی۔ کرنل جانیس۔ ہاں اُس کے بعد کی رپورٹ میں کرنا۔“

میں ساتھی کے بعد شاید اب میری باری ہے۔ جیمسن نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا اور پھر وہ گفتگو دہرانے لگا جو اُسکے اور مسوا کے درمیان ہوئی تھی۔ ”اب یہ خط بھی دیکھ لو۔“ جیمسن نے اُسکا دیا ہوا لفافہ مسٹر ہونارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اُس نے لفافہ کھول کر پچھلے نکالا اور اُسے آٹھ پلٹ کر حیرت سے دیکھتی ہی پھر لبولی۔ ”تمہارا خیال درست ہے۔“

”اب تو بتا دو۔ کیا چکر ہے۔۔۔“ وہ غفلت میں مالا جاؤں گا۔ پتا نہیں میرے

ساتھی پر کیا گذری ہو۔ اگر وہ حالات سے لاعلم نہ ہوتا تو کبھی اس طرح بے بس نہ ہوتا۔“

”حالات کا علم تو اب ہوا ہے۔“ دُعا عقبے کرنل کی آواز آئی اور جیمسن چونک

کر اُڑا کر کرنل دُنا سے میں کھڑا نظر آتا تھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے کے وسط میں

آگیا۔

”کیا علم ہوا ہے۔“ جیمسن نے بھٹنا کر پوچھا۔ کرنل کو دیکھ کر نہ جانے کیوں اُس کی

ہڈیاں ہلنے لگی تھیں۔

”یہی کہہ رہا تھا کہ کالی بھڑے میں کیلئے ہیں اتنی تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”وہ محکمہ کا خاص کارڈ ٹیبلٹ کی طرح ہے۔“

”میں جانتا ہوں۔“ یہ اُس نے مجھے کچھ ہی دیر پہلے بتایا ہے۔“

”محکمہ کا خاص کارڈ کے سربراہ کا خیال تھا کہ اُن کے درمیان کوئی کالی بھڑ موجود ہے

جو سرکاری رازدوں کو دوسروں تک پہنچاتی رہتی ہے لیکن خود وہ اُسے تلاش کرنے

میں ناکام ہو گیا تھا۔“

”اچھا تو پھر۔“

”ایکٹو نے ایک طریق متعین کیا جو یہی تھا۔ ہم نے دُو دن کے اندر ہی اندر

وہ کافی بھیڑ تلاش کر لی۔ ۱۰

”تو وہ عورت... لیلی کارڈو با... یعنی اصلی والی... ایس ٹری کی فرسٹ کلاس... یہی بات ہے۔ اگر تمہیں پہلے سے علم ہوتا تو تم ادکاری شروع کر دیتے لیون کھل جاتی۔ ان لوگوں کو غفلت ہی میں ڈال کر کام نکالا جاسکتا تھا۔ بہر حال مجھے کہ سربراہ نے اپنے سائے ڈپٹیوں کی میٹنگ کال کر کے انہیں آگاہ کیا کہ میرا کہ ایک عورت آرہی ہے جو کوڈوڈز کے فدیے ایکسٹو کے آدمیوں کو اپنی شناخت کرائے گی۔ اور پھر وہ تینوں بل کر مجھے کی اس کالی بھیڑ کو تلاش کر رہی ہے۔ لہذا وہ اپنے ڈپٹیوں میں سے کوئی ایسا رضا کار چاہتا ہے جو وہی رات ان پر نظر رکھ سکے۔ مسوا ہی آگے آیا تھا۔ اس نے اصل عورت کو غائب کر دیا اور اس کی جگہ ایک اور سفید نام عورت کو لے دی۔ جو محض ایک ادکارہ ہے اور زیادہ تر کھلم کھلا ڈانسیا لگ بولتی ہے۔ اصل حالات کا اسے علم نہیں۔ ۱۰

”تو اصلی والی مفت میں ماری گئی۔ ۱۰

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا... میں نے اس پر نظر رکھی تھی۔ لہذا... اب وہ بھی ہمارے ہی قبضے میں ہے۔ ۱۰

”خدا کی پناہ۔ تو شاید وہ اسی لئے مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ ہم دونوں کے علاوہ ایکسٹو نے اور کسے بھیجا ہے بلکہ اپنا خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ ہمارے رینک سے اونچے رینک والا بھی کوئی یہاں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ میں لا علم تھا ورنہ اس نے تو اعتماد لینے کی خواہش کو شمش کر ڈالی تھی۔ ۱۰

”تم پر خود کو ظاہر کر دینے کا یہی مطلب تھا۔ ورنہ اصول وہ ایسا کرنے کا مجاز نہیں تھا کہ ایس ٹری کو کا کارڈ نکالیں دیکھا دیتا۔ اگر تم سے بل بھی بیٹھا تھا تو بدستور زنجبار کا تاجر بنے رہنا چاہیے تھا۔ ۱۰

”تو اب تم اس کے سربراہ کو مطلع کر دو گے۔ ۱۰

”ابھی نہیں۔ ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کام کس کیلئے کر رہا ہے! اور تمہارے ساتھی کے بازو سے قبل میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا کہ اس کی زندگی ہی خطرے میں پڑ جائے۔ ۱۰

”یہاں تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہوگا۔ ۱۰

”ہاں! مجھے یقین ہے۔ ۱۰

”اور ہاں۔ وہ ہوا کا زری۔ ۱۰

”سب اسی کے گرد ہیں۔ ان کی پرواہ مت کرو۔ ہوا کا زری کا چکر اس نے اس لئے چلایا تھا کہ خود کو تم پر ظاہر کر کے تمہیں اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کرے۔ ۱۰

”بات سمجھیں آرہی ہے۔ ہوا کا زری ڈالنے معلط کے بعد ہی اس نے مجھے ایکسٹو کا کارڈ دکھایا تھا۔ لیکن ایک بات سمجھیں نہیں آتی کہ آخر ایکسٹو کو انفریکٹر کے کسی ملک سے کیا سروکار ہے۔ ۱۰

”دو ممالک کے درمیان انٹیم کے تعاون کے مجھوتے بھی ہو سکتے ہیں اور پھر اصل معاملہ تو دوسرا ہی ہے۔ ۱۰

”اگر کوئی حرج نہ ہو تو وہ بھی تیار۔ کیونکہ میں اپنے ساتھی کی طرح بے خبری میں مارا جانا پسند نہیں کرتا۔ ۱۰

”تمہارے ملک میں کسی دھاریہ آدمی کا فقیر چلا تھا۔ ۱۰

”ہاں۔ ہاں۔ چلا تھا۔ ۱۰

”یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہو چکا ہے۔ وہاں دھاریہ آدمی بنائے گئے تھے۔ اور اس وقت ایکسٹو ان کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ نہیں ہو سکا تھا۔ یہاں شاید مقصد کا بھی علم ہو جائے۔ ۱۰

”وہ کس طرح۔ ۱۰

”رہنڈ ڈی کے جنگلوں میں دائرہ بری قبائل آباد ہیں۔ ابھی تک حشی ہیں۔ پہلے کبھی جنگلوں سے نکل کر انھوں نے مہذب آبادیوں کا رخ نہیں کیا۔ لیکن اب جنگلوں

میں انھیں جوت انگریزوں نے کھینچے۔ یہ جی موت۔ والا سلسلہ ملاحظہ فرمائیے۔

سے نکل نکل کر آباد ہیں۔ اسے ہی ... ایک بڑے روح کا قبضہ سنا ہے۔ ان تباہ
کے افراد جو ہے تو انسانی ہی شکل میں لیکن اُس کے جسم پر زہیر کی سی دھاریاں ہیں۔
اور اُس کی قوت کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے ہاتھیوں کی سونڈ بچھڑکرائیں ہلکی ہلکی
کی طرح دودھ اُچھال پھینکتی ہے۔ ۱۰

۱۱۔ بل۔۔۔ لیکن ہمارے یہاں جو۔۔۔ دھاریاں آدمی پائے گئے تھے اُن پر زہیر
کی سی سفید اور سیاہ دھاریاں نہیں تھیں۔ تین رنگوں کی دھاریاں تھیں غائب
نور نیلی اور سرخ۔ ۱۱

۱۲۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دھاریوں کی رنگت میں تبدیلی بھی ممکن ہے۔
۱۳۔ وہ کس طرح۔ ۱۳

۱۴۔ جس طرح وہ دھاریاں پیدا کی جاتی ہیں۔ ۱۴
۱۵۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ زہیر لیتا کا پکڑے۔ ۱۵
۱۶۔ کڑی اس پر خاموشی ہی رہا تھا۔ ۱۶

۱۷۔ لیکن جناب۔ ۱۷
۱۸۔ جیسے تھوڑی دیر بعد بولا۔ ۱۸
۱۹۔ پھینکنا مقصد تو نہ ہوا۔ ۱۹

۲۰۔ میں نے یہ کب کہا ہے! بنیادی چیز تو دائرہ پری تباہی کا جنگلوں سے نکل جانا
ہے۔ ۲۰

۲۱۔ میں نہیں سمجھا۔ ۲۱

۲۲۔ وہ اُن سے جنگل خالی کرنا چاہتے ہیں اور ایک ایسی کبانی کی پلٹی کرنا چاہتے ہیں
کہ مہذب لوگ بھی جنگلوں میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکیں۔ ۲۲

۲۳۔ ٹھہر۔ ٹھہر۔ ۲۳
۲۴۔ جیسے ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ۲۴
۲۵۔ مجھے مواکزی کی ایک جہش گنا
یاد آ رہی ہے جو غالباً اس طرح غشی قلم میں وہ لوگ آئیں گے جو پہلے کبھی نہیں آئے۔
۲۶۔ اور وہ تمہیں ایک حیرت انگیز اطلاع دیں گے۔ تب پھر تم سفید فاموں کے ساتھ

کرنا اور وہ کرنا۔ کہیں یہ اشارہ دائرہ پری تباہی کی طرف تو نہیں ہے کیونکہ آپ
ہی کے بیان کے مطابق انہوں نے پہلی بار آبادیوں کا رخ کیا ہے۔ ۱۰

۱۱۔ ہو سکتا ہے! اس واقعے کی پلٹی کے لئے یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔
۱۲۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر حسن بولا۔ ۱۲
۱۳۔ سب کچھ جانے جہنم میں۔ میں تو اپنے
ساتھی کی ویسی چاہتا ہوں۔ اگر وہ ان حالات سے باخبر ہوتا تو اس پر ہاتھ ڈالنا
آسان نہ ہوتا۔ ۱۳

۱۴۔ دم ہے تمہارا۔ ۱۴
۱۵۔ کسی کسی مسئلے پر تم میں سے کسی کو ضرور اس سے دو چار
ہونا پڑتا۔ تم نے سوسا کا خط اس لئے کھول ڈالا کہ ہم سے ملاقات ہو چکی تھی اور
تم نے اپنے طور پر کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر ڈالی۔ اس صورت میں سوسا کے
غلات شبہات میں مبتلا ہونا ہی تھا۔ ۱۵

۱۶۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ ۱۶
۱۷۔ جیسے سر ہلکا کر بولا۔ ۱۷
۱۸۔ اچھا تو پھر اب اس خط کے سلسلے
میں کیا کریں گے۔ ۱۸

۱۹۔ پھر کیا کریں گے۔ ۱۹

۲۰۔ کیا بات ہوئی۔ ۲۰

۲۱۔ وہ چاہتا تھا کہ تم اس خط کے کھول ڈالو۔ ۲۱

۲۲۔ میں نہیں سمجھا۔ ۲۲

۲۳۔ وہ خود ہی تریب شبہات میں مبتلا کر کے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب تم کہاں جاتے

۲۴۔ ہر۔ یوں کھو کہ مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ ۲۴

۲۵۔ اوہ۔ سمجھ گیا۔ ۲۵

۲۶۔ لہذا۔ ۲۶
۲۷۔ اُسے الجھن میں مبتلا رکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ خود ہی غائب ہو جاؤ۔ ۲۷

۲۸۔ لیکن مرث ڈارمن غائب ہوئی ہے۔ اور شاید سوسا مجھے ڈر دھکی کے بغیر بھی

۲۹۔ پہچان لے۔ ۲۹

”یونہی چھیل چھال کر نہیں چھوڑ دیئے جاتے۔ ایک آپ بھی مہرگا۔“
 ”میں اب بھی مطمئن نہیں ہوں۔“ جیمین اُسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔
 ”کیا مطلب۔“

”تمہارے پاس بھی اکیٹو کے شناختی کارڈ موجود ہونگے۔“
 ”ہاں۔۔۔ ہی تو۔۔۔ لیکن تمہیں دکھائے نہیں گئے۔“

”پھر بھی میں کیسے یقین کر لوں کہ تم بھی سوا ہی کے آدمی نہیں ہو۔۔۔“
 ”اُٹنے دیکھا۔“ کرنل بونا رڈ نے اپنی بھی کی طرف دیکھ کر کہا، ”میں پہلے کہ
 رہا تھا کہ یہ آدمی گھامٹر نہیں معلوم ہوتا۔“
 جیمین نے فخریہ انداز میں سنر بونا رڈ کی طرف دیکھا اور وہ برا سائڈ بنا کر بولا۔
 ”چھلے ہوئے جیمبو جھینگے لگتے ہو۔“

”کک۔۔۔ کیا مطلب۔“ جیمین بول کھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”کیوں۔۔۔؟ کیوں؟ کیا تکلیف ہے؟“ کرنل بونا رڈ نے حیرت سے کہا۔
 ”یہ قطعی غلط ہے کہ میرے ساتھی سے تمہاری طافات نہیں ہوتی۔“

”یہ کس بنا پر کہہ رہے ہو۔۔۔“
 ”اُس کے علاوہ اور کرنل مجھے جیمبو جھینگا نہیں کہا۔“
 سنر بونا رڈ ہنس پڑی۔ اور جیمین برا سائڈ بناتے ہوئے دوسری طرف دیکھنے
 لگا۔ پھر بولا، ”مجھے اپنے اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ تمہیں بھی مخالفت کیپ کے
 آدمی کیوں نہ سمجھوں۔“

”تم بھی اول درجے کے گھامٹر ہی نیکلے۔۔۔ اگر سمجھتے بھی تھے تو اس طرح ظہار
 نہ کرنا چاہیے تھا۔ لہذا اب مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔“
 ”لوڑھے کی پٹوں کی جیب سے عجیب وضع کا چھوٹا سا پستول نکل آیا۔ پھر
 جیمین نے خود کو بہت دلیرانہ ثابت کرنے کے لئے منہ پھاڑ کر قبضہ لگانا چاہا تھا کہ

پستول کا آل سے کسی سیال کی پھوار سی نیکی اور اُسکے حلق میں اُترتی چلی گئی۔۔۔
 ”فائر۔۔۔ خاؤں۔“ وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر دہرا ہوا۔ اور پھر پستول سے

فرق پڑا۔
 ”اُس کے پورے جسم نے کبھی مرنے ہوئے سانپ کی طرح لہر سی سی لی تھیں اور بے حوش
 حرکت ہو گیا تھا۔“
 کرنل اور سنر بونا رڈ کے قبضوں سے کرہ گونجنے لگا۔



ظفر الملک کے کند کا سلسلہ بالآخر ٹوٹا تھا۔ لیکن جسم میں اتنی سخت بھی
 نہیں ہو رہی تھی کہ ہاتھ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پر رکھ سکا۔ اُس نے
 پھر اٹھ کھڑا نہیں کیا۔ سر مٹی طرح گھوم رہا تھا۔ دو چار کراہیں بھی نکلی تھیں اور ایسا
 لگا تھا جیسے کوئی چھلک کر اُس کا چہرہ دیکھ رہا ہو۔ پیشانی پر گرم گرم سانسیں بھی محسوس
 ہوا تھیں۔۔۔

اُس نے پھر آنکھیں کھول دیں۔ وہ سفید لباس میں ایک سیاہ نام لڑکی تھی۔
 ”تو۔۔۔ تم کون ہو۔“ اظفر کی زبان سے مشکل نکل سکا۔
 ”گڈ۔۔۔ وہ خوش ہو کر بولی، ”تو تمہیں ہوش آگیا۔“
 ”ہوش آگیا۔“ اُس نے متحیرانہ انداز میں پلکیں میپکاتے ہوئے دل میں دہرایا۔
 اور چلے ہوٹ پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

”کیا تم میری آواز سن سکتے ہو۔“
 ”سن سکتا ہوں، تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔“

”میں زس ہوں۔۔۔ اور یہ ہسپتال ہے۔“
 ”ہسپتال کیوں؟ میں نہیں سمجھا۔“ ظفر نے اٹھ بیٹھنے کی کوشش کی۔
 ”تم کیسے میہوش ہوئے تھے۔“
 ”میں میہوش نہیں ہوا تھا۔۔۔ میں شاید غیر ارادی طور پر سو گیا تھا۔“
 ”کہاں سو گئے تھے۔“

”ایک چھوٹے سے میں جہاں کھانا کھایا تھا۔“
 ”لیکن تم تو ایک سڑک کے کنارے پڑے پائے گئے تھے۔ بذریعہ پولیس پہنچائے گئے ہو۔“
 ”کہاں۔؟ کس سڑک پر پایا گیا تھا۔۔۔“
 ”یہیں۔۔۔ سسٹی ڈرائیو پر۔۔۔“
 ”سسٹی ڈرائیو؟ کس شہر کی بات کر رہے ہو۔“
 ”دارالسلام کی جانب۔“

”اس بار وہ لو کھلا کر اٹھ ہی بیٹھا۔۔۔ زس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔“ ایسے ہو۔ پولیس اسٹیشن فون کر دوں۔۔۔ انھوں نے کہا تھا کہ ہوش آتے ہی انھیں مطلع کر دیا جائے۔“
 ”زس چلی گئی اور وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا رہا۔۔۔ تو وہ دارالسلام میں ہے! شاید کلینینجارد ہوٹل کے قریب ہی والے ہسپتال میں؟ آخر کیوں؟ کیا وہ کھا کھانے کے بعد سو رہا نہیں تھا۔ میہوش ہوا تھا۔۔۔ لیکن ان لوگوں نے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا۔ اس عورت پریشیائے توشتا سائی ظاہر کی تھی۔۔۔ اُدہ۔۔۔ جینم ہی جائے۔ لیکن اب وہ پولیس کو کیا بیان دے گا۔“

”مختصری دیر بعد ایک پولیس آفیسر وہاں پہنچ گیا۔ اس عرصے میں ظفر نے ملے کر لیا تھا کہ اُسے کیا کہنا ہے۔ وہی رنرزن والی کہانی۔ اس نے آفیسر کو بتایا کہ وہ کلینینجارد کے کمرہ نمبر ننانوے میں مقیم ہے اور بغرض سیاحت دارد ہو رہا ہے! ہوٹل سے نکل کر

بس سڑک تک آیا تھا۔ کیونکہ اسکی پسند کے برانڈ کے سگریٹ ہوٹل کے کاؤنٹر پر نہیں دیے گئے تھے! بس پھر اُسے اتنا ہی یاد ہے کہ کسی نے پیچھے سے اس کی گردن پکڑ کر نکلا۔ غورنا شروع کر دیا تھا۔۔۔ وہ میہوش ہو گیا تھا شاید۔ اور اب ہسپتال میں ہوش آیا ہے۔“

”لیکن آپ کی جبین خانی تھیں۔۔۔“
 ”اُدہ۔ تو وہ میرا پس بھی لے گئے۔ پچاس پچاس شنگ کے دس ٹوٹ تھے! میں! کاغذات کہاں ہیں۔“ آفیسر نے لہجہ کیا۔
 ”وہ تو کمرے ہی میں چھوڑ گیا تھا۔“
 ”کیا آپ ابھی میرے ساتھ ہوٹل تک چل سکیں گے۔“
 ”کیوں نہیں! اتنی باتوں بھی مجھ میں نہیں کہ باکہ ہوٹل تک نہ چل سکوں۔“
 ”وہ دونوں ہوٹل پہنچے تھے۔ ظفر نے کاؤنٹر سے کبھی حاصل کی تھی۔ ساتھ ہی کاؤنٹر پر لکھے اسے ایک لفظ بھی تھا۔“

”یہ کیا ہے۔؟ ظفر نے سوال کیا تھا۔“
 ”آپ کے لئے کیا ہے؟“

پولیس آفیسر نے کمرے میں چھانچ کر اس کے کاغذات چیک کیے اور رتد آمیز لہجے میں بولا ”سسٹی ڈرائیو پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ میری یادداشت میں آپ کا پہلا کیس ہے بہر حال ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے نقصان کی تلافی ہو جائے اور مجرم پابند سزا کو پہنچے۔“

”بہت بہت شکریہ۔“

آفیسر اس کا تحریری بیان لے کر رخصت ہو گیا۔ پھر ظفر الملک نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ سب کچھ جوں کا توں موجود تھا۔ لیکن وہ الیکٹرونک جج غائب تھے جس کے توسط سے اسکی آواز کہیں اور پہنچتی رہی تھی۔

اچانک سے وہ لغافہ یاد آیا جو کاؤٹر کرکے ملا تھا۔ مضطربانہ انداز میں لغافہ جیب سے نکال کر چاک کیا۔ اس میں برآمد ہونے والے پچے پر ایک لون نمبر تحریر تھا۔ ہدایت کی گئی تھی کہ ہڑل پہنچتے ہی اس نمبر پر رنگ کرے۔ لیکنے والے نے اپنا نام نہیں لکھا تھا۔ ظفر نے ایجنسینج سے رابطہ قائم کر کے نمبر بتائے اور سال کا منتظر رہا۔

”جیلو۔۔“ اور سری جانب سے مردانہ آواز آئی۔

”ظفر الملک۔۔“

”اُدہ۔ تو تم واپس آگئے۔۔“ وہیں ٹھہرے۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔ دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔۔“ وہاں سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ ظفر نے بڑا سائنہ بنایا تھا۔ ریسورکر ٹیل پر رکھ کر آرام کر رہا تھا۔ ذہن پر عجیب سی بے حسی طاری تھی۔ اپنے علاوہ اور کسی کا ہوش نہیں تھا۔ اتنی دیر میں کچھ بار بھی تو جیمین کا خیال نہیں آیا تھا۔۔۔

دس منٹ گزر گئے۔ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

”آجاء۔۔“ اُس نے اونچی آواز میں کہا اور ایک سیاہ فام آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ لباس سے ذی حیثیت آدمی معلوم ہوتا تھا۔

ظفر نے اُٹھ کر استقبال کیا۔ لیکن اُسے ٹوٹنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ ”میرانا مسوا ہے۔“ سیاہ فام نے مصائب کے سنے اُٹھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ظفر نے ڈھیلے ڈھالے ہاتھ سے مصائب کیا۔ اور دونوں بیٹھ گئے۔

”آپ کا ساتھی جیمین کہاں ہے۔۔“

”جیمین۔ اُدہ۔“ ظفر اچھل پڑا۔ ”ہاں۔۔ وہ کہاں ہے۔۔ شاید اپنے کمرے میں ہو گا۔“

”جی نہیں! وہ تین دن سے غائب ہے۔“ مسوا بولا۔

”لیکن آپ اسے کیا جانیں۔“ ظفر نے حیرت سے کہا۔

سروانے۔ ایکس لو۔ والا کارڈ جیب سے نکالا۔ اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ ظفر سیدھا ہوا کر بیٹھ گیا۔ ذہنی بے حسی بیکلفٹ کا فور ہو گئی۔

بلد شہید اس کے چہیت کی علامت تھی۔ لیکن اس طرح اس کا سامنے آ جانا اُس کی نگاہ میں نہ آ سکا اور پھر اُس سے قطعی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اُسے دارالسلام میں کسی ایجنٹ کو اس طرح شناخت کرنا پڑے گا!۔۔۔ بسلی کارڈ وہاں کے لئے بھی کوڑو دروازہ مقرر کئے گئے تھے۔ ایجنٹ کے شناختی کارڈ کو ذریعہ ملاقات نہیں بنایا گیا تھا۔

”یہ کیا ہے۔۔“ بالآخر اُس نے مسوا کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”اب تلفات کی ضرورت نہیں رہی۔“

”کیا مطلب۔۔؟“

”تمہارے غائب ہو جانے کے بعد میں نے جیمین پر بھی خود کو ظاہر کر دیا تھا! تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تم آخر ہو کون۔“

”آجیہ بولو۔“ مسوا نے مردانہ انداز سے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اُسے تانے لگا تھا کہ موا کا ذی کا جادو دیکھ کر کس طرح جیمین پریشان ہو رہا تھا۔ پھر اُس نے غائب ہو جانے کے بعد بسلی کارڈ وہاں جیمین کو اپنے ساتھ مسلماً درج لے گئی تھی۔ اور پھر اُسے وہیں چھوڑ کر خود غائب ہو گئی۔ اور اب جیمین کا بھی کہیں پتا نہیں۔“

ظفر خاموشی سے سنتا رہا۔ اور بات ختم ہو جانے پر بھی خاموش ہی رہا۔

”تم کچھ لول نہیں رہے۔“ مسوا نے کہا۔

”مجھے یو ایس کو فون کرنا چاہیے۔“

”کک۔۔ کیوں۔۔ نہیں۔ کیل جگہ دے جائے گا۔“

”کیا کیل۔“ ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔

”تم ابھی طرح جانتے ہو۔“

ہاں۔۔ اور ابھی لئے پولیس کو فون کرنا چاہتا ہوں۔۔

ایک منٹ۔۔ وہ ہاتھ اٹھا کر لہلہا "پولیس سے کیا کہو گے۔۔"

یہی کہ ایک ایسا آدمی جسے میں نہیں جانتا۔ مجھ سے اوٹ شانگ باتن کر رہا ہے۔ ہر سکتا ہے تم اپنی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے مجھ پر حملہ کر کے میرے باپ پر شنگ اڑائے۔ پولیس نے بحالت بیہوشی مجھے ہسپتال پہنچایا تھا۔ ابھی ابھی انسپکٹر میرا تحریری بیان لے گیا ہے۔۔

"تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ حملہ کہاں ہوا تھا تم پر۔۔"

"میں یہیں ہوٹل کے سامنے مشرک پر۔۔"

"تم کچھ بھول رہے ہو۔۔"

"کیا بھول رہا ہوں۔۔"

"میں کہ تم کسی مشرک پر نہیں گھیرے گئے تھے، بلکہ تم پر حملہ بسلی کارڈوبا کے کمرے میں ہوا تھا۔۔"

"کہاں کی ہانک ہے ہو۔۔ میں بسلی کارڈوبا کو نہیں جانتا۔"

"موسا بے بسی سے اُسے دیکھتا رہا، پھر لہلہا "تمہارے ساتھی جمین نے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ ابھی تو کا آدمی ہے۔۔"

"تم سچ بچ بہت زیادہ نشے میں ملوم ہوتے ہو۔۔" ظفر حقارت آمیز منہ کے ساتھ لہلہا

"جہنم میں جائے۔۔" موسا بھٹکا کر لہلہا "مجھے کیا۔۔ میں رپورٹ دے دوں گا"

"کم تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہو۔۔"

"کس سلسلے میں تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہوں۔۔"

"موسا جواب دینے بغیر اٹھ کھڑا ہوا، پھر نہ تو اس نے رخصتی معافی کیا تھا۔۔"

"نہ کچھ کہا ہی تھا۔ دروازہ کھول کر نکلا چلا گیا۔"



پیشانی پر کتنی ہی کم کا دباؤ محسوس ہوا تھا اور جمین نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ کرنل پوناڑو کا نام ڈاکٹر سی والائیگر د اُس کی پیشانی پر اس طرح ہاتھ رکھتے جھکا ہوا تھا۔ جیسے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو کہ بخار اب بھی ہے یا اتر گیا۔

"کیا بات ہے۔۔" جمین نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"کب تک سوتے ہو گے۔۔"

"تم سے مطلب۔۔ دفعہ ہر جاؤ یہاں سے۔۔"

"اپنی گرمی کیوں دکھائی ہے ہو۔۔"

"خط استوار کے قریب اودھ کیا ہو گا۔۔"

"میں تمہیں جگانے آیا ہوں۔ جغرافیہ پڑھتے نہیں آیا۔۔"

"جگانے پر تو اب چلتے پھرتے نظر آؤ۔۔"

"بار کا دباؤ۔۔" نیگر نے جبر سے پوچھا۔

"کیسی مبارکباد۔۔"

"میرے ہی جیسے ہو گے ہو۔۔"

"تمہارے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہے۔ چلے جاؤ یہاں سے۔۔"

"ذرا چادر سے اپنے ہاتھ تو نکال کر دکھیو۔۔"

جمین نے غیر ارادی طور پر اپنے ہاتھ چادر کے نیچے سے نکالے اور چیخ مار کر پھیل پڑا۔ کالے کالے انسانی لہجے ہاتھ۔۔ دوسری چھلانگ ستر سے نیچے لے آئی۔ پیر بھی نیچے ہما سیاہ نظر آئے۔ نیگر بے تحاشا ہنس رہا تھا۔ بدقت منہ پر مابو پا کر لہلہا "اب آئینہ دکھیو اور بے مروتی ہو جاؤ۔۔"

اُس نے ملبوسات کی اندازی کی طرف ہاتھ اٹھایا تھا جس میں شب آدم آئینہ
ہوا تھا۔!

جیمین بوکھلا کر اُس طرف گھوما اور سچ بچ گرتے گرتے بچا۔ سر بری طرح
چکرایا تھا۔ کیونکہ آئینے میں کسی سیاہ نام افریقی کی شکل دکھائی دی تھی۔ خود اُس کی
اپنی تو نہیں تھی۔!

تو اُسے یہ ہوش کر کے یہ کارروائی عمل میں لائی گئی تھی۔ سختی سے مٹھیاں بچپڑ
وہ نیگرو کی طرف پٹا۔

اسے میری صحبت کا اثر نہ سمجھا۔ نیگرو نہیں کر بولا۔ کرنل ایک بالکل ادب
میں۔!

جیمین نے انگلی میں تھوک لگایا اور کمال پر ایک جگہ گردنا شروع کر دیا۔
لاحاصل۔ اُس کا لہجہ سا کچھ بھی تو نہیں بگڑا تھا۔!

مہم۔ میں کرنل کو گول مار دوں گا۔! جیمین دانت پس کر بولا۔
کہاں پاؤ گے۔ ہم دونوں بے بار و مددگار رہ گئے ہیں۔ نیگرو نے

سے کہا۔
"کک۔ کیا مطلب۔؟"

"کرنل اور جیمین دونوں غائب ہو گئے۔" نیگرو نے کہا۔
"کہاں غائب ہو گئے۔!"

"میں کیا جانوں! مجھے عارضی طور پر ملازم رکھا تھا۔ تھرا یہ ٹھیک بنایا اور
ہو گئے۔ یہ مکان کرانے پر حاصل کیا تھا۔ میری لائسنس میں نہیں گئے۔ ان کا سامان

غائب ہے۔!"
"تو پھر۔۔۔ اب تم کیا کر دے۔۔۔!"

"میں بھی چپ چاپ کسی طرف کھسک جاؤں گا! در نہ ہو سکتا ہے کہ کسی مجیب

بھیر میرا کیا ہو گا۔!"

تم خود سوچو۔!"

"اجازت دے تو بتاؤ کہ تم ان کے فرار کا علم ہو جانے کے بعد بھی کیوں مڑے رہے۔!"
"تھپانے لے۔۔۔ اگر میری عدم موجودگی میں تمہیں ہوش آتا تو تم پاگل ہو جاتے۔!"
"اسکا یہ مطلب ہو کہ تمہیں مجھ سے ہمدردی ہے۔!"

میں سمجھ لو۔۔۔!"

"تو پھر تب ہی میرے لئے کچھ سوچو بھی۔ کیونکہ مجھے سوا علی نہیں آتی۔ اور یہاں
کسی کالے آدمی سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ انگریزی کے علاوہ اور کوئی زبان بول
سکا ہو گا۔!"

"امریکی نیگرو میں جانا۔۔۔ اور صرف انگلش بولنا۔ فیصلے بھی خدخال کے اعتبار سے
اصل نیگرو نہیں لگتے۔ دو غلط معلوم ہوتے ہو۔!"

"یہ اچھی بات کھائی۔!"

"میں بھی سوچتی تو گرنے ہر قوم اور ملک میں پائے جاتے ہیں۔!"
"لیکن گرنے کا خیال تو نہیں ہے سکتے۔ جیمین دانت پس کر بولا۔ "سنو! اصل
نیگرو۔ میں اتنا گھام نہیں بولتا۔ جتنا تم لوگ سمجھتے ہو۔ وہ حضرت مجھے یہ ہوش کے بغیر
سیاہ نام نہیں بنا سکتے تھے۔ مرانا یا لڑائی کوڑی کو محتاج ہو جانا لیکن اس طے میں زندگی
بسر کرنے پر کبھی تیار نہ ہوتا۔!"

نیگرو کا مزہ حیرت سے کھل گیا۔!

"میں نہیں بوجھا، تم کیا کہنا چاہتے ہو۔! وہ بھارتی ہوئی آواز میں بولا۔

"اگر تباہیے ساتھ جو لیا، تو شائد نہ پہچان سکتا! کیا تم کرنل کو جوت
کوڑا نہیں ہو۔!"

"معدا کی پناہ۔! وہ بھارتی ہوئی آواز میں بولا۔" باس کا خیال یہی تھا کہ تم جو لیا

ہی کی وجہ سے میں پہچان چکے ہو۔ لیکن میں اُن سے متفق نہیں تھا۔

”گرنل کی بات کر رہے ہو۔“

”جوزف نے سر کو اٹھاتی جنبش دی۔“

”جو لیانہ اپنی چال کو مستقل طور پر بدلے رکھ سکتی ہے اور نہ آواز کو محض اُس کے سے پہچانے گئے ہو۔“

”لیکن یہ حقیقت ہے مگر ہم دونوں یہاں تنہا رہ گئے ہیں۔“

”وہ دونوں کہاں ہیں۔“

”میں نہیں جانتا۔ لیکن میں اُن ہدایات پر عمل کر رہا ہوں جو اس کی طرف سے ہیں۔“

”کیا کرنا ہے۔“

”سکڑ کر رہو۔ بتاؤں گا۔ فی الحال نکل چلو یہاں سے۔“

”تم لوگ یہاں کب آئے تھے۔“

”ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔“ جوزف نے کہا۔

”تمہارے میک آپ کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ تم تو ہر ہی کلوٹے۔“

”مائی ڈیر سٹرجین۔ یہ میرا ملک ہے۔ یہیں دارالسلام میں نہ جانے کتنے شہداء

موجود ہیں۔“

”برفٹ ویلی کے جنگلات کا کیا قصہ ہے۔“

”تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ اب نکل بھی چلو۔“

”میرے پاس کا کوئی سراغ ملایا نہیں۔“

”اُس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تم تینوں کے علاوہ اور کون کون ہے۔“

”کچھ بتا نہیں ہے سٹرجین۔ تمہیں بھی مسالی ویلیج ہی میں دیکھا تھا۔ اُس سے

پہلے اس کا دم و گمان بھی نہیں تھا کہ تم یہاں ہو گے۔ پاس بہت محتاط ہیں۔“

”مسالی ویلیج کیسے جا پہنچے تھے۔“

”یہ بھی پاس ہی جاتیں۔ میں بالکل لاعلم ہوں۔ چلو۔ اٹھو۔“

”بھڑک لگ رہی ہے۔“

”کہیں کہا میں گئے۔۔۔ یہاں سے تو نکلو۔“

”میں تمہیں پیچھا کرتا ہوں۔“

”اپنی آب و ہوا میں پیوچ گیا ہوں نا۔۔۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اپنے بڑوں

موتارا ہوں۔ اب آنکھ کھلی ہے۔“

”اور تمہاری اس نیند کے دوران میں وہ سب لہو رھی ہو گئی ہوں گی۔“

”کون سب۔۔۔“

”جن سے آنکھ پھولیاں ہوتی تھیں جوانی میں۔“

”جوزف نے دانت تو نکال دیئے تھے لیکن آنکھوں میں عجیب سی اداسی نظر آنے

لگتی تھی۔“

”تم کچھ باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو۔ وہ بھڑائی ہوئی آواز میں بولا۔

”ادہ۔ میرا گھر کہاں گیا۔“

”جہیں چونک کر بولا۔“

”موتو جلد ہے۔ لیکن اب تم اسے جاننے پر نہیں لٹکاؤ گے۔ تھیلے میں ڈالے رکھو گے

جہاں حیثیت میں اب رہنا ہے اُس کے لئے مناسب ہو گا۔“

”خود ہی دیر بعد وہ دونوں اپنے اپنے تھیلے کاغذوں پر لادے باہر نکل رہے تھے۔“

”جہن نے پھر سوال کیا تھا کہ جانا کہاں ہے۔“

”کیا باتوں۔ تم یہاں کی جگہوں کے نام تو جانتے نہیں۔ پھر کیا بھڑکے۔ بس چلتے رہو۔“

”مگر یہ پھر نکل رہے گی اور جہاں جانا ہے وہاں پیوچ جائے گی۔“

”اور مجھے کسی گوتے کا ڈول ادا کرنا ہو گا۔“

”وہی مناسب ہے۔“

اردو میں گالیاں تو ملیں گی ہی۔ صرف تم ہی سمجھ سکو گے! :-

اس وجہ میں نہ رہنا۔۔۔ تم بازاروں میں اردو بھی سن سکو گے۔۔۔ جنوب مشرقی ایشیا کی زبانیں یہاں بھی آباد ہیں اور انھوں نے آپس میں اپنی زبان کو بھی زندہ رکھا ہے لہذا کسی مجھے میں محتاط رہنا۔ :-

جیمن منہ بنا کر خاموش ہو رہا۔۔۔ وہ بس بیٹھتے تھے۔۔۔ اور کچھ دیر بعد ایک جگہ اتر گئے تھے۔ :-

پتلی پتلی جگہوں سے گزرتے ہوئے ایک مکان کے دروازے پر مڑ کے اور جڑت نے آگے بڑھ کر کڑھی کھٹکائی بھڑکی دیہ گئی اور دروازہ کھولا۔

ایک زرد فام آدمی سلنے کھڑا نظر آیا۔۔۔ جڑت نے سواہی میں اس سے کچھ کہا تھا۔ اور وہ داہن چلا گیا تھا۔ کچھ دیر بعد پھر پٹا اور انھیں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور اندر سپورنچر جیمن کی آنکھیں کھلی گئیں۔ وہ تو سمجھا تھا کہ اب شاید وہ کھٹکائی

آدمی کے مکان میں داخل ہونے والے ہیں۔ لیکن یہاں تو ایسا سا سرد سا مان نظر آیا کہ زمانہ قدیم کے شاہی محلّات کی تصویریاں کھجور میں پھر گئی۔۔۔ گلی میں کھڑے ہو کر اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کھڑے دروازے کے پیچھے بڑے اہتمام کے ایسے ہوشیار مانا نظر آئے

زرد فام آدمی انھیں ایک بہت بڑے کمرے میں لے آیا۔ ایسے اندر یہاں زیادہ مناسب تھا اور یہاں نشستوں میں کچھ ایسا اہتمام نظر آیا جسے اس ہال کو دوبارہ غصہ کی حیثیت حاصل

مانے اسٹیج پر ایک زرد نگار کرسی پر جو شخص بیٹھا نظر آیا اس نے جیمن کے مزید ہوش آڑے کیے۔ یہ سیاہ فام جاوہر گروہ کا زری کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جڑت کو احتراماً جھکے دیکھ کر جیمن کو بھی خم ہونا پڑا۔

مراکازی نے سواہی میں کچھ کہا تھا، جڑت نے جواب دیا۔ لیکن اسکا لہجہ جیمن کو ایسا ہی لگا تھا جیسے وہ بہت زیادہ مرعوب ہو کر عاجزانہ گفتگو کر رہا ہو۔ سوال جواب پڑتے رہے تھے۔۔۔ پھر مراکازی اٹھ کر چلا گیا۔ بائیں جانب کے ایک دروازے

میں داخل ہوا تھا۔ :-

زرد فام جڑت کے دروازے ہی پر ٹھہرا رہا تھا آگے بڑھا اور جڑت سے کچھ

بکھر کر دوائے ہی کی طرف مڑ گیا۔

اب یہ دونوں اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ بالآخر ایک اور کمرے میں پہنچے

اور زرد فام انھیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ :-

جڑت چند لمحوں میں وحشت کھڑا رہا۔ پھر مڑا اور دروازہ بند کر کے لوٹ کر دیا

جیمن نے شاید کچھ کہنا چاہا تھا لیکن جڑت نے ہونٹوں پر آنکلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

پھر تھیلے سے کافی اور قند نکال کر لکھنے لگا۔ محتاط رہو، تم یہاں ایک

گونج کی حیثیت سے قیام کر رہے کسی مرحلے پر بھی یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ تم گونج

نہیں ہو۔۔۔ ورنہ مائے جاؤ گے۔۔۔ یہ باس کا حکم ہے۔ :-

جیمن نے اس کے ہاتھ سے قلم لیکر لکھا، میں اس شخص کو سمجھتا ہوں یہی جاوہر گروہ کا زری ہے۔

جواب میں جڑت لکھنے لگا۔۔۔ کوئی بھی جو! مجھے اس سے مرکار

نہیں۔ تم سے جو کہا گیا ہے اسکا خیال رکھنا! میں بھڑکی دیہ بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔

اگر آئندہ تمہارے لئے کوئی اور تجویز ہوئی تو وہ کبھی بڑے جرم تک پہنچ جائے گی! :-

جیمن نے طویل سانس لی۔ اور جڑت نے وہ پرچہ چاک کر کے اپنے تھیلے میں ڈال دیا۔

ظفر الملک نے اگر گیار گرت لشیخ اختیار کر لی تھی۔ کمرے سے نکلتی ہی نہیں

تھا۔۔۔ درجنوں بار جیمن سے اس کے کمرے میں فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر

ولی تھی لیکن جواب نہیں ملا تھا بار بار کاڈ مشرک لک سے رابطہ قائم کر کے استفسار

کرتا۔ لیکن وہاں سے صرف ایک ہی جواب ملتا "کبھی اب بھی کارڈز ہی پر ہے۔ جیسن
واپس نہیں آیا۔"

مسا سے گفتگو ہونے کے بعد سے الجھن اور بڑھ گئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ
اُسے کیا کرنا چاہیے۔ آخر مقصد کیا تھا اُسے یہاں بھیجئے کا جبکہ اُسے اصل حالت ہی سے
آگاہی نہیں تھی۔ ضروری نہیں تھا کہ وہ بچوں کی طرح انگلی پکڑ کر چلتا لیکن کچھ کرنے
سے قبل کم از کم یہ تو معلوم ہی ہونا چاہیے کہ کرنا کیا ہے۔

دفعۃً فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے جھپٹ کر لیسیور اٹھالیا۔

"آپریٹر جناب۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا بات ہے۔"

"آپ کے لئے موانزا سے کال ہو رہی ہے۔ ہولڈ آن کیجئے۔" موانزا نے کہا۔

"اچھا۔" ظفر نے کہا اور سوچ میں پڑ گیا۔ موانزا سے کون کال کر رہا ہے۔

موانزا دکتورہ جمیل کا ایک اعلیٰ شہر تھا۔

"ہو۔" ظفر الملک۔ "تھوڑی دیر بعد ایک نسوانی آواز آئی۔

"ظفر الملک ہی ہے۔"

"میں پوریشیا ریل رہی ہوں۔"

"اُدھ۔" یہ تم نے کیا کیا۔ آخر اس کا مقصد۔"

"فی الحال مقصد بتانا میرے بس سے باہر ہے۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میں اکیس نو

کی ایک ایجنٹ ہوں۔ مسو مانا ہی ایک آدمی تم سے ملے گا اُس سے تعاون کرو۔ اپنا
بہ آدمی ہے۔"

"وہ تو میں بھی چکا اور میں نے اُسے فراڈ سمجھ کر بھگا دیا۔"

"وہ فراڈ نہیں ہے۔ اپنا ہی آدمی ہے۔ تمہیں اُس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ میرے سیکریٹر جیسن کے غائب ہوجانے میں اُسی کا ہاتھ ہے۔"

"تمہارا خیال غلط ہے۔ تمہارے ساتھی اور اُس عورت کا تماشما ہی ہے۔"

"میں نہیں جانتا کہ اب مسو کہاں ملے گا۔"

"زنجبار گیسٹ ہاؤس۔ زمانا کی اسٹریٹ۔ کوہ نمبر گیارہ۔ فون نمبر ڈائریکٹری میں

دیکھ لو۔"

"اچھی بات ہے۔"

"میں فون ہی پر تم سے رابطہ رکھوں گی۔"

"اگر مجھے کسی ضرورت کے تحت تمہیں کال کرنا پڑے تو کیا کروں۔"

"مسو باہمی سے یہ بھی معلوم ہوجائے گا۔ فوراً اس سے رابطہ قائم کرو۔"

"بہت بہتر۔"

دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ ظفر نے لیسیور رکھ کر

ٹیلیفون ڈائریکٹری اٹھائی اور اس کی درجہ گردانی کرنے لگا۔ زنجبار گیسٹ ہاؤس کا

تماشما کس کے اُس نے مسو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور تھوڑی ہی

دیر بعد اُس سے گفتگو کر رہا تھا۔

"غلط فہمی رائج ہو گئی ہے۔ یہ ظفر نے کہا۔ اپنے بیٹے پر نادم ہوں۔"

"اُدھ۔ کوئی بات نہیں۔" دوسری طرف سے آواز آئی "ہر معاملے میں اسی

طرح محتاط رہنا چاہیے۔"

"تو پھر اب کیا کہتے ہو۔"

"تھوڑی دیر بعد پھر پہنچ رہا ہوں۔ انتظار کرو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

ظفر الملک نے لیسیور کرڈل پر رکھ کر طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شاید

اُس سے جلد بازی سرزد ہوئی ہے۔ پوریشیا سے گفتگو ہونے کے بعد فوراً ہی مسو

سے رابطہ قائم کرنا چاہیے تھا۔ یہ پوریشیا۔۔۔ سنیکل۔۔۔ ٹی۔۔۔ آخر اُس نے

اکھنڈ ڈی ایوائی چیوڑنے کی بجائے اُسی وقت کھل کر بات کیوں نہیں کی تھی۔۔۔

ظفر ایک بار پھر اپنی یادداشت پر زور دینے لگا۔ سلی کارڈ وہاں کے کمرے میں اُس پر حملہ ہوا۔۔۔ اُس کے بعد بیک آؤٹ۔۔۔ پھر ایک ڈیرانے میں ہوش آ رہا۔ وہاں سے پورٹیا سنگٹن کے ہتھے بڑھا۔۔۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر غائب۔۔۔ پھر وہی بیک آؤٹ۔۔۔ خنید کا سلسلہ ٹوٹا تو دارالسلام کا ایک ہسپتال تھا۔ آخر چکر کیا ہے وہ خود ایک کارکن ہے۔۔۔ کھیل کے میدان کی گیند نہیں ہے۔۔۔ یہ کس قسم کے ردل کی ادائیگا ایکس ٹو نے اُس کے سر منڈھ دی ہے۔۔۔ کہیں نہ کہیں کوئی پھیر فرود ہے پورٹیا سنگٹن۔۔۔ موسما۔۔۔ خیر دیکھا جائے گا۔ اسی نے گھڑی پر نظر ڈالی اندر اٹھ کر لباس تبدیل کرنے لگا۔

پنڈہ جس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

۔۔۔ کم ان۔۔۔ ظفر نے ادنیٰ آواز میں کہا۔

موسما دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔ ظفر نے خوش اخلاقی سے استقبال کیا۔ اسی پر موسما نے حیرت بھی نہیں ظاہر کی تھی۔ گویا اُس کے سینے میں سب کچھ معمول کے مطابق ہو رہا تھا۔

۔۔۔ میں جیمین کے بارے میں تشریش میں مبتلا ہوں۔۔۔ موسما نے جیسے ہی کہا۔

۔۔۔ اگر تمہارا بیان درست تھا تو مجھے بھی تشریش ہی ہونی چاہیئے۔

۔۔۔ یقین کرو۔۔۔ وہ سلی کارڈ وہاں کے ساتھ مسانی ویلیج گیا تھا۔

۔۔۔ حالانکہ میری عدم موجودگی میں اُسے سلی سے دوسری رہنا چاہیئے تھا۔

۔۔۔ میں نے ہی اُسے مشورہ دیا تھا۔

۔۔۔ تم نے ایسا مشورہ کیوں دیا تھا۔

۔۔۔ اس لئے کہ وہ اچھل سلی کارڈ وہاں نہیں تھی۔

۔۔۔ میں نہیں سمجھا۔

۔۔۔ میری غفلت کی بنا پر وہ غائب کر دی گئی اور اُس کی جگہ دوسری عورت

نے لے لی۔

۔۔۔ وہی عورت جس سے میری ملاقات ہوئی تھی۔۔۔ ظفر نے حیرت سے پوچھا۔

۔۔۔ ہاں وہی۔

۔۔۔ اور جیمین اُسی کے ساتھ گیا تھا۔

۔۔۔ میں یہی کہہ رہا تھا۔

۔۔۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی کہ وہ اصل عورت نہیں ہے۔ تم نے اُسے اُسکے

ساتھ جانے کا مشورہ کیوں دیا۔

۔۔۔ ظاہر ہے کہ میں اُن لوگوں تک پہنچنا چاہتا تھا جو اصل عورت۔۔۔ کو غائب کر دینے

کے ذمہ دار ہیں۔

۔۔۔ پھر یہ کیسی نگرانی تھی کہ وہ دونوں بھی غائب ہو گئے۔ اور تمہیں اس کا بھی علم

نہ ہو سکا۔

۔۔۔ میری بد قسمتی۔ اور کیا کہوں۔

۔۔۔ ظفر نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

۔۔۔ بس طریق کار ہی میں تو خامی رہ گئی۔

۔۔۔ پہلی غلطی کے بعد بھی طریق کار میں خامی۔

۔۔۔ بس میرے ماتحت ناکارہ ہیں۔ کم از کم تین افراد کو اُن کی نگرانی پر مقرر

کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن انھوں نے صرف ایک سے کام لے لیا کیونکہ شیش کی۔

۔۔۔ یہ سب کچھ مجھے بھی مضحکہ خیز لگ رہا ہے سسر موسما۔

۔۔۔ پہلے میری پوری بات سن لو۔۔۔ پھر انہیں برا خیال کرنا۔

۔۔۔ میں سن رہا ہوں۔

۔۔۔ میں نے جیمین کے بارے میں مزید وضاحت نہیں کی تھی۔ دراصل وہ عورت اُسے

مسانی ویلیج لے گئی تھی اور اُسے جیل دیکر وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ میرا آدمی بھی

اُس پر نظر نہ رکھ سکا۔ جیمن واپس آیا تھا اور میں نے اُسے مشورہ دیا تھا کہ وہ کلینجیاد میں اپنے ہی کمرے میں قیام کرے۔ لیکن وہ اس پر تیار نہ ہوا۔ بہر حال اُس نے جو وجہ بتائی تھی اُسے مجھے چکا کر رکھ دیا۔ ۱۰

”کیا وجہ بتائی تھی؟“

”نفلی بلی کا رُڈ دبانے اُسے بنا دیا تھا کہ تم کس طرح غائب ہوئے تھے؟“

”یعنی کہ۔“ ظفر مچکا کر رہ گیا۔

”ہاں اُس نے بتایا تھا کہ اُس وقت تم اُسی کمرے میں تھے جب تین آدمی اندر گھس آئے، تینوں مسلح تھے۔ اُنھوں نے تمہیں بیہوش کر کے لاندڑی کی لڑائی میں ڈالا اور نیکال لے گئے۔“

”حیرت ہے۔ آخر اُس نے یہ کیوں بتا دیا۔ جبکہ وہ تینوں اُسی کے ساتھ تھے؟“ اُس نے تو اُنھیں اپنے لئے اجنبی ظاہر کیا تھا۔ بہر حال جب میں نے اپنے کمرے کی پیش کش کی۔ اس پر وہ تیار ہو گیا تھا۔ لیکن پھر سڑے سے کلینجیاد تک پہنچا ہی نہیں۔ ۱۱

”یہ وقوعہ سب زیادہ حیرت انگیز ہے۔“

”کیا تم دونوں کے علاوہ بھی تم میں سے اور کوئی میاں ہو سکتا ہے؟“ موسا نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ ۱۲

”میرے علم میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“

تب پھر جیمن بھی آخر کار اُنہی لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا جو بلی کو لے گئے تھے۔ ظفر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا ”حقیقت یہ ہے کہ موسا کہ مجھے اپنے یہاں آنے کے مقصد تک بے آگاہی نہیں ہے۔ میں بلی کا رُڈ وہاں سے لیا تھا۔ اصل بات وہی بتائی۔ لیکن تمہارے بیان کے مطابق وہ پہلے ہی غائب کر دی گئی تھی۔ لہذا پھر نفلی عورت کیا بتاتی۔“

”بہر حال۔۔۔“ موسا ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا۔ یہ وہی وہ سہم نہ کر سکا۔ یعنی اصل عورت کی نگرانی اور تحفظ۔“

”بس تو پھر اب مجھے واپس چلنا چاہیے۔ کیونکہ اصل معاملے سے تم بھی واقف نہیں ہو۔“

”کیا جیمن کی باز یابی سے قبل ہی چلے جاتے گے؟“

”اگر اُنھوں نے اُسے مار ڈالا ہو گا تو باز یابی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

”میں اس حد تک مایوس نہیں ہوں۔“

”مایوس نہ ہونے کی کوئی خاص وجہ۔“

”دہ وہ بلی کا رُڈ ہاے کچھ معلوم کر کے ہوں گے اور نہ جیمن سے۔“

”جیمن تو خیر کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔“ ظفر نے کہا۔ ”لیکن بلی کے بارے میں

موتوں سے کیا کہا جاسکتا ہے۔ ویسے کیا تم بلی کے مشن سے واقف ہو؟“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

”دو کون تھی اور کہاں سے آئی تھی۔“

”مائی ڈیر سر! میں کیا جانوں۔ مجھ سے تو صرف اُسکی نگرانی کرنے کو کہا گیا تھا۔“

”کس نے کہا تھا۔“

”ظاہر ہے کہ ایس ڈی کی طرف سے ہدایات ملی تھیں۔“

”براہِ راست۔“ ظفر نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”نہیں۔ ایک درمیانی آدمی سے۔“

”میں اُسی درمیانی آدمی کا پتا چاہتا ہوں۔“

”وہ کوئی عورت ہے۔ انگریز۔ مواز سے اُسکی کالیں آتی ہیں۔“ موسا نے پُر غفلت لہجے میں کہا۔

ظفر طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پھر ریشیا کی کال مواز اُسی سے آئی تھی۔ وہ

مٹوڑی دے خاموش رہ کر بولا۔ "کیا موازنہ سیر نیگیٹو نیشنل پارک کے قریب ہی کا کئی مقام ہے۔"

"نہیں خاصے خاصے پہ ہے۔"

"کیا سیر نیگیٹو پارک کے قریب کوئی زندگی پر وجیکٹ بھی چل رہا ہے؟"
"ہو سکتا ہے۔ چل رہا ہو۔ آزادی کے بعد سے تو پر وجیکٹوں کی بھرمار ہو گئی ہے
ہر جگہ ایک نہ ایک موجود ہے۔ لیکن تمہیں اس سے کیا سروکار ہے؟"
"کیا تم اس عورت کے نام سے واقف ہو؟" ظفر نے اس کے استفسار کو نظر انداز
کر کے پوچھا۔

"نہیں! وہ صرف ایکس ٹو کے حوالے سے بات کرتی ہے۔"

"بہر حال ہماری اتنی دیر کی گفتگو حاصل رہی۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" موا برا سائنہ بنا کر بولا۔ "تمہیں اصل معاملات کی
خبر ہے اور نہ مجھے۔"

"خیر۔ کیا پیو گے۔" ظفر نے پوچھا!

"کو نیا گیٹنگ لور۔"

"کو نیا گیٹ۔"

"نہیں! وہ تو امریکی ہے۔ دراصل ہم نے جن کو کو نیا گیٹ کا نام دیا ہے۔"

"اُدھ۔ اچھا۔"

ظفر نے دم سروں کو رنگ کر کے کو نیا گیٹ طلب کی تھی۔ موا نے اس سے پوچھا
"تم نے ڈوڈو ما بھی چکھی یا نہیں۔"

"میں نے تو نام بھی نہیں سنا۔"

"ہلکی بہترین دان جس کا نام اپنے ایک بڑے جدید شہر کے نام پر رکھا ہے۔"

"میں دان نہیں استعمال کرتا۔ کبھی کبھی لیکر یا بیڑے لیتا ہوں۔"

موا کچھ نہ بولا۔ وہ اچانک کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔۔۔ بیت کرائی سے یہی ظاہر ہوتا
تھا۔ بھڑوں، سکرنگی تھیں۔ آنکھیں بھیجی ہوئی تھیں اور پیشانی پر تین عدد موٹی موٹی
سلوٹیں دکھائی دے رہی تھیں۔

روم سروں کے دیر کی آمد تک یہی کیفیت رہی۔

لیکن جیسے ہی بوتل سے گلاسوں میں اُنڈی لی گئی۔ پیشانی کی سلوٹیں غائب ہو گئیں
اور وہ پرجوش انداز میں بولا۔ "اگر جیمین وہاں بھی نہ ہا تو پھر۔۔۔ تو پھر۔۔۔!"
"تو پھر" کی تکرار کے ساتھ ہی نہ صرف آواز ڈھیلی پڑ گئی تھی بلکہ جملہ بھی ادھورا
رہ گیا تھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" ظفر اسے زیر نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"مجھے ایک جگہ پر اُن لوگوں کی کین گماہ ہونے کا شبہ ہے۔"

"اور تمہارا خیال ہے کہ جیمین وہاں ہو گا۔"

"کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔"

"ابھی تک کارڈ لیکارڈ تو سچی رائیگاں ہی کی تغیر نظر آتا ہے۔"

"یاد میری تو میں نہ کر۔" موا ایک بڑا غصہ لیکر بولا۔ "ابھی تک ذاتی طور پر

میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اپنے ملائق ماتحتوں کو آزماتا رہا ہوں۔ اب خود ہی سب

کچھ دیکھوں گا۔"

"یہ بھی کر کے دیکھ لو۔"

موا چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھے بہت ذہین آدمی

معلوم ہوئے ہو۔ کیوں نہ ہم دونوں مل کر کام کریں۔ اس طرح شاید بہتر نتائج

برآمد ہو سکیں۔"

"مگر کام کی نوعیت تو معلوم ہو۔"

"فی الحال جیمین کی بازیابی۔"

”ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ میں تیار ہوں۔ مجبوری یہ ہے کہ ایک اجنبی دس میں گھس گیا ہوں۔ باہر نکلوں بھی تو کدھر جاؤں۔“
 ”اسی لئے میں نے یہ مشورہ پیش کیا ہے۔ لہذا اب بوتل میں کاگ لگاؤ۔۔۔
 اور میرے ساتھ چلو۔“
 ”چلو۔“ ظفر اٹھتا ہوا ہولا۔



جوزف اُسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جیسں شام تک پڑا سو تار ہا۔ پھر اُس نے اُسے چھوڑ کر جگایا تھا۔ سوتے وقت اُس نے دروازہ اندر سے بولٹ نہیں کیا تھا۔
 بوکھلا کر اُسٹہ بیٹھا۔ جگانے والا وہی زردنام دوغلا افریقی تھا۔ جس نے اُنکی آمد پر عمارت کا دروازہ کھولا تھا۔ اُس نے کہیں چلنے کا اشارہ کیا اور جیسں ہڑ ہڑا کر بستر سے کود پڑا۔۔۔
 زردنام اُسے ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں کھجور کی چٹائی کا فرش تھا۔ اور پندرہ بیس سیاہ نام آدمی میٹھے قہوہ پیاتے تھے۔ زردنام نے اُسے بھی ایک طرف بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اُس کے سامنے بھی قہوہ کی پیالی رکھ دی گئی۔ زردنام تو اُسے وہاں چھوڑ کر پہلے ہی جا چکا تھا۔ اور اس دوران میں جیسں نے اندازہ لگایا تھا کہ وہاں موجود دسلے ہی افریقی ٹوٹے ہیں۔ وہ سب اشاروں میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے تھے۔ کبھی کبھی جیسں کو بھی گھومنے لگتے۔ قہوہ لذیذ تھا۔ سالوں کی خوشبو سے رُوح تک محظربہتی محسوس ہوتی۔ وہ ننھی ننھی چپکیاں لیتا۔ ہا۔

پھر اچانک وہاں سناٹا چھا گیا۔ گونگوں کے حلق سے نکلنے والی بے ہنگم آواز میں قسم گئیں اور وہ سب داخلے کے دروازے کا طرف دیکھنے لگی۔ جیسں بھی مڑا۔ اور سننے میں رہ گیا۔

بیچدسین چہرہ تھا۔ آنکھیں تو قیامت تھیں۔ ہونٹوں کی باوٹ پر سسلی مکرانے کا دھوکا جوتا تھا۔ سفید نام لڑکی تھی۔ عمر بیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ وہ اٹھاتی ہوئی چال کے ساتھ جیسں کے قریب پہنچتی تھی اور اُسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتی۔ ہی تھی۔ جیسں بوکھلا گیا۔ لیکن اُسے بہر حال یاد تھا کہ وہ گونگا ہے۔ جب سے گونگا بنا تھا بار بار خود کو یاد دلاتا رہتا تھا کہ وہ گونگا ہے۔ لڑکی کی سترم آواز کمرے میں گونجی۔ وہ اُس سے کہہ رہی تھی۔ ”ہو تو دو غلے ہی۔ لیکن تم میں جنوبی ایشیا کی کسی نسل کا میل معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کیا میرا خیال غلط ہے۔“

”نہیں جان من! وہ بے اختیار کہنے ہی والا تھا کہ ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ وہ تو گونگا ہے۔ زبان جس پوزیشن میں تھی اُسی میں رہ گئی۔ لیکن اُس نے ہاتھ بچا کر اشارے سے یہ غور پلچھو لیا تھا کہ کیا کہہ رہی ہے۔

”پیدا ہنشی گونگے ہوئے۔ اُس نے پوچھا اور جیسں ہر نقول کی طرح منہ بچاٹے اُس کی شکل دیکھتا رہا۔ ویسے یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کہیں پہچان تو نہیں لیا تھا۔“
 ”چیلو اٹھو میرے ساتھ۔“ وہ پھر بولی۔

لیکن جیسں کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ اور صبر نہ جانے کیوں دوسرے گونگوں نے ملحق پہاڑ بھاڑ کر خنسا شرمیج کر دیا۔ جیسں پر مزید بدحواسی طاری ہوئی لیکن وہ خود کو گڑبڑ میں رکھنے کے لئے ہر بار کوشاں رہا۔

پھر جب لڑکی نے اُسے کا اشارہ کیا تو بڑی معلوت مندی سے اٹھ گیا۔ پھر اُس نے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔ اُس نے چپ چاپ تعیل کی۔ ٹھیک اُسی وقت کسی گونگے نے بن کر بھوں بھوں رونا شرمیج کر دیا تھا اور جیسں نے بڑی شکل

سے اپنے اُس قہقہے کا گلا گھونٹتا تھا جو سینے کی گہرائیوں سے ہونٹوں تک آنے کے لئے پھل پھٹتا تھا۔

لڑکی عمارت سے گلی میں نکل آئی۔ جیمن اُس کے پیچھے چلا رہا۔ وہ مڑ مڑ کر اُسے اشارہ کئے جا رہی تھی کہ اسی طرح چلتا رہے۔۔۔

گلی سے نکل کر وہ سڑک پر پہنچے تھے۔ یہاں ایک جگہ ایک لمبی سی سیاہ کاری کھڑی تھی۔ جیمن بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ ایک بل کے لئے بھی اپنی موجودہ حیثیت کو فراموش نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گھڑی کے قریب رُک کر لڑکی نے پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن جیمن ہونٹوں کی طرح منہ پھاٹے کھڑا رہا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُس کی گھڑی میں نہ آیا ہو کہ لڑکی کیا چاہتی ہے۔ بالآخر لڑکی نے خود ہی دروازہ کھولا تھا اور اشارہ کیا تھا۔ کہ وہ اندر چلے جائے۔ خوفزدہ انداز میں جیمن نے تعمیل کی تھی۔

لڑکی اب اسٹریٹ کے سامنے بیٹھی اور گھڑی حرکت میں آگئی۔ جیمن نے طویل سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ اب پتا نہیں کیا کرنے والا تھا۔ وہ اُسے کہاں لے جا رہی تھی؟ اور وہ اُس عمارت میں گو ٹکڑوں کا بھیر کیسی تھی؟ کیا یہ سب گونجے کسی خاص مقام کے تحت اکٹھا کئے گئے ہیں۔ موٹا کاری کی حیثیت اُس پر اظہارِ شمس تھی۔ تو کیا۔۔۔ وہ نیگرو جو رُف نہیں تھا جس نے اُسے موٹا کاری کے ٹھکانے تک پہنچایا تھا؟ بالکل بڑھتی رہی اُس نے مُڑ مُڑ کر دیکھا۔ سڑک دُور تک سنان پڑی تھی۔ اگر وہ نیگرو جو رُف نہیں تھا تو کون سی لڑائی۔۔۔ اور وہ عورت جسے وہ جولیا نامی لڑکی سمجھتا تھا۔ دفعہ گھڑی جدید طرز کی ایک عمارت کی کپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور رُک گئی لڑکی نے مُڑ مُڑ کر اُسے نیچے اُترنے کا اشارہ کیا۔ لیکن وہ بے بسی سے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ اُسے دروازہ کھولنا نہیں آتا۔ لڑکی ہر سامنے بنا کر خود سڑک اور اُس کے لئے دروازہ کھولا۔

پھر وہ اُسے عمارت کے اندر لائی تھی۔ یہ اسپتال تھا۔ جیمن کے کان کھڑے ہوئے۔ کیا اسکا طبی معائنہ کیا جائے گا۔ اگر ایسا ہوا تو پولیو کھل جائے گی۔ کیونکہ کم از کم قیض تو اتارنا ہی پڑے گی۔۔۔ اور ادھر اس کا لے ایک آپ کا۔ حال تھا کہ صرف وہی جیسے رنگ کئے گئے تھے جو لباس سے باہر تھے بقیہ جسم کی رنگت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی۔

اتنے میں اُس نے لڑکی کو ایک ڈاکٹر سے گفتگو کرتے دیکھا اور کان ادھر ہی لگا دیئے۔ ڈاکٹر بھی سفید نام ہی تھا۔ لڑکی اُس سے کہہ رہی تھی کہ وہ جیمن کے خون کی قسم معلوم کرنا چاہتی ہے۔ جیمن طویل سانس لے کر رہ گیا؛ اس کیلئے اُسے مرنے باز تک استین چڑھانی پڑتی لیکن ہاتھوں پر شالوں تک پیٹ کیا گیا تھا۔ لہذا افشائے راز کا خطرہ نہیں تھا۔ وہ اُس بیچ پر بیٹھ گیا جس پر کئی لوگ اور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر ڈی ریڈ بعد ہی سفید نام ڈاکٹر ایک بڑی سی ہاپوڈورک سے سرخ ہاتھ میں لئے اُس کے قریب آکر ابراہام لڑکی کے ساتھ تھی۔ لیکن جیسے ہی ڈاکٹر کے سیاہ نام اسٹنٹ نے جیمن کا ہاتھ پکڑ کر استین چڑھانے کی کوشش کی وہ بڑی طرح چپچپے لگا۔ ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ لوگ اُسے ذبح کر رہے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

”گو لگا ہے بھارہ۔“ لڑکی نے ڈاکٹر سے کہا ”ڈر رہا ہے۔“

ڈاکٹر اپنے اسٹنٹ سے بولا۔ ”کسی اور کو بھی بلاؤ۔ تم تنہا اسے قابو میں نہیں کر سکو گے۔“

کبھی نہ کبھی طرح خون کی مطلوبہ مقدار سرخ میں کھینچی گئی تھی اور جیمن سمجھے ہوئے بچوں کی طرح سیکیاں لیتا رہتا تھا۔

لڑکی اس سے ذرا دُور بھی متاثر نہیں نظر آرہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ اس کیلئے کوئی نئی بات نہ ہو۔

”لپٹا اس پتے پر چاہیے۔“ اُس نے اپنے پیس سے ایک کارڈ نکال کر ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور چند کرنسی نوٹ بھی اُسکے ہاتھ پر رکھ دیئے پھر اُس نے جیمین کا بازو پکڑ کر جی سے اٹھایا تھا اور باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ جیمین کی کچھ میں نہیں آتا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے۔ دھاریدار آدمیوں کے سلسلے میں بلڈ گروپ کے چکر سے آگاہ تھا۔ تو کیا اُسے قربانی مانگا جائیگا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ اُسکے ساتھی بوقت اُسے پہلنے میں کامیاب ہی ہو جائیں۔ بسا اوقات قربانی کے برے سچے چکر قربان ہو جاتے ہیں۔ لڑکی کی گھڑی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ لیکن اندر پہلے پر کسی طرح بھی خود کو آمادہ نہ کر سکا۔ دفعۃً ایک زوردار چیخ ماری اور دہان سے ہلکا سا لڑکی۔ ”اے اے“ ہی کرتی رہ گئی تھی۔

شاید ہی کبھی اتنا تیز دھڑا ہو۔ ویسے اوسان خطا نہیں ہو کے تھے۔ درنہ کسی گلی میں کیوں مڑتا۔ سیدھا ہی دوڑتا چلا جاتا۔ لیکن اس سے بے خبر تھا کہ اُس کے اس طرح بھڑک کر بھاگتے ہی سڑک کی دوسری طرف سے ایک جیب اشارت ہو کر اُسکے پیچھے لگ گئی ہے۔ جیب پر چار عدد نوچی سوار تھے۔ گلی اتنی کشادہ نہیں تھی کہ جیب نوری طور پر موڑی جاسکتی۔ لہذا اُسے روک کر چاروں نوچی نیچے کر دیئے اور جیمین کے پیچھے دوڑنے لگے۔

ایک نے اُسے لٹکارا بھی تھا۔ ”بھڑو! درنہ ناز کر دیا جائے گا۔“ جیمین، خواہ مخواہ لڑکھڑایا۔ اور منہ کے بل گر پڑا۔ اُن کے حکم پر رکتا کیسے؟ تو نگا اور بہرہ تو تھا۔

پھر اُنھوں نے اُسے جالیا اور گیر کر کھڑے ہو گئے۔ جیمین خوفزدہ سی آوازیں لے کر نکال رہا تھا۔ چاروں نوچی مقامی ہی تھے۔ لیکن سوا علی کی بجائے انگلش لنگٹو کر رہے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا تھا ”گھڑی یہیں لے آؤ۔“

ایک نوچی اسی طرف دوڑ گیا۔ جہاں جیب چھوڑی تھی۔ اور تین جیمین کو گھیرے کھڑے ہوئے۔ جیمین ہوتھوں کی طرح ایک ایک کی شکل دیکھتا اور حلق سے ”اے“ کی آوازیں نکالتا رہا۔

خدا دے میں جیب دہی آپہونچی اور جیمین کو زبردستی اُس پر چڑھا دیا گیا۔۔۔ کچھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ مہاکاوی کے آدمیوں کے جتنے چڑھا ہے یا یہ سچے نوچی ہی ہیں اور اُسے اس طرح بھاگتے دیکھ کر دھریا ہے۔ بہر حال تن بہ تقدیر ہوئے کے علاوہ اب کوئی چارہ نہیں تھا۔ جیب چاپ بیٹھا رہا اور جیب حرکت میں آگئی۔ لیکن سڑک کی طرف نہیں لے جاتی تھی تھی۔ گلی کے اندر ہی سے دوسری جانب نکل گئی۔



چپا کے درختوں کے درمیان خیموں کی چھوٹی سی بستی تھی۔ شہر سے باہر نکل کر فوجیوں کی جیب نے اُدھر کی کارروائی کیا تھا۔ خیموں کے درمیان پہنچ کر رُک گئی۔ شاید یہ کوئی فوجی کیمپ ہی تھا۔ ڈراما یونے والے فوجی نے جیمین سے کہا۔ ”نیچے آؤ۔“ لیکن جیمین احمقوں کی طرح منہ پھائے بیٹھا رہا۔ فوجی ہنسنے لگا۔ ”نہ تم گرتے ہو اور نہ بہرے۔ کھیل ختم ہو گیا۔“

لیکن جیمین نے اپنی حالت میں کسی قسم کی بھی تبدیلی نہ ہونے دی۔۔۔ اتنے میں دوسرے فوجی نے کہا۔ ”وقت خاتمہ کر دو۔ کرنل کو مطلع کر دو۔“ ”ٹھیک کہتے ہو۔“ ڈراما یونے نے کہا اور جیب اتر کر ایک خیمے میں پہنچ گیا۔ جیمین جس طرح بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا رہا۔ ایک گرجے اور بہرے آدمی کی بہترین

اداکاری کر رہا تھا۔ ساتھ ہی سوچ بھی رہا تھا کہ اگر انہی لوگوں کے ہتھے چڑھا ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ بھاگ نکلنے کے فعل کو خوفزدگی پر محمول کریں گے۔ لیکن اگر اُس کوئی غلطی سرزد ہو گئی تو گردن بے دریغ کٹ جائے گی۔

تھوڑی دیر بعد اُسی خیمے سے برآمد ہونے والے ایک فرد کو دیکھ کر دفعۃً اُسکی باخیں چل گئیں۔ یہ کرنل ڈونا ہونا روٹھا۔ سیاہ نام فوجی اُسکے پیچھے نظر آیا۔

”آپ اُتر بھی آئیے جناب۔“ کرنل نے اُردو میں کہا، اور جیمین نے بیٹھے بیٹھے

ی چیلانگ لگا دی۔

”تم اگر اس طرح نہ بھاگتے تب بھی کسی نہ کسی طرح وہاں سے نکال لئے جاتے، کرنل نے دوبارہ خیمے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔“ وہ آخری مرحلہ تھا۔

”تو میں غلط نہیں بھاگتا تھا۔“

”بھاگے کیوں تھے۔“

”وہاں میرا بلڈ گروپ معلوم کرنے کیلئے خون لیا گیا تھا۔“

”اس لئے تم دہشت زدہ ہو کر بھاگ نکلے۔“

”کیا کرتا۔۔۔ جبکہ مجھے علم تھا کہ بلڈ گروپ معلوم ہو جانے کے بعد اگر میں اُن کے لئے کارآمد ثابت ہوا تو میرا کیا حشر ہو گا۔ لیکن میرے خدا۔“

”کیوں خاموش کیوں ہو گئے۔“

”وہ کیمو میرے پتیلے میں رہ گیا۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“ کرنل نے کہا ”جوزن اُسے نکال لایا تھا۔ لیکن

نہارا اس طرح بھاگ نکلا مجھے پسند نہیں آیا۔“

”اگر میرا پورا جسم سیاہ ہوتا تو شاید اس کی تربت نہ آتی۔ وہ تو مجھے علم ہو گیا تھا صرف خون ہی لینے تک بات رہ جائے گی۔ وہ نہ میں تو ہسپتال کے اندر ہی سے

چل بھاگنے کی سوچ رہا تھا۔“

”خیر۔ خیر۔۔۔“

”میرے باس کا کچھ پتہ چلا۔“

”بخیریت ہے۔“

”کل۔ کیا مطلب۔۔۔“

”وہ خیمے میں داخل ہو چکے تھے، کرنل نے اسٹول کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”ہیٹھ جاؤ۔“

”آپ بچہ سنجیدہ ہوئے ہیں یور میجسٹری۔ جیمین تعمیل کرتا ہوا بولا۔

”ایسا ہی معاملہ ہے۔“

”ہاں۔ آپ میرے باس کے بلے میں کچھ بارہتے۔“

”وہ پھر مسواکے ہتھے چڑھ گیا ہے، اور وہ دونوں بلکہ تمہیں تلاش کرتے پھر

نہیں ہیں۔ دوسرے الفاظ میں دراصل مسوا کو میری تلاش ہے۔ اچھی طرح جانتا

ہے کہ تم اُس کے آدمیوں کے ہاتھ نہیں لگ سکے۔“

”تو آپ آپ مسواک لے کیا کریں گے۔“

”نی احوال اُسے سسٹن میں رکھنے کا ارادہ ہے ایسی مناسب ہو گا۔“

”اور باس۔۔۔“

”کسی کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی۔ ظفر کے لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے

کیونکہ میرے بلے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ بس تمہیں تلاش کرتا ہے گا۔ اور مسوا

اُسی کے توسط سے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔“

”آپ کا کیا پروگرام ہے۔“

”ایک طویل سفر کا آغاز۔“

”اوہ۔ تو آپ رنٹ ویلی کے جنگلات میں سفر کریں گے۔“

”کرنل نے سر کو خفیہ سی جنبش دی جیمین پچھلی پچھلی سی آنکھوں سے اُسے دیکھا کہ

۱۲۱
"کیا کہنا چاہتے ہو۔۔"

"بیمہ خطرناک جنگل میں۔۔"

"میں نے بھی جغرافیہ کی کتاب میں یہی پڑھا تھا۔ کرنل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا

"لیکن وہاں جاکر کریں گے کیا۔۔"

"وہ بیمہ بونچر سوچوں گا۔۔"

"ہرے کے کیا حکم ہے۔۔"

"سہاری جوائی اب پل بھر کے لئے بھی گوارا نہیں ہے۔"

"سنگ۔ کیا مطلب۔۔"

"مطلب یہ کہ تمہارا بس یہاں عیش کر لیا اور تم میرے ساتھ دھتکے کھاتے ہو گے"

"میرا قصور دیکھو۔۔"

"تم بہت اچھے جانتے ہو! میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔ اور جسے میں پسند کرتا ہوں

ہوں اُس کے لئے میری خواہش ہوتی ہے کہ قبر میں بھی ساتھ لے جاؤں۔"

"مجھے جنگلات کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔۔"

"مجھے خاما تجربہ ہے اور اتنا ہی کافی ہے۔۔"

"مادام جریا نا کہاں شریف رکھتے ہیں۔۔"

"وہ یہیں ہے گی تاکہ غفر پر نظر رکھ سکے۔۔"

"کیوں نہ میں مادام پر نظر رکھنے کی ڈیوٹی پر لگا دیا جاؤں۔"

"اُس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔۔"

"آخر مجھ میں کوئی خوف کے پڑ گئے ہوتے ہیں۔۔"

"فصل داتین چھوڑو۔۔ اندازاً اُس عمارت میں اور کتنے گونگے بے ہوش ہوں گے؟"

"پچیس۔۔ تیس۔۔"

"کرنل مرہارہ گیا۔ جمین ٹھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا، کیا وہ گونگے ہی۔۔۔"

دعا دیدار آدمیوں میں تبدیلی کر دیئے جاتے گئے۔۔"

"میرا یہی خیال ہے۔ کرنل نے کہا، "اُن گونگوں کا مصروف ہی معلوم کرنے کیلئے

تمہیں وہاں پہنچایا گیا تھا۔ مولا کا زی کے ایجنٹ گونگوں کو تماشہ کر کے وہاں پہنچاتے

ہیں۔۔ بلڈ گروپ معلوم کرنے کی کہانی اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہاں گونگے ہی استعمال

کئے جاتے ہیں۔۔"

"وہ لوگ قیامت تھو۔۔" جمین ٹھوڑی سانس لے کر بولا۔

"اگر وہیں والپس جانا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ لیکن اتنا سالہ فرام کرنا

میرے بس ہے باہر ہو گا کہ تمہیں نیچے سے اُپر تک کالا کر کے رکھوں۔"

"تو کیا اب مجھے اسی گھلے میں رہنا ہے۔۔"

"یہی سوچا رہا ہوں۔۔ فوجی مدد ہی اچھے فائدے لگو گئے۔"

"تو کیا یہ واقعی فرجیوں ہی کا کمپیوٹر ہے۔۔"

"یہاں کی ملٹری انٹیلیجنس کا ایک دستہ ہے۔"

"اور یہ شریک سفر ہو گا۔"

"یہی بات ہے۔۔ میں یہاں ان کی مدد کیلئے آیا ہوں۔"

"لیکن اپنا قصور اب بھی مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔"

"جاؤ آرام کرو۔۔"

"سنگ۔ کہاں جاؤں۔۔"

"تمہیں اُس خیمے میں پہنچایا جائے گا جہاں قیام کرنا ہے! دوسروں کے سامنے

کرنل کہہ کر مخاطب کر دیئے اور یہ نہیں سمجھ لو گے کہ میں کرنل ڈونا ہونا نہ ہوں۔"

"تو کیا یہ لوگ بھی آپ کی شخصیت سے واقف نہیں ہیں۔۔"

"کرنل ڈونا ہونا نہ اس بڑے عظیم میں مشہور شخصیت ہے۔"

"مطلب یہ کہ وہ عمران صاحب کی حیثیت سے آپ کو نہیں جانتے۔"

”عمران صاحب کس چڑیا کا نام ہے۔“

”واقعی۔ میں نے پہلے کبھی آپ کو ایسے موزوں نہیں دیکھا۔“

”ایشیا اور افریقہ پر ڈونا ہونا رٹوں کا راج ہے۔ عمرانوں کو کون بوجھتا ہے۔ سند عمرانوں کا مصروف مروت یہ رہ گیا ہے کہ ڈونا ہونا رٹوں کی سائے خود کاشکار مہلتے ہیں اور ان کا آلہ کار بنتے رہی۔“

”آپ بہت غصے میں معلوم ہوتے ہیں یور میٹھی۔“

”اس لئے میں ڈونا ہونا رٹوں کی حیثیت سے انہیں چاق و چوبند رکھ کوں گا۔ دورہ ان کا احساس کمتری مجھے بھی لے ڈوبے گا۔“

”اتنے میریں کبھی نظر نہیں آتے۔“

عمران نے کسی کو آواز دی تھی۔ ایک سیاہ نام فوجی نے خیمے میں داخل ہو کر اُسے سیلیوٹ کیا۔

عمران نے جمین کی طرف اشارہ کر کے کہا: ”ایسے مگنڈا کے خیمے میں ہو چکا۔“ جمین بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اُس فوجی کی موجودگی۔ عمران کے سر نہ ہوسکا۔ چپ چاپ فوجی کے پیچھے چل پڑا تھا۔

مگنڈا اُسے مراد شامہ جو رت مگنڈا تھی۔ جمین کا اندازہ غلط نہ تھا۔ اُس خیمے میں جو رت ہی سے ملاقات ہوئی۔ جمین کہہ چکے کہ اُس نے دانت نکال دیئے وہ بھی فوجی وردی ہی میں تھا۔

”بہت خوش نظر آ رہے ہو۔“ جمین نے ہراسانہ بنا کر کہا۔

”برسوں کی آرزو پوری ہوئی مگر۔“ لپٹے دیں کی نفاذ سانس لے رہا ہوں۔“

”پہلے کیوں نہیں آئے۔“ کسی نے باندھ تو نہیں رکھا تھا۔“

”باندھ رکھا تھا۔“ باس کی محبت نے باندھ رکھا تھا۔ شامہ قبر ہی مجھے اُن کے جدِ اکر کے۔“

”میرا دل نہیں لگ رہا۔“

”تم یہاں دل لگاتے نہیں آئے۔ میری اور بات ہے۔“

”مجھے اُس علاقے کے بارے میں بتاؤ جو سفر کرنا ہے۔“

”میں نہیں جانتا۔“ میٹر کہہ کر سفر کرنا ہے۔“

”اس کمپ میں عمران صاحب کی کیا پوزیشن ہے۔“

”میرا باس ہر جگہ بادشاہ نظر آتا ہے۔“

”مطلب یہ کہ کمانڈر کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے اُنکی۔“

”اُن کے علاوہ اور کوئی کمانڈر نہیں ہے۔ دوسرے مروت مشورہ دے سکتے ہیں۔ حکم باس ہی کا چلتا ہے۔“

”تم لوگ جب یہاں آئے ہو کیا کیا کرتے ہو۔“

”پورا انٹرنیٹ چھان مارا ہے۔ جھگڑوں کو چھوڑ کر۔۔۔ اب شامہ کسی جھگڑ میں گھسنے کا پروگرام ہے۔“

”جمین کت و خون کی لوبت تو نہیں آئی۔“

”ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔ لیکن میں خون کی بوسنگہ رہا ہوں۔ لاشوں پر لٹانے والے گدیوں کو مشورہ ہو۔“

”وہ تو دیے بھی ہو گا۔“ افریقہ بڑی طاقتوں کا اکھاڑا بننے والا ہے۔ فاضل اسلو کی فردخت سے جو رت حاصل ہوگی۔ انسانیت کی سلاج پر مروت کی جائے گی۔“

”تم نے یہ فٹنر بڑی طاقتوں پر کیا ہے یا افریقہ پر۔“ جو رت آئیں نکال کر لیا۔“

”کسی پر بھی نہیں! میں نے تو حقیقت بیان کی ہے۔ دونوں بڑی طاقتیں اپنا فاضل اسلو اسی طرح ٹھکانے لگاتی ہیں۔“

”بس ختم کرو۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔“ جو رت ہاتھ اٹھا کر بولا۔“



جیسمسٹ تو ہاتھ نہیں دکھاتا تھا۔ لیکن اب اُن دونوں کے ریمان
یہ ٹھہری تھی کہ موازا میں اُس عورت کو تلاش کیا جائے جو فون پر اُن سے گفتگو
کرتی رہتی ہے! سوانے پہلے تو اسے لا حاصل قرار دیا تھا۔ لیکن پھر نہ جانے کیوں
اس پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ بندریہ دیوے ٹرین اُردو شاہ پورچے تھے اور پھر
دباں سے ایک لینڈ روڈ کر کے پر محل کی تھی اور موازا کی طرف روانہ ہو گئے تھے!
ظفر نے سوا کر یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اُس عورت سے مل چکا ہے!
لیکن ہم اسے تلاش کی طرح کریں گے۔ مسوانے کہا۔

”کیوں؟ تم نے تو کہا تھا کہ تم اُس سے فون پر رابطہ قائم کرتے ہو۔ فون پر
کے ذریعے پتا لگایا جاسکتا ہے۔“

”میں نے یہ کہیں نہ کہا ہر گاہ کہ میں رابطہ قائم کرتا ہوں۔ مسوانے کہا۔ کیونکہ حقیقت
یہ ہے کہ وہی مجھے کال کرتی رہتی ہے۔ اور کبھی کوئی فون نمبر مجھے نہیں دیا۔“

”تب تو دستاویزی ہی ہو گی۔ ظفر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ کیا ان اطراف میں کوئی ایسی
جگہ بھی ہے جہاں چڑھائی پر ریگستان ہوا اور مصلان میں ایک چھوٹی سی سرسبز وادی؟“
”بیشمار ایسی جگہیں ہونگی۔ مسوانے لاپرواہی سے کہا۔

ظفر نے پھر کچھ سوچا۔ خود اسے اپنا یہ سوال احمقانہ معلوم ہوا تھا۔
”دیے میں تمہیں بتا دوں کہ میں یہاں اُس عورت کی تلاش میں نہیں آیا ہوں۔ مسوا
نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ لینڈ روڈ کو ڈائریکٹ کر رہا تھا۔“

”میں نہیں سمجھا۔“
”اب تھوڑی سی تفریح چاہتا تھا۔ موازا میں سیاحوں کی بھڑ ہو گی! بڑے

حسین حسین چہرے دکھائی دیتے ہیں۔“
”مجھے بڑی غلطی ہوئی۔“ ظفر نے ٹھنکے لہجے میں بولا۔

”کیسی غلطی؟“
”مجھے وہیں معلوم کر لینا چاہیے تھا کہ تمہارے پاس اُس عورت کا کوئی فون نمبر

بھی ہے یا نہیں۔“
”اے۔ اسی فکر ذکر۔ تمہاری تفریح بھی میرے ذمے۔ تم بہت اچھے دوست

ثابت ہوئے ہو۔“ مسوا نہیں کر بولا۔
”نہیں۔ مجھے شرمندگی ہے۔ مسوا۔“

”اُدھ۔ بھول بھی جاؤ۔۔۔ میں یاروں کا یار ہوں۔“
”دوپہر کے کھانے کیلئے وہ ایک چھوٹی کلبستی میں رُکے۔ بڑی پُرفضا جگہ تھی۔

چاروں طرف کئی درجوں کے خورد و پھروں کے تختے لہلہا رہے تھے اور فضا میں عجیب
سی خوشبو رچی بسی ہوئی تھی۔

ایک صاف ستھرے موٹیل میں لپچ کرنے کیلئے داخل ہوئے۔
کھانے کا کہ سیاحوں سے بھرا ہوا تھا۔ کوئی میز خالی نہیں تھی۔ اس لئے وہ

کاؤنٹر کے قریب ہی رُک گئے۔
”ادھر قریبی ہو گا۔ کھڑے کھاؤ۔“ مسوا بولا۔

”کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ ظفر نے کہا اور ایک بیک چرنک پڑا۔ صدر دروازے کے
قریب ایک طویل قامت دُجا پٹا آدمی دکھائی دیا تھا۔ چوٹی سی ناک کے نیچے گھٹی ہوئی

کچھ عجیب سی نگاہیں تھیں۔ اتنی گھنی تھیں کہ دُجا پٹا بالکل نہیں دکھائی دیتا تھا!
اُس کے ساتھ ایک سیاہ نام عورت بھی تھی۔ خاصی بخت مند اور شوخ آنکھوں والی تھی

عمر زیادہ سے زیادہ پچیس سال رہی ہو گی۔ وہ دونوں بھی اُن کے قریب ہی آ
کھڑے ہوئے۔ ظفر کو ایسا غصہ ہوا جیسے اُس آدمی کو پہلے بھی کہیں دیکھ

چکا ہو۔ پہلی ہی نظریں شناسا لگتا تھا۔ اسی لئے تو وہ اُسے دیکھتے ہی چونکا تھا
لیکن وہ اس کا طرت و رجحان سے بغیر اپنی ساقی عورت سے باتیں کئے جا رہا تھا۔ دونوں
انگلش ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔ مرد کا لہجہ بیدار بھرتا تھا۔ اس کے مقابلے میں عورت
کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔

”کیا رکھا ہے اس عورت میں۔ کیوں گھوڑے ہوئے؟“ مسو مانے آہستہ سے کہا
”وہ مجھے تمہارا۔ میں تو نہیں گھوڑ رہا۔“ ظفر جلدی سے بولا۔
”اُدھر وہ لمبا آدمی اپنی ساقی سے کہہ رہا تھا۔ تمہیں بہت جلد جھوک لگتی ہے
کہیں باضربہ خراب کر بیٹھنا۔“

”تو کامت کرو۔“ وہ بھٹنا کر لہلی۔

”تمہارے بھلے کو کہہ رہا ہوں۔۔۔ حلق تک ٹھونس لیتی ہو۔۔۔ پھر گتھی ہو کہ طبیعت
حاضر نہیں۔“

”جو اس مت کرد۔ تمہاری موٹر کار کے فرائض انجام نہیں دے سکتی! پتہ نہیں
کیں بڑی گھڑی میں تم سے ملاقات ہوئی تھی۔“

”اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ کیا کھاؤ گی۔“

”اشیک۔۔۔“

”سکتے درجن منگولوں۔۔۔“

”پھر تم نے میری خوش خوراک پر طنز کیا۔“

”سو ان طلب کی ہوئی اشیاء آگئی تھیں اور انہوں نے کاؤنٹر پر رکھا،
شریع کر دیا تھا اور مسوا بھی بڑی دلچسپی سے اُس جوڑے کی گفتگو سن رہا تھا۔“

”کیا خیال ہے۔۔۔ یہ آدمی کہاں کا باشندہ ہو سکتا ہے۔۔۔ مسو مانے ظفر سے پوچھا
”کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ناک کی بناوٹ تو جنیوں جیسی ہے۔۔۔ لیکن مونچھیں۔۔۔ اُن
بچاؤں کو ایسی گتھی مونچھیں کہاں نصیب۔۔۔“

”میرا خیال ہے کہ انہی گھاڑی ہمارے پیچھے پیچھے ہی آئی ہے۔“ مسو مانے کہا۔

”میر نے تو قہ نہیں دی تھی۔“

”پھر اسے دیکھتے ہی چونکے کیوں تھے۔“

”ہاں، میرا خیال ہے کہ مجھ سے یہ اضطرابی فعل سرزد ہوا تھا لیکن کیوں؟“

”یہی میں بھی اتنی دیر سے سوچ رہا ہوں۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔“ مسو مانے بولا۔ ”ایسے افعال اُسی صورت میں سرزد

ہوتے ہیں جب کوئی غیر متوقع بات سامنے آ جائے۔“

”کچھ کہہ نہیں سکتا۔“ ظفر نے نظر لیجے یہ بولا۔ ”نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے۔“

”جیسے اُسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔“

”گوریا تم نے کہا چاہتے ہو کہ شناسا لگ رہا ہے۔“

”میرا خیال ہے۔ کوئی ایسی بات ضرور ہے۔ جس میں شناسائی کی جھلک ملتی ہے۔“

”لیکن یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔“

”کہیں یہ ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہا۔“ مسو مانے کہا۔

”خدا جانے۔“

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔“

”کھانے کا حساب مباح کر کے وہاں نکلے۔ سفر بھر شروع ہو گیا۔“

”مسو مانے عقب نما آئینے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔“ دیکھ لو! اُسی کی گھاڑی معلوم

کرتی ہے۔“

”دلالتے یقین کے ساتھ نہ کہہ دو! کیا تم اُن کی گھاڑی پہچانتے ہو؟“

”میر نے اُس وقت تک گھاڑی اشارت نہیں کی تھی۔ جب تک وہ آ کر اپنی گھاڑی میں

بٹھ نہیں گئے تھے۔“

”اگر وہ واقعی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں تو کون ہو سکتے ہیں؟“ ظفر نے پُرتشیش لہجے

لیجے میں کہا۔

”اُدھر۔ لیٹنے بھولے نہ ہو۔“

”کیا مطلب۔۔؟“

”ہو سکتا ہے یہ بھی آنہی میں سے ہوں جنہوں نے تمہارے ساتھ کو عتاب کر دیا۔“

”اُت فوہ! میں بھی کتنا بے عقل ہو گیا ہوں۔“

”لہذا ہوشیار رہو۔ اگر کسی طرح ہمارے ساتھ آجائیں تو۔۔۔“

”کیا ضروری ہے کہ صرف دو ہی ہوں؟“

”میں بھی نہیں کیا کہنا چاہتے ہو۔“ مسوا بولا۔

”ہو سکتا ہے اور بھی ہوں۔۔۔ کسی گاڑیاں تو میں اُس کے پیچھے۔“

”کچھ بھی ہو۔ ہیں اُن پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔“

”جیسی تہا دی مرضی! مجھے کسی طرح پیچھے نہ پاترے۔“

”کوئی تدبیر سوچو کہ کیسے گھیر آجائے۔۔۔“

”کسی جوڑ کو۔ اگر وہ لگ بھی رکھیں تو تصدیق بھی ہو جائے گی کہ ہمارے ہی تعاقب

میں ہیں۔ لیکن پھر وہیں گھیر لیں۔“

”مناسب سی جگہ کا انتخاب کرنا پڑے گا۔“ مسوا نے پُر فکر لیجے میں کہا۔

”مجھے تو نہیں لگتا کہ کہیں کوئی ایسی جگہ مل سکے۔ یہ سڑک بھی اتنی کشادہ نہیں ہے

کہ دوسری گاڑیوں کو روکے بغیر یہیں جگہ رکھیں۔“

”ہاں۔ شاید۔ اب موازاتک ایسی کوئی جگہ مل سکے گی۔“

”تو پھر سیدھے موازا ہی چلو۔ اگر وہ تعاقب کرتے ہیں تو یہ تو ہماری نیٹ

لیں گے۔“

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرتے ہیں۔“ مسوا طویل سانس لے کر بولا۔

”نہ جھگڑو۔“ مسوا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شنا سائی کی جھلیکیاں کیوں محسوس کی تھیں۔ جب وہ عورت سے گفتگو کر رہا تھا تو

آواز بھی کچھ جانی پہچانی سی لگی تھی۔

”کیا سوچنے لگے۔“ مسوا نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”اکھن میں ہوں۔“ ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ ”آخر یہ آدمی کسی قدر جانا پہچانا

ساکیوں لگ رہا ہے۔ جبکہ میں نہیں جانتا کہ کن لوگوں کے ہاتھوں ستایا گیا ہوں۔“

”اُدھ۔ ایک بات۔ کیا یہ تمہارے ساتھیوں میں سے بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ مطلب

یہ کہ ایک آپ میں ہو اور تم نے چال ڈھال کی بنا پر شنا سائی محسوس کی ہو۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میرے ساتھیوں میں نہ کوئی اتنا ڈبلا ہے اور نہ اتنا بڑا۔“

”ضروری تو نہیں کہ اپنے جھکے کے سامنے آدمیوں سے واقف ہو۔“

”سوال ہے شنا سائی محسوس کرنے کا۔“ ظفر بولا۔

”ٹھیک کہہ رہے ہو۔“

”خدا جلدی رہا۔ اچانک ظفر کو یاد آگیا کہ غیر شعوری طور پر اُس کا ذہن کہیں کی

طرح بہاگ رہا ہے۔ کیا یہ مشہور چینی جرائم پیشہ سنگ ہی ہو سکتا ہے؟ اُدھ۔

”ناک۔ اور پیشانی کی بنا پر اُسے شنا سائی محسوس ہوئی تھی۔ گھنی

لوٹھپوٹھ نے کسی حد تک اصل حملے کی وجہ پوشی تو کی ہے لیکن پیشانی، ناک اور

اکھوں کی حالت ادب آدمی چھوٹی چھوٹی جھکیلی آتھیں۔“

”وہ سوچا رہا۔ اس سلسلے میں مسوا سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پتا نہیں

کیا چڑ ہے۔“

”بالآخر وہ موازا جا پہنچے۔“

”کیا یہاں کچھ وقت گزارنے کا ارادہ ہے؟“ ظفر نے پوچھا۔

”کیوں نہیں۔“ وکٹوریہ کے ساحل کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں روز روز کہاں

غیب ہوتی ہیں۔ کام ہو یا نہیں۔ دو ایک دن تو یہاں گزارنے ہی ہیں۔ کسی

اقتاسی ہوئی کی طرف چلتے ہیں۔ ۱۰

دوسری گاڑی اب بھی پیچھے لگی ہوئی تھی۔ ۱
 "تم دیکھ لینا۔" مسو ابولا۔ "جہاں ہم ٹھہریں گے۔ وہیں یہ دونوں بھی
 قیام کریں گے۔" ۱

"اچھا ہے۔ ہمیں ان پر نظر رکھنے میں آسانی ہوگی۔" ۱
 مسو نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "مکتے مزے کی بات ہے کہ وہ ہم پر نظر رکھیں گے
 اور ہم ان پر۔ لیکن وہ عدت تو مجھے کوئی شری ہوئی طوائف لگتی ہے۔" ۱
 ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ ایک ہوٹل کے سامنے ٹھہرے تھے۔ بدست تمام ایک ہی کمرہ ملا۔
 "چلو غنیمت ہے۔ ورنہ پہلے سے ریزرویشن کرائے بغیر ان ہوٹلوں میں ٹھہرنا نہیں
 ملتی۔" ۱ مسو نے کہا۔

"لیکن وہ دونوں کیا کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ باہر ہی رُکے ہوئے ہیں۔ ابھی
 تک اندر نہیں آئے۔" ۱ ظفر بولا۔
 "انہیں یہاں جگہ نہ ملے تب بھی وہ قیام کریں گے۔ کیا تم نے تھوڑے ہی ماحلے
 پر وہ رنگارنگ خیمے نہیں دیکھے۔" ۱
 "تو کیا وہ خیمے بھی۔" ۱

"جب اندر جگہ نہیں ہوتی تو وہ خیمے ہی کا آتے ہیں۔ میں یہاں جگہ نہ ملتی تو
 ہم بھی یہی کرتے۔" ۱
 "اگر وہ واقعی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں تو دوبارہ ضرور ملاقات ہوگی۔" ۱ ظفر نے لڑائی
 سے شانوں کو جنبش دیکر کہا۔

وہ اس کمرے میں پہنچا لائے گئے جہاں انہیں قیام کرنا تھا۔
 مسو اٹھوڑے بیچ کر سویا۔ البتہ غنیمت ظفر کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ کبھی جبین
 کا خیال آتا اور کبھی اُس لیے آدمی کا جس میں اُس نے سنگ کی جھلکیاں پائی تھیں۔

کیا وہ محض اتفاق تھا یا وہ سچ بیچ ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا۔ تو پھر مقصد؟
 کیا یہ انہی لوگوں کا چکر ہے؟ لیکن بیان تنزانیہ میں اگر وہ لوگ کچھ کر رہے تھے تو اس سے
 ایکس کو کیا سروکار۔ اُس نے ابھی تک مسئلے اپنے شیبے کا اظہار نہیں کیا تھا۔
 وہ اپنے علاوہ اور کچھ نہیں تھی کہ وہ ابھی تک اُسکی طرف سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔
 شام ہوئی، اُس نے لباس تبدیل کیا اور سو ماگو سونا چھڑ کر باہر نکل گیا۔ یہاں تو شام
 بہت ہی اچھی خاصی سردی ہو گئی تھی۔ دارالسلام میں گرمی تھی۔

ایک سایہ دار درخت کے نیچے لمبے آدمی کی گاڑی کھڑی نظر آئی۔ اور وہ دونوں گاڑی
 ہی میں موجود تھے۔ مسو کے خیال کے مطابق شاید انہوں نے کوئی خیر بھی حاصل کرنے
 کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا وہ قیام کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے
 ظفر ان کی طرف سے انجان بن کر ٹھٹھکے کے سے انداز میں ان کی جانب ٹھٹھکا۔ گاڑی
 کے قریب سے گزری رہا تھا کہ اسے بہت ہی صاف ستھری اُردو میں مخاطب کیا گیا۔
 "یہاں صاحبزادے آذر آئیے گا۔" ۱

انہی ایک جھٹکے کے ساتھ رُک گیا، لمبا آدمی گاڑی سے نکلا ہر بولا۔ "یہی بھی
 کیا بلدی۔ ذرا رُکے۔" ۱
 "جی نہ لائیے۔" ۱

"اگلا تیرا بڑا بڑا۔" وہ آگے قریب پہنچ کر ٹھٹھکانے پر ہاتھ رکھا ہوا بولا۔
 "مجھے یقین ہے کہ تم نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔" ۱ وہ منچروں سے کیا ہوتا ہے؟
 "نہیں۔ نہیں تو۔۔ میں نے آپکو نہیں پہچانا۔ پہلے ہم کہاں تھے؟"
 وہ زور سے ہنسا بولا۔ "مجھے چرانے کی کوشش کر رہے ہو۔ حالانکہ تمہارا گرو بھی
 مجھے پچا کہتا ہے۔" ۱

"مجھے پچا افسوس ہے کہ اس حوالے کے باوجود بھی میں آپ کو نہیں پہچان سکا۔"
 "کیا تم کو آزادہ ظفر الملک نہیں ہو۔" ۱

”دوست فرمایا۔ یہ میرا نام ہے۔“

”عمران کے لئے کام کرتے ہو۔“

”وہ میرے دوست ہیں۔ ان کے لئے کام نہیں کرتا۔“

”کیا تم تنہا ہو۔“

”فی الحال تنہا ہی سمجھئے۔ میرا ساتھی اچانک غائب ہو گیا ہے۔“

”جس کی بات کر رہے ہو۔“

”جی ہاں۔۔۔“ ظفر نے حیرت سے کہا ”کمال ہے۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں۔“

”یہاں آنے کا مقصد۔“

”سیاحت۔“

”محکمہ کارِ خاص کے ایک ڈپٹی ڈائریکٹر کے ساتھ۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”مسٹر کوپو سوما کی بات کر رہا ہوں! کچھ دنوں پہلے جیس میں بھی اس کے ساتھ

دکھائی دیا تھا۔“

”میں اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ اس کا نام سوما ہے! کلیمینڈا رڈ

ملاقات ہوتی تھی۔ دوستی ہو گئی۔“

”عمران کہاں ہے۔“

”وطن ہی میں ہونگے۔“

”میں یقین نہیں کر سکتا۔“

ظفر الملک نے لاہر داہی سے شانوں کو جنبش دی: ”بہا آدی اُسے بخور دیکھ

جار با تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا، ”ہو سکتا ہے تمہیں اسکی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔“

”مکن ہے۔“ ظفر نے کہا، ”لیکن ابھی تک آپ نے اپنا نام نہیں بتایا

”تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ خواہ مخواہ بننے کی کوشش مت کرو۔“

دفعہ کالی عورت نے جو کسی قدر نشے میں معلوم ہوتی تھی گاڑی کے اندر سے پوچھا

”تم کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو ڈارلنگ۔“

”فرشتوں کی زبان میں۔“ لمبے آدمی نے اسے جواب دیا اور ظفر سے بولا ”یہ گیلیس

کمال کی عورت ہے۔“

ظفر نے لاہر داہی سے سر کو جنبش دی۔

”اگر یہاں تمہاری آمد کا مقصد محض سیاحت ہوتا تو تم اس کلوٹے کے ساتھ نہ

دیکھ جاتے۔۔۔ کوئی عورت تمہاری ہم جلیس ہوتی۔“ لمبے آدمی نے کہا ”مجھے علم

ہے کہ میرے بھتیجے کے کار پر رانڈوں میں تمہی سب زیادہ رنجن مزاج اور حسن

بدست ہو۔“

ظفر نے سوچا۔ اب اس سس پنس سے نکلنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے سنگ ہی

اسی سیلے پر روشنی ڈال سکے کہ انہیں یہاں کیوں بھیجا گیا تھا۔

دفعہ وہ اسے آنکھ مار کر مسکرایا اور آہستہ سے بولا ”اچھا مسٹر سنگ ہی۔ تم

کیا جانتے ہو۔“

”شنا سائی کا اچھا دوست میرے بچے اور کچھ نہیں۔“

”لیکن میں نہیں جانتا کہ عمران صاحب کہاں ہیں۔“

”تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو۔“

”میں مجھے نہیں معلوم۔۔۔ صرف ایک فرد سے ملاقات ہونی تھی۔ وہ بھی نہیں

برسکی۔ اسی فرد سے میں معلوم ہوتا کہ ہم یہاں کیوں آتے ہیں۔“

”تو دلچسپ کیوں نہیں چلے گئے۔“

”جس کی بازیابی کے بغیر یہ مکن نہیں۔“

”کیا میں اس سیلے میں کسی کام آ سکتا ہوں۔“

”شک ہے! مسٹر سنگ ہی۔ ہم آپس میں دوست تو نہیں ہیں۔“

”جس ملک میں تم تازنا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہاں مجھے اپنا درست ہی کہو۔“
”اگر اس ڈیڈ آرکٹر کو تمہاری شخصیت کا علم ہو جائے جو میرے ساتھ ہے۔ تو کیا ہوگا۔“

”وہ خود چر رہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”میرے اپنے بچے کا وفادار ہے اور نہ ملک کا۔“

”خیر۔ خیر۔ تم میری کوئی مدد کر سکو گے سرسنگ ہی۔“

”تمہاری مرضی۔“ سنگ ہی نے برا سا منہ بنا کر نشان کو جیش دی۔

”لیکن میں ایک بات ضرور پوچھوں گا۔“

”گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ کب تک کھڑے ہو گے۔“

”شکریہ۔“ کھڑکھڑاٹک نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

سیٹ پر ٹیگس نیم دلاز تھی۔ سنگ اسے دوسری طرف دھکیلتا ہوا دوسری بیٹھ

ہوا۔ ”اب پوچھو کہ اچھا ہے۔“

”تازس والی جگہ۔“ تم تھریسیا کی فلائنگ مشین کا پایہ پکڑ کر اس کے ساتھ ہی

فرز ہوئے تھے۔ پھر کیا ہو گا۔“

سنگ نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا ”ہوتا کیا۔“ میں نہیں جانتا تھا کہ نے گراز

مجھے اور اُسے کہاں لے جائے گا۔ لیکن پھر میں عمران کی حماقتوں میں نہیں پڑنا چاہتا

تھا۔ اسی طرح نیکل جانا بہتر سمجھا۔“

”پھر تھریسیا سے کیا ہی تھی۔“

”غیر یقینی حالات تھے۔ اس لئے اُس وقت تو میں ہی کسی نہ کسی طرح جان بچا

چاہتا تھا۔ نے گراز کا پایہ تھما کر کسی ایسے سفر کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔

لہذا اس کہانی کے لئے عمران میری غلط فہمی کا خاص نمونہ جو کہ اندازاً ملاحظہ فرمائیے۔

لہذا وہ جیسے ہی ایک عمارت پر سے گزرا میں نے پایہ چھوڑ دیا۔“

”خاصی چڑھیں آئی ہوں گی۔“

”ذرا بھی نہیں۔“ عمارت کے سوسینگ پول میں گرا تھا۔ البتہ اندازے کی ذرا سی

بھی غلطی چھوڑے اڑا رہی تھی۔“

”سوسینگ پول کیسے نظر آ گیا تھا۔ غالباً یہ رات کی بات تھی۔“

”اُس کے چاروں گوشوں کی لائٹیں کھلی ہوئی تھیں۔ بس زندگی تھی بچ گیا۔“

”تو پھر صبح ہو گیا ہو گی تھریسیا سے۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

”اور۔“ تو جنگ جاری ہے۔“

سنگ کچھ نہ بولا۔ سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر شراب کی بوتل نکالی اور اُسے سے نر

کا دو تین گھونٹ لئے۔ پھر بوتل نیگرس کو تھما تا ہوا بولا ”تم بیکار بیٹھی ہوئی ہو۔“

”میں اب اس سے زیادہ نہیں پیتی۔“

”تم پیو گے۔“ سنگ نے ظفر سے پوچھا۔

”نہیں شکریہ۔“ ہم نے مجھے سوما کے باسے میں تشریش میں مبتلا کر دیا ہے۔“

”اسی لئے کہراہوں کہ سچی بات بتاؤ۔ ورنہ دشواری میں پڑ جاؤ گے۔“

”میں نہیں جانتا تھا کہ وہ محکمہ کارخانہ کا کوئی آفیسر ہے۔“

”پھر کیسے بل بیٹھا۔“

”کلیمنجارو میں۔“

”اگر وہ تم سے خواہ مخواہ بل بیٹھا ہے تو میں کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ تمہارے

شخص سے ناواقف تھا۔“

”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ سرکاری طور پر میری ٹوہ میں رہا ہوگا۔“

”سرکاری طور پر بھی اندر غیر سرکاری طور پر بھی۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ غیر

سرکاری طور پر زیر لینڈ کا ایجنٹ ہے۔۔

خدا کی پناہ۔۔

بس ہوشیار رہنا۔۔ اسی لئے اب اور شدت سے یقین ہو گیا ہے کہ میرا ہنجر

بھتیجا یہاں ضرور موجود ہو گا۔

”مجھے تمہاری باتوں پر یقین کر دئی پڑیکا۔“ ظفر نے پر تشکر لہجے میں کہا۔

”کوئی خاص وجہ۔۔“ سنگ نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”بہت خاص! مسرما تمہاری طرف سے چمکتا ہو گیا ہے۔ اس کا خیال ہے

کہ تم اردو شاہی سے ہم دونوں کا تعاقب کر رہے ہو۔ میں تمہیں اُس موٹیل میں دیکھ کر

چونک پڑا تھا۔ اُس نے محسوس کیا تھا اور مجھ سے تمہاری سٹاپ پر چلا تھا کہ

میرے شناسا تو نہیں ہو۔ ایک بات اور محسوس کی ہے میں نے۔ وہ جاننا چاہتا ہے کہ

ہم دونوں کے علاوہ اور کون آیا ہے ہم میں سے۔“

”تم نے دیکھا۔“ سنگ اٹھ اٹھا کر بولا۔ ”وہ بھی محسوس کر رہا ہے کسی تیسرے

کی موجودگی اور حقیقت وہ اسی تیسرے کے چکر میں ہے۔“

”تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔“

”اب پوچھی ہے تم نے قاعدے کی بات۔“ سنگ کچھ دچکا ہوا بولا۔ ”اس

وقت وہ کہاں ہے۔“

”مگرے میں سوتا چھوڑ کر آیا ہوں۔“

”بس تو پھر اب مجھ سے الگ ہو۔۔ میں دیکھ لوں گا۔“

ظفر نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اور نیچے اتر آیا پھر تیزی سے موٹیل

کی طرف روانہ ہوئی تھی۔ لیکن اپنے کمرے کے دروازے پر اُسے رُک جانا پڑا

کیونکہ سوا دروازہ کھول کر باہر آ رہا تھا۔۔

”اُسی لمبے آدمی کے چکر میں تھا۔“

”کیا مطلب۔“

”اُس نے شاید کوئی خیمہ بھی حاصل نہیں کیا۔ ابھی تک گاڑی ہی میں بیٹھا

ہوا ہے۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔ لیکن تمہیں تمہا نہیں جانا چاہیے تھا۔“

”ادھر۔ تو کیا میں کوئی نفاٹا سا بچہ ہوں۔“

”یہ بات نہیں مسر۔ یہاں کے لئے اچھی جگہ۔ لہذا کوئی انا دپڑی تو واقفیت

کہنا پر حالات کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔“

”یہ دلیل مان لوں گا۔“ ظفر مسکرا کر بولا۔

”ابھی اندھیرا پھیلنے میں دیر ہے۔ چلو ذرا ساحل تک ہو آئیں۔ وہاں غروب

کا منظر دیکھ کر خوش ہو جاؤ گے۔“

”بالکل مزہ نہیں آئے گا۔ میرا ذہن اُس لمبے آدمی میں الجھا ہوا ہے۔“

”اُو۔“ چھوڑ دو بھی۔۔ وہ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھی ہو تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ

سکتا۔۔ چلو چلیں۔“ کدھر کے ایک ہوٹل میں بہترین سی فرد ملتا ہے۔“

وہ باہر نکلے۔۔ لیکن اس بار سنگ ہی کی گاڑی کہیں نہ دکھائی دی۔ سوا

کے قدم بھی رک گئے تھے۔ اُس نے بارہا طرف دیکھتے ہوئے پوچھا، تم نے

اُس کی گاڑی کہاں دیکھی تھی۔“

”میں خود بھی حیران ہوں۔ اب تو کہیں نظر نہیں آرہی۔“

”خیر۔۔ مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔“

وہ لیسٹر روڈ میں بیٹھے اور ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔



حالت بارہ افراد کی میٹنگ تھی۔ اور عمران کی پیشیت کرنل ڈوڈا بونا روم
نشین تھا۔ وہ سب مختلف رینک کے آفیسر تھے۔ اور سفر کے آغاز کا مسئلہ پیش
تھا۔ ان کے درمیان ایک بڑا سا نقشہ پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا۔
لیکن کرنل۔۔۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ جنگلوں سے نکل کر آنے والوں میں
سے کوئی بھی اُن جگہوں کی صحیح نشان دہی نہیں کر سکا۔ جہاں وہ غیبت رکھائی
دیا تھا۔

میں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ اُن جگہوں پر نشانات موجود ہیں جہاں
سے لوگ برآمد ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔۔۔ عمران نے کہا۔
کئی جگہوں پر نشانات ہیں۔۔۔
میں نے کہا چلتے ہو کہ آخر اُن میں سے کس پر انٹ کا انتخاب کریں گے؟ عمران نے
پوچھا۔

بل کرنل۔۔۔
اگر اُنہی میں سے کچھ لوگ ساتھ لے جائیں تو کیا بُرائی ہے؟
اُن میں سے کوئی بھی اب جنگلوں کا رخ کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتا۔ ہم
کو شیش کر چکے ہیں۔ زبردستی نہیں کی جاسکتی۔۔۔
تو پھر تمہاری دانست میں طریق کار کیا ہونا چاہیے؟
اس کا فیصلہ مشکل ہے۔۔۔
ناممکن تو نہیں ہے۔ اچھا۔ میرے اردلی مگڈا کو بلاؤ۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جڑوں نے خیمے میں داخل ہو کر ایڈریڈاں بجائیں۔۔۔

”ادھر قریب آجاؤ۔“ عمران نے نقشے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ تم بھی تو
کچھ بڑے تھے۔۔۔
”یہیں سر۔۔۔“

دوسروں کے چہروں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ انہیں یہ بات پسند نہیں آتی
لیکن زبانیں بند ہی رہیں۔ جوزن نقشے پر جبکہ کر تھوڑی دیر تک کچھ دیکھتا رہا۔
پھر ایک جگہ اُننگلی رکھ کر بولا۔ ”یہ کی گواہی ہے۔ یہاں سے گومبے کی شکار گاہ شروع
ہوتی ہے۔۔۔ میری دانست میں یہ پوری پٹی صرف اسی جگہ سے قابل عبور ہوگی۔
یہ تو ہم بھی جانتے ہیں۔ ایک آفیسر ملدی سے بولا۔ لیکن جوزن بدستور
جھکائے کھڑا رہا۔ نہ اُس نے عمران کی طرف دیکھا تھا اور نہ اُس آفیسر کی طرف سر
یعنی تم نے یہ بات اپنی ہی ذات تک محدود رکھی تھی؟ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔
جناب بات دراصل یہ ہے کہ وہیں سے کچھ جڑیاں لیں گے۔۔۔
اس کا فیصلہ وہیں پہنچ کر کیا جائے گا۔۔۔

کرنل کچھ دہلایا۔
عمران نے جھوٹ سے کہا ”اور کیا کھنا چاہتے ہو۔۔۔“
کی گواہی قریب ہی ایک قصبہ بنا ہوا ہے وہاں ہیں ایسے لوگ بل کیس گے
جو ہماری رہنمائی کریں۔۔۔
تمہارا اشارہ شاید شکاری بل جیروم کی طرف ہے؟ ایک آفیسر بولا۔
”یہیں سر! بل جیروم اور اُس کے مقامی ساتھی۔۔۔“
”بل جیروم بوڑھا ہو چکا ہے۔ ریٹائرڈ زندگی گزار رہا ہے۔۔۔“
لیکن جناب۔۔۔ وہ ہمارے لئے مفید معلومات فراہم کر سکے گا۔
پھر کوئی کچھ دہلایا۔
عمران نے میٹنگ درخواست کر دی اجوزن اُس کے پیچھے پیچھے خیمے سے نکلا

اور اُس کے خیمے تک چلا آیا۔۔۔
 "اند آجاؤ۔" عمران اپنے خیمے میں داخل ہوتا ہوا آہستہ سے بولا۔
 "مجھے حیرت ہے باس۔" جوزف نے کہا "جو کچھ میں نے کہا ہے وہ سب ہی جانتے ہیں لیکن انہوں نے تمہیں نہیں بتایا۔ بل جیروم ہی وہ فرد واحد ہے جو ریفٹ میں کے جنگلوں کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہے۔"
 "یہ لوگ میری سمجھ میں نہیں آتے۔" عمران بولا۔
 "بے شک رہو! میں سب سے سمجھ لوں گا لیکن وہ چوڑا تر بالکل ہی غاریش رہا تھا۔" کچھ نہیں بولا تھا۔
 "کس کی بات کر رہے ہو؟" عمران چونک پڑا۔
 "کیپٹن بنگامی! کالی بھیڑ معلوم ہوتا ہے۔"
 "کوئی ثبوت۔"
 "میری چھٹی جس باس۔۔۔ تم ان لوگوں کو نہیں جانتے۔۔۔ میں جانتا ہوں۔"
 "کیا اس کا بھو، امکان ہے۔"
 "کسی بھی امکان کو رد نہ کرو۔۔۔ جب سے آیا ہوں مجھے پورے محکم میں گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے۔"
 "اچھی بات ہے تو اس پر نظر رکھنا! رات ہی یہاں پہونچ کر میری کھوپڑی گھوم گئی ہے۔"
 "منکر نہ کرو باس! سب ٹھیک ہو جائے گا۔"
 "تم ابھی تک اپنے لوگوں سے نہیں ملے۔"
 "کیا کروں گا باس! شاید اب وہی ہیں جنہیں ذرا سا چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ مجھے کیا پہچانیں گے۔"
 "تمہارا اپنا خاندان۔"

"تمہارے علاوہ اب میرا اور کوئی اور خاندان نہیں ہے۔"
 "میں کتنا سکتا ہوں جناب۔" دفعہ کسی نے باہر سے کہا۔
 "آجاؤ۔" عمران بولا۔
 "ریڈیو آپریٹر اندر داخل ہوا۔ اور ایک پرچہ اسکی طرف بڑھاتا ہوا بولا
 "آپ کے لئے اسکی پیغام ہے جناب۔ لیکن ہم ایسے ڈی کوڈ کرنے سے معذور ہیں۔"
 "اوہ۔ اچھا۔ لاؤ۔"
 "وہ عمران کو پرچہ تھا کر چلا گیا۔ کوڈ دہ دہ میں جو لیا کا پیغام تھا۔ موازرا سے آیا تھا۔
 "دونوں کا دارالسلام سے تعلق کرتی ہوئی موازرا پہونچی ہوں۔ یہاں سنگ ہی دکھائی دیا ہے۔ بہت ہی معمولی میک آپ میں ہے۔ کم از کم میں تو پہچان ہی سکتی ہوں
 نظر اپنے ساتھی کی لاطینی میں اُس سے ملا تھا۔ دونوں بہت دیر تک اُسی کی گاڑی میں بیٹھے بائیں کرتے رہے تھے۔ پھر نظر ہوٹل چلا گیا تھا۔ اور سنگ کسی اور طرف نکل گیا تھا۔"
 "عمران نے طویل سانس لی۔
 "کوئی خاص خبر باس۔" جوزف نے پوچھا۔
 "بہت ہی خاص۔۔۔ جیمن کو بلاؤ۔"
 "جوزف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیمن کے ساتھ والیجی ہوئی تھی۔ عمران نے اسٹول کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں بیٹھ گئے۔
 "دونوں پر اچھی طرح زور دیکر بتاؤ کہ تمہیں اس دوران میں کوئی ایسا آدمی تو نہیں ملا جس پر تمہیں سنگ ہی کا دھوکا ہوا ہو۔" عمران نے جیمن سے سوال کیا۔
 "نہیں۔۔۔ جناب! مجھے نہیں یاد پڑتا۔"
 "جب یہاں پہونچے تھے۔ مطلب یہ کہ کلیمینٹا میں۔"
 "جی نہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ابھی تک ایسا کوئی آدمی میری

نظر سے نہیں گذرا۔ :-

”ٹھیک ہے۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اور جوزف سے کہا۔ اب کیپٹن بگاسی کو بلاؤ۔ :-

کیپٹن بگاسی بھی تھوڑی دیر بعد پہنچ گیا تھا۔ لیکن اسکی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ عمران نے اسے کرسی پیش کی۔ :-

”شکریہ جناب۔ :- وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ لیکن محترم سوال نہ تھا۔

”اس پوری بھیڑ میں صرت تمہاری آنکھوں میں مجھے ذہانت کی جھلکیاں

ملی ہیں۔ :-

”اوہ۔۔۔ نہیں جناب۔۔۔ وہ گڑبڑا کر بولا۔ شش۔۔۔ شش۔۔۔

”میں غلط نہیں کہہ رہا۔ تم کبھی کوئی سائے نہیں دیتے۔ لیکن تمہاری آنکھیں

غور و فکر میں ڈوبی رہتی ہیں۔ :-

”اب میں کیا عرض کروں جناب۔ وہ کھیلائی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔

”شکریہ بل جیروم سے پوچھ کر کرنے سے متعلق تمہاری کیا رائے ہے :-

”کوئی امکان پتھر اٹھنے بغیر چھوڑنا چاہیے۔ اس کا کوئی نہ کوئی ساتھ

ایسا ضرور ہو گا کہ ہائے کا آگے۔ :-

”گڈ۔ تو بس اب صرت ہم چاروں ہی چلیں گے۔ :-

”مم۔۔۔ میں نہیں سمجھا جناب۔ :-

”سنو! فوجی خواہ سادہ لباس ہی میں کیوں نہ ہو۔ اپنی چال ڈھال سے فوراً

پہچان لیا جاتا ہے۔ :-

”یہ بات تو ہے جناب۔ :-

”دو چار لوگوں پر نظر رکھنا آسان ہے۔ ان کے عادات و اطوار میں تبدیلی

کرائی جاسکتی ہے لیکن پورے دستے پر اثر انداز ہونا ممکن نہیں۔ :-

”میں سمجھ گیا جناب۔ :- لیکن صرت چار افراد۔ :- دوسرے خطرات کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔ :-

”پیشہ ور مزدور۔۔۔ میاںڈا میں ایسے مزدور بہت مل جائیں گے۔ :-

”مشکل ہے جناب۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ کی گوما کے آس پاس والے گاؤں

بھی خالی ہوتے جاتے ہیں۔ :-

”میں کچھ عرض کروں جناب۔ :- جوزف بول پڑا۔

”مزدور۔۔۔ ضرور۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میاںڈا سے کوئی بھی نہیں ہٹا۔۔۔ مزدور فراہم کرنا میری ذمہ داری۔۔۔

بل جیروم کو بھی بات چیت پر آمادہ کر سکوں گا۔ :-

کیپٹن بگاسی اسے گھور کر رہ گیا۔ عمران نے اس سے پوچھا۔ اب کیا کہتے ہو :-

”میں! نکار تو نہیں کر سکتا جناب! صرت خطرات کا احساس دلانا چاہتا تھا۔ :-

”اچھا تو بس تیار رہنا۔۔۔ ہم چاروں کسی وقت بھی نیکل چلیں گے۔ دوسروں کو

ہماری حکیم کا علم نہ ہونے پاتے۔ ہم انہیں یہیں چھوڑ جائیں گے۔ اور سنو یہ ضروری

نہیں ہے کہ ہم فوراً ہی جنگوں میں گھس پڑیں۔ فی الحال سفر کا مقصد صرت بل جیروم

سے ضروری معلومات حاصل کرنا ہے۔ :-

”بہت بہتر جناب۔ :-

”ڈس بس۔ :-

کیپٹن بگاسی چلا گیا۔ عمران جوزف سے بولا۔ ”اب تم اس پر نظر رکھ سکتے ہو۔

اگر یہ کسی الجھن سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتے تو فوراً انکو دبا دینا :-

”اوکے باس۔ :- جوزف نے کہا۔ پھر وہ بھی نیکل چلا گیا تھا۔ :-

”اب آپ فرمائیے جناب عالی۔ عمران نے جیمین کو مخاطب کیا۔

”میں تو بے موت مارا گیا ہوں۔۔۔ دوغلا سمجھ کر کوئی نیگرس بھی قابو آتا نہ سمجھے گی :-

”اطلاع ملی ہے کہ آپ کے شہزادے صاحب سنگ ہی کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔“

”کگ۔ کہاں۔۔۔؟“

”فی الحال موازا میں ہے۔۔۔“

”لیکن یورکسٹی۔۔۔ یہ اس وقت کی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔“

”کوئی۔۔۔؟“

”جو زون کو بعد میں آپ نے جو ہدایات دی ہیں اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کیپٹن بنگاسی پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہیں۔“

”تمہارا خیال درست ہے۔۔۔؟“

”تو پھر اُس سے اس قسم کی گفتگو کیوں کر ڈالی۔ پوری حکیم ہی سے آگاہ کر دیا۔“

”شبہ کو یقین کی حد تک لے جا چاہتا ہوں۔۔۔؟“

”اور اگر یہ بات دوسروں تک پہنچ گئی تو۔۔۔؟“

”کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بس دیکھتے جاؤ۔۔۔؟“

”مجھے کیوں طلب فرمایا ہے۔۔۔؟“

”تم اپنے لئے کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔؟“

”جو آپ چاہیں۔۔۔؟“

”تم اب میرے ہی ساتھ رہو گے۔۔۔؟“

”خوش نصیبی۔۔۔ لیکن آپ کو اتنا سیریس دیکھ کر گہرا صدمہ پہنچا ہے۔“

”کیا مجھے سیریس نہ ہونا چاہیے۔۔۔؟“

”جیسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف بڑھاپا ہوا اندر داخل ہوا۔“

”بب۔۔۔ ہاں۔۔۔ وہ بنگاسی۔۔۔؟“

”کیا ہوا بنگاسی کو۔۔۔؟“

”وہ سچ بچہ کسی اور کا آدمی ہے۔۔۔ ابھی ابھی میں نے چیک کیا ہے۔“

”بیٹھ جا اور خود کو سنبھال۔۔۔ عمران نے اسٹول کی طرف اشارہ کر کے کہا۔“

”یہاں سے وہ سیدھا جھاڑیوں کی طرف گیا تھا۔“ جوزف مجھتا ہوا بولا۔“

”غالباً رنج حاجت کے بہانے۔۔۔ اُدھر ٹیلے کے قریب والی جھاڑیوں میں۔“

”میں بھی پہنچا۔۔۔ اور متحیر رہ گیا۔۔۔؟“

”رنج حاجت کرتے دیکھ کر۔۔۔؟ جیسن بول پڑا۔“

”تم چپ رہو۔۔۔ جوزف بھٹا کر بولا۔ عمران نے بھی ہاتھ اٹھا کر جیسن کو

خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔“

”وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا! اور جانتے ہو ٹرانسمیٹر کیا تھا۔“

”جوزف نے طویل سانس لی اور پھر بولا۔“ ”قاوشین پن جو اسکی جیب میں لگا رہتا

ہے۔ ہم سب دیکھتے ہیں۔ اُس کی کیپ ایترون بن گئی تھی اور نب والے حصے کو

ہوٹوں کے قریب لاکر کسی سے بات کر رہا تھا۔“

”کیا بات کر رہا تھا۔۔۔؟“

”کسی کو۔۔۔؟“ ”ہم سب نے دیکھا تھا ہمارے متعلق اور کچھ دیر قبل کی ساری باتیں

دہرائی تھیں۔۔۔؟“

”ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن یہ تو بالکل آخر تھے کس بنا پر اُس پر شبہ ہوا تھا۔“

”صرف وہی تمہاری ٹوہ میں دہلتا ہے اور تمہارے سامنے پہنچ کر ایسا بن جاتا

ہے جیسے ادب اور احترام کرنے کے علاوہ اور کچھ جانتا ہی نہ ہو۔ مشاورت کے

نشستوں میں گم سم بیٹھا رہتا ہے۔ نہ کبھی کچھ کہتا ہے اور نہ پوچھتا ہے۔“

”ٹرانسمیٹر پر کسی کا نام لے کر مخاطب کیا گیا تھا۔“ عمران نے پوچھا۔“

”یہ نہیں بتا سکتا۔۔۔ اُس کے قریب اُس وقت پہنچا تھا جب وہ آدمی

بات کر چکا تھا۔۔۔؟“

”خیر دیکھیں گے۔ عمران اٹھتا ہوا بولا۔“ ”اب تم دونوں اپنے ٹھکانے پر

”مجھے بھی سکھا دو۔۔۔ کس طرح کرتے ہو؟“ وہ اس سے بار بار کہتی۔ لہجے سے
اطلاوی معلوم ہوتی تھی۔۔۔

”یہ سکھانے کی چیز نہیں ہے۔ عادت ہے! میں تو سمندر ہی میں پیدا ہوا تھا“
نور نے کہا۔

”بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو۔ سکھا دو۔۔۔“

”بہت تھک گیا ہوں۔۔۔ چلو کنا سے چلیں۔۔۔“

وہ تیرتے ہوئے خشکی پر آئے۔ اور لڑکی اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی پیٹری کی
فون لے جاتی ہوئی بولی ”تم کہاں سے آئے ہو۔۔۔“

”ترکی سے۔۔۔“

”تمہاری رنگت بہت صاف ہے۔۔۔“

”ترکوں کی ہوتی ہے۔ آدھے یورپی ہیں نا۔۔۔“

”میں نے تمہیں اس کالے آدمی کے ساتھ دیکھا تھا! لڑکی نے مسوا کی طرف
ناؤ کیا جو ان سے بہت دور بیٹھا ہوا تھا اور کبھی کبھی ان کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا۔
وہاں وہ بیٹھنے کا باشندہ اور میرا دوست ہے۔۔۔“

اور ٹھیک اسی وقت ظفر نے مسوا کو اسکا ایک طرف دوڑتے دیکھا اور
بگلا کر سیدھا ہر بیٹھا۔

”یہ ایسے کیا ہو گیا ہے؟“ لڑکی نے حیرت سے کہا۔

”غدا جانے۔۔۔“ ظفر کی تشویش بڑھ گئی۔ وہ بھی اٹھ گیا۔ البتہ مسوا

کا چہرہ دور نہیں لگائی تھی۔ کسی قدر تیز رفتاری سے اسی جانب چل پڑا جہر مسوا
لیٹا تھا۔ لڑکی جہاں تھی وہیں بیٹھی رہی۔۔۔

لیکن ظفر کی تگ و دو کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مسوا نہ بنانے کہاں غائب ہو گیا تھا!
وہ تھکا ہارا پھر لڑکی کی طرف پلٹ آیا۔

جادو۔۔۔ ۱۰

”میرا خیال سہ پاس! اس کے سلسلے میں جو کچھ بھی کرنا ہے۔۔۔ جلد کرالو“

جوزف نے آٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے! میں دیکھوں گا۔“ عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ دونوں باہر نکل گئے۔



ظفر الملک نے تیراکی کے گھاٹ پر تہلکہ مچا دیا تھا۔ تیراکی کے لیے
ایسے کتب دکھانا کہ اس کے گرد پھیر لگ جاتی۔ سوازا میں ان کا تیسرا دن تھا۔ سنگ
سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوتی تھی۔ مسوا کی تیز نظروں ہر وقت اس کی تلاش میں
رہتیں۔ یہاں اس وقت وکٹوریہ کے اس ساحل پر بھی جہاں تیراکی ہوتی تھی اُسے
سنگ ہی کی تلاش تھی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی اصلیت سے واقف نہ۔ البتہ لیکن
ظفر کے نامعلوم ساتھی کی حیثیت سے وہ اس کے لئے اہم تھا۔ شاید وہ اسی
غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ ظفر کا وہی معلوم ساتھی ہے جن کی اسے تلاش تھی
اور شاید وہ دور رہ کر ان دونوں کی نگرانی کر رہا ہے۔

مسوا اب تنہا بھی نہیں تھا۔ اس نے اپنے کئی آدمی طلب کر لئے تھے جو یہاں
بھی اس کے آس پاس ہی موجود تھے۔ لیکن ظفر کو اس کا علم نہیں تھا۔ وہ تو لڑکیوں
کو اپنے کتب دکھانے میں مگن تھا۔ بالکل کسی ڈولفن پھلی کی طرح پانی کی سطح سے
اُپر اُٹھتا۔ اور جسم کو جھک دیتا ہوا پھر پانی میں آ رہا۔ ایک لڑکی خصوصیت سے
انکے گرد چکر لگا رہی تھی۔

”کیا قبضہ تھا۔۔۔ اُس نے سوال کیا۔

”پتہ نہیں۔ وہ مجھے نہیں مل سکا۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔ وہ اس طرح کیوں بھاگا تھا۔“

”اگر مجھے تمہارے ساتھ نہ دیکھتا تو ہرگز نہ بھاگتا۔ بد ذوق آدمی ہے۔“

”میرا نام ایملیا ہے۔“

”اور میں غزن بغاوتوں میں۔“

”بڑا مشکل نام ہے۔ میری زبان سے ادا نہیں ہو سکے گا۔“

”پھر تم جرم نام یا ہو مجھے لے سکتی ہو۔“

”چھوڑ دیجیے۔ ناموں میں کیا رکھا ہے۔ نام اچھا لگے جاتے ہیں۔ کل تم کہیں

اور ہو گے اور میں کہیں اور۔۔۔“

ظفر بول رہا تھا۔ اب اُسے اس لڑکی سے ذرا برابر بھی دلچسپی نہیں رہی تھی

ذہن سواریں اُلجھ گیا تھا۔ جلد سے جلد ہوٹل پہنچنا چاہتا تھا۔ لیکن لڑکی جان

کو اٹھتی تھی۔ بدقت اُس سے بیچھا چھڑا کر ہوٹل پہنچا۔ مسوایاں بھی نہ جا

کرے کی کہنی کاؤنٹر کلرک ہی کی تحویل میں تھی۔ اُس سے کہنی لیکر کمرے میں آیا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ایک دیسٹر نے اطلاع دی کہ اُس ک فون کال ہے۔ وہ کمرے

سے نکل کر کاؤنٹر پر آیا۔ یہاں کمروں میں فون مرس نہیں تھی۔

”ظفر۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”ہاں۔ ظفر ہی ہوں۔“ اُس نے مارتھ میں بن کہا۔

”میں سنگ بول ہوں۔ تمہارے ساتھی نے اپنے آدمیوں میت مجھے گیر

کی کوشش کی تھی۔“

”کب۔۔۔ کہاں۔۔۔“

”تیرا کی کے ساحل کے قریب۔۔۔“

”پھر کیا ہوا۔۔۔“

”اُس کے پانچوں ساتھیوں میں سے تین زخمی ہوئے اور دو مر گئے اور وہ

خود اس وقت میری قید میں ہے۔“

”خدا کی پناہ۔۔۔“

”ہوٹل فور اچھوڑ دو۔ اپنا اور اسکا سامان وہیں چھوڑ دو۔ صرف اپنے

کاغذات لے کر نکل آؤ۔“

”نکل کر جاؤں کہاں۔۔۔“

”میرے پاس آ جاؤ۔“

”تم کہاں ہو۔۔۔“

”مجھ تک پہنچنے کا طریقہ سنو! ساحل پر وہ لڑکی اب بھی اُسی چھتری

کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے۔ وہیں واپس جاؤ۔ لڑکی سے کہنا مجھے مشروہیلی

کے پاس لے چلو۔“

”بس اتنی سی بات۔“ ظفر حیک کر بولا۔

”بس اتنی سی بات! جلدی کرو۔“

”اؤکے۔۔۔“

پھر اُس نے بڑی سہولت مندی سے سنگ ہی کے مشورے پر عمل کیا تھا

یہ سن کر بھید خوشی ہوئی تھی کہ ایملیا کا تعلق سنگ ہی سے ہے۔ گویا مزید

کچھ وقت اُس کے ساتھ گزارنے کا موقع خود بخود مل گیا تھا۔

ساحل تک پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ ایملیا اُسی چھتری کے نیچے

نیم دراز بگرٹ کے بلکے بلکے کش لے رہی تھی۔ اُسے دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی۔

”میں جانتی تھی کہ تم ضرور آؤ گے۔“ وہ ہنس کر بولی۔

”اؤہ۔۔۔ ای۔۔۔ مجھے مشروہیلی کے پاس لے چلو۔“

”مشر دیسی۔۔۔ اودہ۔۔۔ اچھا۔۔۔ چلو۔۔۔ اُس نے کہا اور اٹھ کر اپنا سامان بیٹھنے لگی۔۔۔ لیکن ظفر سوچ رہا تھا کہ کہیں مسوا کا کوئی آدمی خاص رہے اس کی نگرانی نہ کر رہا ہو۔ غرض وہ نہیں کہ وہ صرف پانچ بجے ہوں۔۔۔ لڑکی اُسے ایک پوٹو کار تک لائی۔ ظفر نے اُس کے لئے اسٹیرنگ سائیڈ اور واڑہ کھولا۔

”شکر۔۔۔“ اودہ سیٹ پر بیٹھتی ہوئی مسکرائی۔ ظفر دوسری طرف سے اُس کے برابر بیٹھ گیا۔

”تم نے اپنا کیا نام بتایا تھا۔“ لڑکی نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

”نام۔۔۔ نام۔۔۔ اودہ۔۔۔ کچھ بتایا تو تھا۔۔۔ اب یاد نہیں۔۔۔“ لڑکی زور سے سہی۔۔۔ اور گاڑی حرکت میں آگئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد پھر۔۔۔

”میں جانتا تو گیا تھا۔ لیکن یقین کرو مجھے اپنے ساتھی سے متعلق تلویش تھی۔ تمہارا ساتھ چھوڑنا آسان نہیں ہے۔ تم بہت خوبصورت ہو اچھی۔۔۔“ چالپوری کی باتیں نہیں۔۔۔ تمہیں وہ کھیل مجھے سکھانا ہی پڑے گا۔“ اچھا۔۔۔ اچھا سکھا دوں گا۔“

”میں نے آج تک کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔“ اور میں نے تم جیسی خوبصورت لڑکی آج تک نہیں دیکھی۔“ اگر مجھ سے تم پر نظر رکھنے کو نہ کہا جاتا تب بھی تمہارا وہ کھیل مجھے اپنا طعنہ کر لیتا اور میں تم سے مل جیتی۔“

تب تو میں بڑا خوش نصیب ہوں۔۔۔ اچھی بات ہے اچھی۔۔۔ میں تمہیں پانی کھیل سکھاؤں گا۔“

”تمہارا نام بھول گئی۔“

”میں بھی بھول گیا! صبح آٹھ بجے بتایا تھا، میرا نام ظفر ہے۔“

”ظفر۔۔۔ ہاں۔۔۔ یاد ہے گا۔۔۔ چھوٹا سا نام۔۔۔ ظفر۔۔۔ اچھا ہے۔“

وہ آبادی سے دور نکل آئے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد اُنکی گاڑی ایک بڑی فارم کی حدود میں داخل ہوئی۔ کھیتوں کے درمیان ایک بڑی سی عمارت تھی۔ اُنکے سامنے گاڑی روک کر ایسی نے کہا ”یہ ہے ہمارا گھر۔۔۔“

چچا ہیں۔۔۔“

ظفر سوچ رہا تھا کہ اس کا چچا تو اطالوی ہی ہو گا۔۔۔ پھر یہ سنگ ہی۔۔۔ سوچ ہی رہا تھا کہ سنگ ہی برآمدے میں کھڑا نظر آیا۔ اُنکے ساتھ ایک پستہ قد آدمی مڑا سا سفید نام آدمی بھی تھا۔ غالباً وہی ایسی کا چچا دیسی تھا۔! ظفر گاڑی سے اُتر آیا لیکن ایسی بیٹھی رہی۔ ظفر نے مڑ کر اُس کی طرف دیکھا وہی تھا کہ برآمدے سے سنگ کی آواز آئی۔ یہی الحال اس کا وقت نہیں۔ وہ پھر۔۔۔

”جائے گی۔“

اُس نے یہ جملہ اردو میں ادا کیا تھا۔ ظفر جھینپ کر کھڑکی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ ایک اُسکے کمرے میں آئے۔ سنگ نے دیسی کا تعارف اپنے ایک دست کی حیثیت سے کرایا تھا۔۔۔ ایسی وہاں نہیں آئی تھی۔ ”اُس نے اعتراف کر لیا ہے۔“ سنگ بولا۔

”کیا اعتراف کر لیا ہے۔“

”اُسے تمہارے اُس نامعلوم ساتھی کی تلاش ہے جو تم سے بھی پوشیدہ کرکام کر رہا ہے۔“

”مگر تم نے اُس سے یہ اعتراف کیسے کرایا۔“

”صاحبزادے۔ تم شاید مجھے اچھی طرح نہیں جانتے۔“ سنگ نے بولے ہوئے لہجے میں کہا اور اس میں کچھ ایسی ہی بات تھی کہ ظفر حرج تک کر کے دیکھنے لگا۔!

”اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ عمران کہاں ہے؟“
 ”تو گویا تم دوست نہیں دشمن ہو۔ ظفر کا لہجہ بھی بدل گیا۔
 ”جو دہل چاہے سمجھو اب مجھے بھی عمران کی تلاش ہے۔“
 ”سنو مشینگ! اگر جانتا ہو تا تب بھی نہ بتاتا۔ تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟“
 ”ان دونوں کے درمیان اردو ہی میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سنگ نے کہا۔ اگر
 تمہیں علم ہو گا تو یقینی طور پر اگلی دو گے۔“
 ”میں نہیں جانتا۔۔۔“
 ”نہ بتانے پر مار بھی کھائے گے اور لڑکی بھی ہاتھ سے جٹائے گی۔“
 ”اُدھ۔۔۔ لڑکی۔۔۔ مجھے اس کی پردہ نہیں ہے۔۔۔“
 ”لڑکی کی پردہ مردوں کو ہوتی ہے۔۔۔“
 ”کیا مطلب۔۔۔؟“
 ”اگر تمہیں لڑکی کی پردہ نہیں ہے تو میں تمہیں مرد ہی نہیں سمجھتا۔“
 ”مت سمجھو۔۔۔“
 ”میرا خیال ہے کہ مسو ماے بننے کے بعد تم اپنے دیے میں لچک ضرور
 پڑا کرو گے۔ اکھڑ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ۔۔۔“
 ”نہیں! میں اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔“
 ”کیوں۔۔۔ اس میں کیا تباہت ہے۔۔۔“
 ”میں مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ میرے ساتھ بہت مہربانی کا تہاؤ کرتا رہا ہے۔
 ”تم اٹھتے ہو۔ یا میں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کروں۔۔۔“
 ”ظفر نے سوچا۔ بڑے پھنسنے۔۔۔ پتا نہیں یہ مردود کیا چاہتا ہے۔ وہ
 سچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سنگ کا ڈیڑھ اس طرح بدل جائے گا۔۔۔“
 ”اے بلدی اس کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا جہاں مسو ماے

پر پڑا کر رہا تھا۔ اس کے جسم پر صرٹ ایک انڈر ڈیر تھا۔ اور سر سے پیر تک
 لہو لہان ہو رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی درندے نے سارا جسم کھینچ کر رکھ
 دیا ہو۔۔۔“
 ”تم نے دیکھا۔۔۔ مسو ماے اتھاڑا کھا کر کرا۔۔۔“
 ”یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کیسے ہوا۔۔۔؟“
 ”دہ۔۔۔ دہ۔۔۔ کوئی غیث روح ہے۔۔۔ چمٹ جاتا ہے تو بدایاں چٹختے
 لگتی ہیں۔ میں جنبش بھی نہیں کر سکتا، اور وہ مجھے کاٹا اور کھینچوڑتا رہتا ہے۔۔۔“
 ”لگ۔۔۔ کون۔۔۔؟“
 ”وہی لمبا آدمی۔۔۔ لل لیکن۔۔۔ تم تو صحت و سالم ہو۔۔۔“
 ”کس وجہ میں ہو دوست! میں بھی اس کے ہاتھ لگ گیا ہوں۔ اور وہ بھی
 تھلائی کی طرح مجھ سے میرے کسی آفیسر کے پاسے میں پوچھ رہا ہے جو میرے علاوہ
 یہاں نہیں ہے۔۔۔“
 ”مجھ سے بھی پوچھا تھا۔۔۔ لیکن مجھے کیا معلوم۔۔۔ یہ تم جانو۔۔۔ ویسے میں تمہیں بتاؤں
 کہ اگر تم نے اسے نہ بتایا تو تمہاری بھی حشر ہو گا۔ وہ آگوست کی طرح جکڑتا ہے۔
 ”کیا صرف میرے آفیسر کے پاسے میں پوچھا تھا۔۔۔“
 ”وہ تو ثانوی بات تھی اصل معاملہ کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔۔۔“
 ”کیا معلوم ہوتا ہے۔۔۔؟“
 ”حقیقتہً وہ مجھ سے اس عورت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے جسکی
 تلاش میں ہم یہاں آئے تھے۔۔۔“
 ”کیا اس نے اس کا نام لیا تھا۔۔۔ ظفر نے پوچھا۔
 ”نہیں! بس یہ پوچھتا رہا تھا کہ اپنے محلے کے ڈاکٹر کے علاوہ اور کس
 حکامات حاصل کر رہا ہوں آجکل۔۔۔“

”اؤہ۔۔“ ظفر کے ہونٹ سکڑ کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر
جھٹک کر بولا۔ ”آخر تم اس طرح گھاٹ سے کیوں بھاگے تھے۔۔“
”میرے آدمیوں نے اُسے ایک جگہ گھیرا تھا! مجھے اطلاع ملی تو دوڑا آیا
میں اُس نے دو گرا دیا تھا۔ ایسا ماہر خنجر باز بھی آجنگ میری نظر سے نہیں گزرا
مجموعہ تھے کہیں مارا اس نے نہیں کرنا چاہتے تھے کہ ساحل پہ جاس بھل جائے گا
اسی کمزوری سے اُس نے نامزد اٹھایا۔۔“

”وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ وہ آدمی مجھے آخر تین زخمی میں سے ظفر نے بھا۔
مجھے کچھ ہوش نہیں کہ کیا ہوا۔۔ اُس نے مجھ پر پلٹ کر حملہ کرنے کی بجائے نہیں
گھونسا مارا تھا! پھر مجھے یاد نہیں کہ اُس کے بعد کیا ہوا۔۔“ ظفر کی تمہیں اس
کمرے میں تھا۔ اور اسی حال میں۔۔ مرد و دہنے میرے کپڑے تک اڑا دیے۔
بھائی ظفر۔۔ اب تم ایک تدبیر کرو۔۔“
”تدبیر۔۔ کیسی تدبیر۔۔“

”پتا نہیں اُس نے میرا سوت کجاں پھینکا ہوگا! کوٹ کی جیب میں ناؤ ٹین پن
ہے۔۔ کوئی طرح اُسے حاصل کرو۔۔“

”ناؤ ٹین پن۔۔“ ظفر کے لیے میں حیرت تھی۔ ”کھلا اُس سے کیا ہوگا۔۔“

”یہ نہیں بتاؤں گا میں کوشش کروں کہ کسی طرح وہ ہاتھ آجائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ
تم ابھی تک صحیح دسام ہو۔ اور تمہیں محض اسی لئے میرے پاس بھیجا گیا ہے کہ مجھے دیکھو
عجرت پورو اور جو کچھ وہ معلوم کرنا چاہتا ہے اُٹھ کر اٹھل دو۔۔“

”تمہارا اعزازہ درست ہی معلوم ہوتا ہے۔“ ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”بس تو پھر تم صحیح دسامت ہی رہنے کی کوشش کرو۔ اور کسی طرح میرا
ناؤ ٹین پن حاصل کرو ورنہ گتے کی موت مارے جاؤں گے دونوں۔۔“
”وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو بات میرے علم میں نہیں ہے۔ اُس کے بارے میں آگے

کیا بتاؤں گا۔۔“

”کچھ جھوٹ سچ۔۔ یو نہیں کچھ ہانک دو۔۔“

”مائی ڈیر مسو! تم فی الحال اپنے باسے میں سوچو نیچے اُور پرتک زخمی ہو۔
اس کی پرواہ مت کرو۔ مجھے زخموں کی پرواہ کبھی نہیں ہوئی۔ لیکن اُس
خبیث کے ہاتھوں مارا جانا ہرگز پسند نہیں کروں گا۔۔“
”کیا واقعی تم اُسے نہیں جانتے۔۔“

”میں کیا جانوں۔۔ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اُس کی تو سیت تک کا تو اعزازہ
دیکھ نہیں سکا۔۔“

”وہ بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے
جہاں اُس کا ریکارڈ ظہور نہ ہو۔۔“

”م۔۔ میں بالکل نہیں سمجھا کہ تم کن کی بات کر رہے ہو۔!
”شہور جینی سنگ ہی ہے۔۔“

”جینی۔۔“ مسو اب کھلا کر اٹھ بیٹھا۔

”بلکہ بھلکے ایک آدمی ہے۔ صرف گنتی موشچروں کے اٹھانے کے ساتھ
مسو ہونقوں کی طرح ملک اور آنکھیں بھاڑے بیٹھا رہا۔۔“

”ت۔۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا! مسو! تمہاری موتی آواز میں بولنا
”اتنے قریب سے دیکھنے کا اتفاق کب ہوا تھا۔ تو میں نے ذرا ہی دیر
پہلے اُسے پہچانا ہے۔۔“

”بہت برا ہوا۔۔ بہت برا۔۔ اُس کے لئے تو پوری بائیں ناکافی ہوتی۔!
”اب میری بات سنو۔ اُس پر ہرگز ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اُسے پہچانتے ہو۔!
”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔“

”میں تمہارے لئے کیا کروں۔ تم بہت زیادہ زخمی نظر آ رہے ہو۔!“

ظفر نے دیکھا کہ مسو آہستہ آہستہ آگے رہا ہے۔ پھر وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔
درعیب سی آواز میں بولا۔ ”تم مجھے مار ڈالو۔۔۔ میں دو غلام نہیں ہوں تم مجھ سے
ایک بھی نہیں معلوم کر سکتے۔“

”کیا یہ دو غلام نہیں ہے کہ تم اپنی قوم کو دھوکے میں رکھ کر مین الاقوامی
گروہوں سے تعاون کر رہے ہو۔“

”میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اپنی قوم کے مفاد میں کیا ہے۔ قوم کا مفاد اسی
کا ہے کہ ہم بڑی طاقتوں کے کسی مخالف کا ساتھ دیں۔“

”سنگ میسے تہنقہ لگایا اور بولا۔ یہ چرٹے۔۔۔ بڑی طاقتوں کے مخالف۔
ہم ان کی مدد سے سفید ناموں کو انفریقہ سے نکال باہر کریں گے۔“

”بس۔ بس۔“ سنگ اٹھا کر بولا۔ ”نیکل گئے سفید نام۔ اپنا کوڈ نمبر بتاؤ۔“
”نیکل۔“

”سنگ کے چہرے میں دھن کرادوں گا۔“

ظفر کانپ کر رہ گیا لیکن اس دھمکی نے بھی مسو پر کوئی اثر نہ ڈالا۔
”پلے ہی کی طرح ٹنا کھڑا ہوا تھا۔“

”آدھے گھنٹے کی مزید مہلت دیا جوں۔۔۔ اس کے بعد۔۔۔ سنگ
کو لپکے بغیر دروازے کی طرف مڑ گیا۔“

”چاروں سوازا پہنچ چکے تھے اور جو لیا انفر وائر کی تلاش
کے لیے تھی۔ کپٹن لگاسی کے علاوہ اور کسی مقامی آدمی کو عمران نے ساتھ

”میری نگر نہ کرو۔ کسی طرح فائونٹین پن۔۔۔“

”دیکھو بھائی مسو! میری حیثیت بھی ایک تیدی ہی کی ہے! مجھے کب
کوئی ایسا موقع دیں گے کہ میں تمہارا کوٹ تلاش کرتا پھروں۔“

”سوا خاموش ہو گیا۔ اس کی زبان بند تھی لیکن آنکھیں کراہ رہی تھیں
ان سے تکلیف کا احساس نمایاں تھا۔“

ظفر سوچ رہا تھا کہ آخر وہ خود سنگ کے چھانے میں کیوں آ گیا۔ اور اب
اس کا رویہ کیا ہونا چاہیے۔“

”دفعہ دروازہ کھلا اور سنگ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں
سیاہ رنگ کا ایک فائونٹین پن تھا۔ مسو اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھتا رہا۔“

”یہ رہا تمہارا فائونٹین پن۔ کیا اب بھی تمہیں اس سے انکار ہے کہ تم
ذیرو لینڈ کے ایکٹ ہو۔“

”مسو ماتھوک نیگل کر رہ گیا۔ سنگ ظفر الملک کی طرف مڑا۔ چند لمحوں
تیز چمکیلی آنکھوں سے گھورتا رہا۔ پھر بولا۔ ”تم نے بہت اچھا کیا کہ اسے
میری شخصیت سے آگاہ کر دیا۔“

”وہ۔۔۔ دراصل۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔“

”خاموش رہو۔“ کہہ کر وہ مسو کی طرف گھوما۔
”اپنا کوڈ نمبر اور انفر وائر کی کوڈ بتاؤ۔“

”مسو ماتھو ہے ہونٹ بھیجے بیٹھارہ۔“
”نہ بتانے کی صورت میں مار ڈالوں گا۔ اور اس سے میرا کوئی نقصان

بھی نہ ہوگا۔“

”بتا دو۔ کیوں جان مے رہے ہو۔“ ظفر بول پڑا۔
”میں نے کہا تھا کہ تم خاموش رہو۔“ سنگ غرایا۔

نہیں لیا تھا۔۔۔ وہ چاروں فرجی ہی دردی میں تھے۔

جو زنت خاص طور پر بگاسی کی بھائی کرتا رہتا۔ جس کا وہ تینوں بھائیوں کے ساتھ
اُس نے عمران سے کیا تھا۔ اب بھی کیپٹن بگاسی کی جیب میں موجود تھا۔
جو زنت نے اُسے استعمال کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ ہر وقت اُس کے
پیرسوار رہتا۔

عمران کبھی کبھی اُن سبھوں سے الگ ہو کر جیبی ٹرانسمیٹر کے ذریعہ
سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی تھی۔
جیمین جو زنت کو چھوڑتا رہتا۔۔۔ بھی کبھی دوڑوں میں جیتا کرتا تھا۔
جاتے۔۔۔ لیکن کیپٹن بگاسی خاموش تماشائی بنا رہتا تھا۔ وہ ہمہ وقت کہتا تھا
سوچ میں ڈوب رہا ہوں دکھائی دیتا۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا جیسے اُسے اس کی
تک نہ دکھائی دیتی ہوں۔ اور کالوں میں کتنی آواز ہی نہ پڑتی ہو۔

دیے عمران اُس سے بات بات پر مشورہ کرتا رہتا تھا۔ لیکن اُس نے
شائد ہی کبھی خود سے کسی کو مخاطب کیا ہو۔ اس وقت عمران اُس سے پوچھتا
تھا کہ مطلوبہ ایجنٹ کو تلاش کرنے کے لئے کوئی نیا طریقہ اختیار کیا جائے۔
آپ کو یقین ہے کہ وہ موازہ ہی میں ہے؟ بگاسی نے سوال کیا۔

یقین کامل ہی کبھو۔۔۔

”تو پھر موٹلوں کے رجسٹر چیک کئے لیتے ہیں؟“

”نہیں کیپٹن! مجھے علم نہیں کہ اُس نے کس نام سے خود کو رجسٹر کرایا ہوگا۔“

”تب تو مشکل ہے جناب۔۔۔“

پھر تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے ایک خبر سنی جو جنگل کی آگ کی طرح
موازا میں پھیل رہی تھی۔ کسی خبر باز نے دو آدمیوں کو ہلاک اور تین کو زخمی
دیا تھا۔ ان کے پیرسوار نہیں جاسکتا! جلدی انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ زخمیوں کو کہاں رکھا گیا ہے۔

میں ان کے حملہ آور کا حلیہ تو معلوم ہی ہو سکتا۔ خبر سنتے ہی عمران کو سنگ ہما
نہ لایا تھا۔ کیپٹن بگاسی اور جو زنت کو زخمیوں سے مزید معلومات حاصل کرنے
لئے روانہ کرنے کے بعد وہ جیمین سے بولا: ہو سکتا ہے۔۔۔ ان پانچوں میں تہا
ابھی شامل ہو۔

یقین کے ساتھ تو نہیں کہا جاسکتا۔۔۔
علاؤ سنگ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تین انچ کے پھل والے چاقو
میں وہ مہلک ار کر سکتا ہے۔

مذاجلے۔۔۔ مجھے تو اب الجھن ہونے لگی ہے۔ اس معاملے سے۔
عمران کچھ نہ بولا۔ دونوں خیمے سے باہر نکل آئے۔ کسی ہوٹل میں قیام
کی بجائے اُس نے خیمے میں رہنا پسند کیا تھا۔

میں نے کیا طے پایا یورجیٹی۔۔۔ اچھا! تھوڑی دیر بعد بولا کیا ہم
ان کو اس کا رونا جاتیں گے۔۔۔

آدھکتے رہو۔۔۔ عمران نے کہا وہ کسی قدر متفکر نظر آ رہا تھا۔

دونوں ایک ایسی قریب ہی آگ لگی۔۔۔ وہ دونوں اُس کی طرف متوجہ ہو گئے

ایک سے جو زنت آ رہا تھا۔ اور چلی پلٹ سے جو یا اور بگاسی اُسے تھے۔

ان کے مریض سانس لی۔۔۔

مجھے۔۔۔ اسپتال کے قریب ہی ملی تھیں۔۔۔ جو زنت عمران کو سپرٹ

بولا۔

اندر جاؤ۔۔۔ عمران نے خیمے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ وہ چلی گئی۔

بگاسی نے کہا: زخمی خواب آور دوا کے زیر اثر ہیں اس لئے کچھ بھی نہیں

کا۔ لیکن اطلاع دی ہے کہ اُن میں سے ایک کو اتنا ہوش تھا کہ پولیس

ان سے سکتا۔ اب میں دوسرے ذرائع سے اُس کے بیان کی تفصیل

معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ تم دونوں جاؤ۔“

رفتہ خیمے کے دروازے سے جو لیا کی آواز آئی۔ ”میرے پاس زخمیوں

سے متعلق بھی اطلاعات ہے۔“

عمران نے مرکز اسی کی طرف دیکھا اور ان تینوں سے بولا۔ ”تم لوگ فی الحال

اپنے خیموں میں جاؤ۔“

جولیان فز وائر کسی قدر کھلتی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ اُس نے جلدی جلدی

کہنا شروع کیا۔ ”وہ سربا کے آری ہیں۔ ایک لڑکی کے بیان کے مطابق حملہ آور

تمہا تھا۔ جلدی بلا پتلا اور غیر معمولی طور پر لمبا لکڑی۔ گھنی بوٹھیں۔“

”میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔“ عمران طویل سانس لے کر بولا۔

”ظفر بھی اسی عمارت میں پہنچا رہا گیا ہے جہاں میں لے سنگ و کھار

در اصل میں ظفری کے پیچھے تھی۔ ایک لڑکی اُسے تیراکی کے گھاٹ سے لے کر

لے گئی۔ عمارت ایک زرعی نام کے درمیان واقع ہے۔ یہاں سے فاصلہ چار پانچ

میل ہو گا۔“

اُسے کوئی لڑکی ہی لے جاسکتی ہے۔“

”جھیل میں تیراکی کے کمالات دکھا رہا تھا۔ کئی لڑکیوں نے گھیر لیا۔ اور

ان میں سے ایک اُسے لے گئی۔“

”تم کیا چاہتی تھیں؟ سب لے جاتیں۔“

”فضول باتوں میں وقت نہ ضائع کرو۔ پتا نہیں وہ ظفر کا بھی کیا خیر کرنا

”کیا تمہیں ظفر سے مل بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔“

”میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔“

”حالانکہ اُس سے یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ سنگ نے اُس سے کتنی

کی باتیں کی تھیں۔ خیر میں دیکھتا ہوں۔ چلو تاؤ وہ عمارت کہاں ہے؟

ان کے پاس دو گاڑیاں تھیں۔ ایک میں جمین، جوزیت اور کیپٹن بنگامی

بیٹھے تھے۔ اور دوسری میں یہ دونوں۔“

”جمین پر جو تجربہ تم نے کیا تھا اُس کا کیا نتیجہ نکلا۔“ جولیان نے پوچھا۔

”گوئی فرام کر کے ان کا بلڈ گروپ معلوم کیا جاتا ہے۔ جمین اپنا خون تجربے

کے لئے دیکر ہسپتال سے بھاگ نکلا تھا۔ اُس نے سن لیا تھا کہ وہ بلڈ گروپ

معلوم کرنا چاہتے ہیں۔“

”تو گویا۔۔۔ یہ گوئی۔“

”ہاں۔ یہاں گوئیوں ہی پر تجربہ کیا جا رہا ہے! اچھا۔۔۔ تم وہ جگہ دکھا کر

جمین کے ساتھ واپس چلی جاؤ گی۔“

”میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ بہت تھک گئی ہوں۔ لیکن پہلے تم وعدہ کرو

کہ سچے کچھ بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔“

”میں ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔“

”کیا مطلب۔“

”بسا اوقات کچھ سچے کچھ کا موقع ہی نہیں ملتا۔“

”تو پھر میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔“

”اٹھا کر بیچ دوں گا۔“

”کچھ بھی کہو۔“ وہ سر جھٹک کر بولی۔ ابھی ٹونے مجھے اسی لئے بھیجا ہے

کہ تمہیں خاتونوں میں پڑنے سے باز رکھوں۔“

عمران نے طویل سانس لی۔۔۔ اور سختی سے ہونٹ بچھنے لے۔ ٹھیک اسی

وقت جو لیا بولی۔ ”وہ دیکھو۔ باتیں جانب جو کھیتوں کا سلسلہ ہے۔ وہی

ہے۔۔۔ عمارت کچھ دُور اندر جا کر اُس ٹیلے کے پیچھے ہے۔“

عمران نے گاڑی سے باہر ہاتھ نکال کر پچھلی گاڑی کو رفتار کم کرنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ پھر اس نے اپنی گاڑی روک دی! پچھلی گاڑی بھی قریب ہی آ کر کی۔

عمران نے اپنی گاڑی سے اترتے ہوئے حیرت سے کہا: ”نہیں! یہیں والے جاؤ اور وہیں ہماری واپسی کے منتظر بننا۔“

شاید جو لیانے لگا سی کی موجودگی میں بات بڑھانا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔۔۔ درنہ یور تو بہت بڑے تھے۔

مجبوراً اتر کر دوسری گاڑی میں جا بیٹھا! جیسے کسی آنکھوں میں غیب طبع کی چمک نظر آئی تھی۔ جیسے کسی آنکھ میں دینے والے کام سے نجات مل گئی ہو۔ جلدی سے انجن اشارت کر کے گاڑی موڑی تھی اور تیز رفتاری سے نکلا چلا گیا تھا۔

”کیپٹن لگا سی۔“ عمران نے مرد لہجے میں کہا۔

”یہیں سر۔“

”اب ہم جن آدمی سے دوچار ہونے والے ہیں! انتہائی خطرناک ہے! تم نے اندازہ لگالیا ہو گا کہ وہ کون ہو گا۔“

”میں کچھ نہیں سمجھا جناب۔“

”میں اس آدمی کی بات کر رہا ہوں جس نے دو آدمیوں کو ختم کر دیا اور تین کے ہاتھوں زخمی ہو کر ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔“

”لل۔۔ لیکن ہمیں اس سے کیا سہوکار۔۔۔“

”میرا ایک ایجنٹ بھی اس کے قبضے میں ہے۔“

”میں سمجھتا ہوں کہ جناب۔۔۔“

”تمہارے پاس خاندان تلماشیوں کا مخصوص اجازت نامہ موجود ہے۔“

”یہیں سر۔۔۔“

”بس تو پھر بیٹھو گاڑی میں۔۔۔“

جوزف کی بجائے عمران نے اسٹیرنگ دھیل سنہالا۔ اور گاڑی کھیتوں کی طرف روانہ ہو گئی۔ جوزف پچھلی سیٹ پر چلا گیا تھا۔ لگا سی عمران کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے کنکھوں سے دیکھا: فرشتین پن لگا سی کی جیب میں موجود تھا۔ وہ اسے چھپانے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔۔۔ گاڑی کھیتوں کے درمیان والے کشادہ راستے پر مڑ گئی۔

”ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہو۔“ عمران نے کہا اور ان دونوں کے جوتھروں سے اعتسار چار پانچ کے ریڈیو نکل آئے۔

”پلے کے قریب پھر ایک موڑ آیا۔۔۔ اور عمارت سامنے ہی دکھائی دی۔۔۔“ عمران نے ایکسپریس مزید دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ ”ہم ریڈ کر رہے ہیں ریکی کارڈ آیل کی ضرورت نہیں ہے۔“

”اور پھر وہ سچ پچ ریڈ ہی ثابت ہوا تھا۔ عمارت کے میکین لوکھلا گئے۔ ایسی بھی موجود تھی اور اس کا چچا ویسی لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول پکپکلاتا تھا۔“

”لبا آدمی کہاں ہے؟“ عمران نے اس سے سوال کیا۔۔۔

”وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ تو کہیں گیا ہوا ہے۔“

”کب۔۔۔“

”کچھ ہی دیر پہلے جناب! اگر میں نہیں سمجھ سکتا۔“

”وہ کہاں ہے۔“ عمران نے ایسی ہی پوچھا۔ ”جسے تم ساتھ لائی تھیں۔“

”کب کا چلا گیا۔“ ایکنے لاپرواہی سے کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے۔

”پوری عمارت کی تلاش کرو۔“ عمران نے جوزف اور لگا سی سے کہا۔

”یہ زیادتی ہے جناب۔“ ٹوٹا ہوا لگا سی نے کہا۔ ”میں ایک ذی عزت شہری ہوں۔“

کیٹن بگاسی ہاتھ اٹھا کر لولا۔ "ملک کے رناع کے نام پر۔۔۔ میرے پاس
 خصوصی اجازت نامہ ہے۔ چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔۔۔"
 موٹا آدمی تھوک نکل کر رہ گیا۔ عمران درہیں ٹھہرا رہا۔ موٹا بھی اپنی
 جگہ سے نہیں ہلاتھا۔ لیکن ایسی آن دروں کے پیچھے چل پڑی تھی۔ عمران
 نے ہاتھ اٹھا کر کہا "تم کہاں جاؤ۔۔۔"
 "ہم اپنی چیزوں کے تحفظ کا حق رکھتے ہیں۔ اجنبیوں پر اعتماد نہیں کر
 سکتے۔ خواہ وہ کوئی ہوں۔" وہ پلٹ کر چلا۔
 عمران شانے سکڑ کر رہ گیا۔
 "دیکھئے جناب! جو کچھ کیا ہے۔ اُس نے کیا ہے! اس کی ہچکچاہٹ۔۔۔
 موٹے آدمی نے ہانپتے ہوئے کہا۔ دراصل ہم اُس کے مقروض ہیں۔ اس کے بچے
 چاہتا ہے رہا لیتا ہے۔۔۔"
 "میں سمجھتا ہوں۔۔۔" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔
 "اور اسی نے اُس کو زخمی بھی کیا ہے۔۔۔"
 "کس کو۔۔۔"
 "کلے آدمی کو۔۔۔"
 "اوہ۔۔۔ تو کوئی کالا آدمی بھی ہے! لیکن کلے سے کیا مراد ہے۔۔۔"
 "مقامی باشندہ جناب۔۔۔" مسرما کہہ کر اُسے مخاطب کر رہا تھا۔
 "اور دوسرا جو لڑکی کے ساتھ آیا تھا۔۔۔"
 "وہ ٹھیک ہے۔ اُس پر اُس نے تشدد نہیں کیا۔ لیکن دھکیاں دیتا رہا تھا۔
 دفعہ تیسری طرف سے ایک فائر ہوا۔ اور موٹا آدمی دھم سے فرش پر آ رہا۔
 عمران نے پوزیشن لینے کے لئے ایک طرف چھلانگ لگائی تھی۔ لیکن پھر کوئی فائر
 نہ ہوا۔ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف چھپا۔۔۔

فائر کی آواز پر جوت بھی دوڑ آیا تھا۔!
 "کیا ہوا باس۔۔۔"
 "نار۔۔۔ تم ادھر اُس کھڑکی پر جاؤ۔۔۔"
 لیکن باہر سناٹا تھا۔ اور دور تک کھکی کے کھیت اہلیا ہے تھے۔ موٹا
 آدمی مرجھکا تھا اور لڑکی اُس پر گر رہی ہوئی سبک رہی تھی۔ پھر سر اٹھا کر
 چلی۔ اس نے کیا کیا تھا۔ تم نے اسے کیوں مار ڈالا۔۔۔"
 "ہم نے نہیں مارا لڑکی۔ باہر سے کبھی نے فائر کیا تھا۔" عمران نے نرم
 لہجے میں کہا۔
 "اتنے میں بگاسی ظفر کو ساتھ لے جوتے دہاں آپ ہو چکا۔۔۔"
 "دوسرا زخمی مرجھکا ہے جناب۔" اُس نے عمران کو اطلاع دی اور
 "میں پھاڑ پھاڑ کر موٹے آدمی کو دیکھنے لگا جکی داسنی کینٹ میں سوراخ ہو گیا تھا۔
 چپو دست سیاہ بگاسی میز پر چھکی ہوئی ایک چھوٹے سے نقشے کو بغور
 دیکھ رہی تھی۔ کبھی کبھی متدب شیشہ بھی استعمال کرتی۔
 دفعہ ایک سفید نام آدمی اجازت لیکر اندر داخل ہوا۔
 "کیا بات ہے۔۔۔" اُس نے سر اٹھا کر پوچھا!
 "دیر سے کوئی رہ رہ کر کال کر رہا ہے۔ لیکن کوڈ نمبر کا حوالہ دیتے بغیر
 جب کوڈ نمبر نہیں بتا رہا تو تم نے کیسے سمجھ لیا کہ وہ کال تمہارے لئے ہے؟"
 "تنظیم کے بڑوں کو جس طرح مخاطب کیا جاتا ہے اُسی طرح کر رہا ہوں۔"

”اُورہ۔۔“! وہ سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی ”اچھا چلو، دیکھ لیتے ہیں۔۔“
 وہ اُسکے ساتھ اُس جھونپڑے میں پہنچا جسے آپریشن روم بنا رکھا تھا۔
 ایک آدمی ڈرائیوٹر کا ہیڈ فون چڑھاتے بیٹھا نظر آیا۔۔ پورے شیا کے ساتھ
 اشارے سے کچھ پوچھا۔ جس کا جواب اثبات میں ملنے ہی پورے شیا سے بولا ”کال
 ہو رہی ہے مادام۔۔“

پورے شیا نے دوسرا ہیڈ فون کالوں پر فکس کرتے ہوئے دوسرے آدمی کو
 اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہیڈ فون اتارے۔۔
 وہ ہیڈ فون اتار کر نوڈ ہانڈ کھڑا ہو گیا۔

”ہیلو۔۔ کون ہے۔۔“ پورے شیا آواز دبا کر بولی۔
 ”تم کون ہو۔۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔
 ”تمہیں اس سے کیا! کس کو کیا پیغام پہنچانا چاہتے ہو۔۔ مجھے بتاؤ۔۔“
 ”بگ ڈن کے لئے پیغام ہے۔۔“

”تمہاری شناخت۔۔“ پورے شیا جتنا کر بولی۔
 ”جو تک کہہ دینا۔۔ کافی ہو گا۔۔“

”کہو۔ کیا کہنا ہے۔۔“
 ”ایک شرط پر سمجھو کہہ سکتا ہوں! ورنہ کھیل بگاڑ دوں گا۔۔“
 ”کونسا کھیل بگاڑ دوں گے۔۔“ پورے شیا نے اس بار آواز بدلتے لہجے کی کوشش
 نہیں کی تھی اور لہجہ بھی پہلے سے مختلف تھا۔

”اُورہ۔۔ تو تم خود ہو۔۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔
 ”جو اس بند کرو۔۔ اصل موضوع کی طرف آؤ۔۔“
 ”اصل موضوع یہ ہے کہ میں سچے سچ تمہارا کھیل بگاڑ دوں گا۔ ورنہ میرا بھی
 ایک کام کر دو۔۔“

”کام کی نوعیت بتاؤ۔۔“

”میں کچھ اسلحہ اسی طرف سے پڑوسی ملک میں پہنچانا چاہتا ہوں جہاں تم اپنا
 کام کر رہے ہو۔۔“

”وہاں کی خانہ جنگی ہمارے مشن سے مطابقت نہیں رکھتی۔۔“
 ”مجھے اس سے کیا سروکار کہ تمہیں کیا پسند ہے اور کیا پسند نہیں ہے۔۔“
 دوسری طرف سے آواز آئی۔

”سنو۔۔ فوری طور پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایک گھنٹے بعد پھر کال کرنا۔ کوڈ
 نمبر ۱۔ ایل۔ فائو، نوٹ کر دو۔۔“

”میں کیا کروں گا کوڈ نمبر نوٹ کر کے۔۔۔“
 ”ناکہ رابطہ قائم کرنے میں تمہیں دشواری نہ ہو۔ سنا ہے بہت دیر سے کال
 مل رہی تھی۔۔“

”بہت مہربان ہو رہی ہو۔۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔
 ”مجھے ہمیشہ افسوس ہے کہ اِتم سے خواہ مخواہ جھگڑا ہو گیا۔۔ پورے شیا نے کہا۔
 اور قریب کھڑے ہوئے آپریشن روم کا اشارہ کیا۔ دقتی سے ایک مشین کے قریب
 جا کھڑا ہوا تھا۔

”افسوس تو مجھے بھی ہے۔۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔۔“
 آپریشن روم نے دوسری مشین کا ایک ڈرائیوٹر سے منسلک کر دیا۔
 ”کیوں نہیں ہو سکتا۔۔“ پورے شیا بولی۔

”تنظیم مجھے رد کر چکی ہے۔۔“
 ”لیکن مجھ سے اختلاف کرنے کی جرأت کسی میں بھی نہ ہوگی۔۔“
 ”یہ تو ٹھیک ہے لیکن اب میں الگ ہی رہنا چاہتا ہوں۔۔۔“
 ”خیر۔۔۔ یہ دوسری بات ہے! لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ دشمنی بھی رقرار رکھو۔۔“

”میں ایک گھنٹے بعد کال کروں گا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور پھر سنا اچھا لیا۔“

پوریشیا نے میڈیٹرن آٹارکریز پر رکھ دیا اور اُس آپریٹر کو دیکھنے لگی جو دوسری مشین پر جھکا ہوا کچھ نوٹ کر رہا تھا۔

آپریٹر نے دوسرے ہی لمحے میں پیڈ اسکے سامنے رکھ دیا۔ اُس نے اُس کے نوٹ پر نظر ڈالی اور وہ ورق پیڈ سے الگ کر لیا اور اُسٹو گئی۔

”ایک گھنٹے بعد وہ ریڈیل۔ فایتو کے محلے کے کال کریگا مجھے اطلاع دینا۔“ اُس نے آپریٹر سے کہا اور باہر نکل آئی۔ ایسا معلوم ہوا تھا۔ جسے بہت جلدی

میں ہو۔ پھر ایک جھونپڑے کے سامنے رک کر دروازے کی زنجیر ہلائی۔ دروازہ فوراً ہی کھلا تھا۔ ایک گھنٹے اور آٹارکریز نام سامنے کھڑا نظر آیا۔

پوریشیا کو دیکھ کر وہ احتراماً جھکا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ جھونپڑے میں داخل ہوئی ہوئی بولی۔ کوئی مقامی ایجنٹ مارا گیا ہے۔ اور اُسکی کلپ ڈیوائس سنگ ہی کے ہاتھ لگ گئی ہے۔۔۔

”مجھے حیرت ہے ادا۔“

”اُس سے جھگڑے کے بعد میں نے سارا سسٹم تبدیل کر دیا تھا۔۔۔ لیکن پھر

بھی۔۔۔ وہ جملہ ٹوراکٹے بغیر خاموش ہو گئی۔

”آپ تشریف لے گئے۔“ اُس نے کہا۔ ”اگر وہ یہاں ہے تو اُس سے پتہ یا جانے گا۔“

پوریشیا آپریٹر کے پیڈ سے الگ کئے ہوئے ورق پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔

”انڈیکس کے مطابق۔۔۔ ہمیں ڈگری جنوب مشرق۔۔۔ ناصلا ایک سو بیس میل۔“

”اس کا مطلب ہوا کہ وہ موازیا میں کہیں ہے۔“ مرد نے کہا۔

”تم سارے مقامی ایجنٹوں کو یکے بعد دیگرے چیک کر رہے۔ معلوم ہو جائے گا۔“

”کس کاٹرائسٹر اسکے ہاتھ لگا ہے۔۔۔“

”بہت بہتر ادا۔ لیکن وہ کیا چاہتا ہے۔۔۔“

”ٹنگائی کا جھیل کے اُس پار اسٹرا سٹرا کرنا چاہتا ہے۔ دھمکی دی ہے کہ

اگر ہم نے اپنے بنائے ہوئے راستوں سے اُس کی یہ مشکل آسان نہ کی تو وہ ہمارے مشن کو نقصان پہنچائے گا۔“

”خاصا پیچیدہ مسئلہ ہے۔ آپ ادا مٹی تھری بی کو اس معاملے سے آگاہ کر دیجئے۔“

”وہ تو میں کر ہی دوں گی لیکن فی الحان اُسے اُلجھائے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اسی

ایجنٹ پر وہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔“

”اچھی بات ہے۔ میں ایک ایک کر کے سارے ایجنٹوں کو کال کرتا ہوں۔“

”ظفر کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔۔۔“

”مہربان کے علاوہ اور کسی نے بھی اُس سے ملنے کی کوشش نہیں کی! آج صبح

کی رپورٹ ملے کہ وہ دونوں موازیا میں ہیں۔۔۔“

”کون دونوں۔۔۔ پوریشیا چونک کر بولی۔

”مسوا اور ظفر۔۔۔“

”اُدھ۔ اتحق۔۔۔ پوریشیا ذات پیکرہ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی۔

”مجھے یقین ہے کہ مسوا ہی مارا گیا ہے۔ اُسی کاٹرائسٹر سنگ کے قبضے میں ہے

سنگ بھی عمران کے ساتھیوں کو پہچانتا ہے۔ ظفر ہی کی وجہ سے مسوا کی طرف

موجہ ہوا ہرگا۔۔۔“

”ہو سکتا ہے ادا۔“

”اپنے آدمیوں سے کہو، ظفر پر کڑی نظر رکھیں۔۔۔“

”بہت بہتر ادا۔۔۔“

”نہی کیجیے کی کیا خبر ہے۔۔۔“

آخری خبر۔ چار دن پہلے ہی تھی۔

کر نل ڈونا بونا رڈ۔ بن جیروم سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔

۱۰۔ ہاں مادام۔

خبر۔ اُن لوگوں کو تو دیکھ لیا جائے گا۔ لیکن ٹھہرو۔ تم نے یہی تو بتایا تھا کہ کر نل میت چار آدمی فی الحال کی گرام کی طرف جانے والے ہیں۔ اُن میں سے دو آدمی کر نل ہی کے ہیں۔ اور چوتھا بگاسی ہے۔

۱۱۔ ہاں مادام۔ کیپٹن بگاسی نے یہی اطلاع دی تھی۔

سوچنے کی بات ہے کہ کیپٹن بگاسی ہی کیوں۔ کوئی اور کیوں نہیں؟

ہو سکتا ہے بگاسی نے دیدہ و دانستہ اپنی بہت زیادہ باخبرگی کا غیبت پیش کیا ہو اور اسی بنا پر منتخب کر لیا گیا ہو۔

تمہاری یہ دلیل مجھے مطمئن نہیں کر سکی۔ اسکی وضاحت چاہتی ہوں۔

میں اسے کال کر کے پوچھ لوں گا۔

جتنی جلد ممکن ہو۔ مقامی ایجنٹوں کو کال کر کے کا سلسلہ اُسی سے شروع

کرنا۔

بہت بہتر مادام۔

دفعہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اور سفید نام آدمی نے ادبچی

آواز میں کہا۔ آ جاؤ۔

دروازہ کھول کر ایک آپریٹر اندر داخل ہوا۔ اور اسے ایک پرچہ تھما کر

واپس چلا گیا۔

مادام۔ وہ پرچے پر نظر ڈال کر بولا۔ یہ تو بگاسی ہی کا بیغام ہے۔

مائی سکاڈ۔ کہتا ہے ہم مواز میں ہیں۔ یہاں کر نل کا میسر اساتقی عجیبات

میں ملا ہے۔ وہ ایک ایسے کمرے میں بند تھا جس میں ایک مقامی آدمی کی لاش تھی۔

موجود تھی۔ مرنے والے کا نام کر نل کے ساتھی نے مسوما بتایا ہے۔ کر نل کا یہ

ساتھی ایشیائی معلوم ہوتا ہے نام نظریہ ہے۔

بڑی عمدہ خبر ہے۔ پور ایشیا پر مسرت لہجے میں بولی۔ لیکن یہ بگاسی

اول درجے کا گدھا معلوم ہوتا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ مواز میں کہاں قیام ہے؟

نیکر نہ کیجئے مادام۔ ہم تلاش کر لیں گے۔

یہ کر نل ڈونا بونا رڈ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس پرچہ میں لاکھوں

کی شرط لگانے کو تیار ہوں۔

تو پھر میں جلدی کرنی چاہیے۔

کھیتوں پر دو اینچ چھڑکنے والا ہیلی کوپٹر آرڈر میں ہے یا نہیں۔

ابھی معلوم کرنا ہوں مادام۔

جلدی کر دیں اسے ٹھکانے پر بلوں گی۔

اور آج ہی الی کال کا کیا ہے کا جو ایک گھنٹے بعد مرنے والی تھی؟

اُسے جہلم میں چھوڑ دو۔ عمران اس سے کبھی زیادہ اہم ہے۔

جیسی آپ کی مرضی۔

❦

جیسے ہی گفتگو ختم کر کے کیپٹن بگاسی نے ناؤٹین بن جیب میں رکھا۔

جوزف نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ اور دبڑچ کر بیٹھ گیا۔

یہ کیا حرکت ہے؟ بگاسی غرایا تھا۔

غدا کے بچے۔ یہ ٹرائسمیر میرے حوالے کر دو۔ ورنہ جان سے اڑوں گا۔

کک۔۔ کیسا ٹرانسمیٹر۔۔۔ خیں۔۔۔ خیں۔۔۔ چھوڑ دو۔۔!

جوزت نے اس کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا تھا۔ ذرا ہی میں اس کی دیر میں وہ بھی حرکت پڑ گیا۔ جوزت نے ناؤ نین پن اس کی جیب سے نکال کر انچ جیب میں ڈال لیا۔!

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب وہ ویلی کے نام سے دالیں پڑے تھے۔ ایک جگہ کیشن لگاسی نے اچانک پیٹ میں درد لگنے کا بہانہ کر کے گاڑی رکوائی تھی اور جھاڑوں میں گھست چلا گیا تھا۔ جوزت بھی لڑکھا۔ اس نے اس کا وہ پیغام اچھی طرح سن لینے کے بعد ہی اس پر حملہ کیا تھا۔۔۔

اب اس کا کیا کریں باس۔۔۔ جوزت نے میوش لگاسی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔!

تم نے جلد بازی سے کام لے کر دشواریاں پیدا کر دیں۔!

وہ پیغام ایسا ہی تھا۔۔۔ باس: ہم بے خبری میں مار لئے جاتے اس نے اس وقت کے واقعے کی پوری رپورٹ دی تھی۔ مسٹر ظفر کا بھی نام لیا تھا۔!

پھر اس نے پورا پیغام لفظ بلفظ دہراتے ہوئے کہا پھر میں کیا کرتا باس: میں نے سوچا اب اس سے ٹرانسمیٹر چھین ہی لینا چاہیے۔!

عمران کچھ نہ بولا۔ اس نے ناؤ نین پن جوزت سے لیکر اپنی جیب میں ڈال دیا اور میوش لگاسی کو گاڑی کی طرف اٹھوایا تھا۔

دوبی کا سفر پھر شروع ہو گیا۔ ظفر اگلی سیٹ پر عمران کے ساتھ تھا۔ کیٹی لگاسی کو پچھلی سیٹ پر جوزت کے ساتھ بٹھایا گیا تھا۔ اور جوزت پوری طرح ہوشیار تھا۔ ظفر عمران کو پور شیا سنگھٹن سے اچانک ملاقات کے بارے میں جانے لگا

تھا۔ عمران خاموشی سے سناتا رہا اور اس کے خاموش ہونے پر طویل سانس لے کر بولا۔ تم سے فوری طور پر رابطہ قائم نہ کر کے میں نے غلطی کی تھی۔!

میں نہیں سمجھا۔!

دار السلام میں تمہاری نگرانی ہی کر رہا تھا۔ وہ اگر پور شیا سنگھٹن کے بارے میں پہلے ہی معلوم ہو جاتا تو۔۔۔

تو وہ ایسے لوگ کی اینٹ نہیں ہے۔!

سوچا ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اچھی طرح سوچ کر بتاؤ۔ کھانے کے بعد سے دار السلام کے ہسپتال تک پہنچنے کے درمیان میوش کا کوئی وقت بھی یادداشت کی سطح پر آجھرا ہے یا نہیں۔!

ہرگز نہیں۔۔۔ میں پہلے ہی غور کر چکا ہوں۔!

اُدھر لگاسی میوش میں آچلا تھا۔ جوزت نے اپنا دل اور اس کے باتیں پہلو سے لگا دیں۔!

آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے! لگاسی تھوڑی دیر بعد کراہا۔

تم تو تم ہی بتاؤ گے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے! عمران نے مجدد سر پہچان لیا۔ لیکن میرا تصور کر ل۔۔۔ تمہارے آدمی نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا!

اپنا کوئی بہانہ دو۔ وہ بہت برا حشر کروں گا! عمران بولا۔

کر دہم۔۔۔ کیسا بڑا آدمی! ناؤ نین پن میرے ذرا لالہ دم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے خصوصیت سے تمہارا ہی انتخاب کیوں کیا تھا۔!

لگاسی کچھ نہ بولا۔

کیا کچھ کر تم نے اپنے ملک سے غداری کی سرجی تھی۔! عمران نے سوال کیا۔

وہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے ملک کے مفاد میں کیا ہے۔ لگاسی کراہا۔

وہ کس طرح۔۔۔؟

پورا برا عظیم بڑی طاقتوں کا اکھاڑہ بننے والا ہے۔ لہذا میں بڑی طاقتوں

کے دشمن کا ساتھ کیوں نہ دوں۔۔۔

”اگر تم مجھے قاتل کر کے تو میں بھی تمہارا ساتھی بن جاؤں گا۔ ذرا بتانا تو کہ

اس دشمن کی بے باک کیا ہے۔۔۔

”دنیا کے بہترین رماض ان کے ساتھ ہیں۔ ان کے حربوں کا کوئی توڑ نہ ہو گا۔

و کب سے سرگرم عمل ہیں یہ لوگ اور انھوں نے اب تک بڑی طاقتوں کا کیا

لگاڑ لیا ہے۔۔۔

”یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن میرا ایمان ہے اس پر جو کہ باہر ہے۔۔۔

”کیا انھیں تمہارے ملک کی اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔۔۔

”ہرگز نہیں۔۔۔ بہتیر دن نے تو نام تک نہ سنا ہو گا۔۔۔

”وہ صیرت بن الاوامی ٹھگ ہیں۔۔۔ اور کچھ بھی نہیں۔ عالمی حکومت کا

تصور فراڈ ہے۔۔۔

”ہاں! عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔۔۔

”نہ سمجھو۔ مگر کوڑا تو بتانا ہی پڑے گا۔۔۔

”بگاسی نے سختی سے ہونٹ پھینچنے لئے اور جوزف اسکی پسلی پر دیا اور کلا بلو

ڈالتا ہوا بولا ”جلدی سے اٹھ دو۔۔۔ ورنہ فائر کروں گا۔۔۔“

”میری زندگی افریقہ کی سلامتی سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ شرق سے گولی مارو

میں مزاحمت نہیں کروں گا۔“ بگاسی آنکھیں بند کر کے بولا۔

”جلدی نہ کرو۔ ایسے سوچنے کا موقع دو۔۔۔“ عمران نے جوزف سے کہا۔

”گاری کی رفتار تیز نہیں تھی۔ عمران بگاسی کو دقت دے رہا تھا۔ خیموں تک

پہنچنے سے قبل اس کی زبان کھلوانا چاہتا تھا۔

”بگاسی بدستور آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار

نہیں پائے جاتے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے بہت ہی خوش کن تصورات منڈا رہا ہو۔

جوزف اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا: کیپٹن بگاسی

اگر تم مجھے اپنا کوڑا نہیں بتاؤ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں نکل جانے کا موقع دے دوں گا

تمہارے حکام کے حوالے میں کروں گا۔۔۔

”بیکار ہے کرل۔ تم مجھے اس پر کسی طرح بھی آمادہ نہیں کر سکو گے۔ میں تو

چاہتا ہوں کہ تم مجھے میرے حکام کے حوالے کر دو تاکہ میری غداری کی پلٹی اس

ریارک کے ساتھ ہو سکے کہ میں مرجانا قبول کر لیا لیکن زبان نہیں کھولی۔۔۔

”اس سے کیا ہو گا۔۔۔“

”مجھ جیسے دوسرے سر فرشتوں کو آگے بڑھنے کا موقع ملے گا۔ اور وہ بھی

اسی تنظیم سے منسلک ہو جائیں گے۔۔۔“

”وہم ہے تمہارا کیپٹن بگاسی تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ یہ تنظیم ساری دنیا

میں کس طرح بدنام ہے۔ یہ تنظیم حکومتوں کو جیک میل کر کے اپنے موکل ملکوں

سے بہت بڑی بڑی زمینیں وصول کرتی ہے اور انہیں مجرمانہ طور پر ضائع کر دیتی ہے۔

میں جانتا ہوں۔ عام تاثر یہی ہے۔۔۔“

”تو پھر تم خود کو۔۔۔“

”افریقہ کو سفید فاقوں کے بچے سے رہائی دلانے کیلئے میں شیطان سے بھی

ساز باز کر سکتا ہوں۔۔۔“

”اچھی بات ہے تو تم گناسی کی موت مر جاؤ گے۔ تمہارے اس کارنامے کی تشہیر

نہیں ہو سکے گی۔۔۔“

”کیپٹن بگاسی کو تیدیوں ہی کی طرح خیموں تک لایا گیا تھا اور اس نے سطور غلامی

کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔۔۔ اس کے چہرے سے ایسی ہی طمانیت کا اظہار ہو رہا

تھا جیسے کسی نیک مقصد کے حصول میں ناکام ہو جانے کے بعد شہادت کا منتظر ہو۔

جوزف نے آہستہ سے کہا ”باس! وہ کوڑا نہیں بتا سکا۔ مسٹر فلپ نے مسموم

کے بائیں میں بھی یہ بتایا تھا۔ اُس کے زخموں پر نمک چھڑکا گیا۔ ٹپ ٹپ کر رہا تھا۔
مگر کوئی دیکھ نہیں پایا۔

”میرا بھی یہ خیال ہے! مجھے بہرہ دی ہے ان لوگوں سے۔ یہ مخلص لوگ ہیں۔“
عمران طویل سانس لے کر بولا۔ لیکن غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ سفید فاموں سے
بچھیا چھپرائے کے لئے ٹھگروں کی گود میں جانیٹھے ہیں۔

”تو پھر اب اس کا کیا کر کے اس۔“
”سوچنا پڑے گا۔“ ہیڈ کوارٹر کے حوالے نہیں کیا جاتا۔
”میں بتاؤں باس! تمہارے پاس تو طرح طرح کی ہتھیاریں بھی ہیں۔ ذہنی
طور پر مصلوح کر کے کسی ہسپتال میں ڈلوادو۔“
”گڈ۔“ عمران اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ ”مجھے تم سے اتفاق ہے۔“

فی الحال میں خواب آور دوا انجکٹ کروں گا۔“
دفعۃً ایک سیل کو پیرخمیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا چلا گیا! کچھ دور جا کر پھر
پلٹا تھا۔ بگاسی جو گھنٹوں میں مریئے فاموش بیٹھا تھا چونک کر اُسکی طرف متوجہ
ہو گیا۔

”درا دیکھنا۔“ عمران نے جوزف سے کہا: اور وہ خیمے سے نکل گیا۔ اس بار
شائد پہلی کو پٹر وہیں کہیں فضا میں معلق ہو گیا تھا اور اُس کی کان بجاڑ دینے
والی آواز ایک بگجم کر رہ گئی تھی۔ جوزف واپس آ گیا۔ اور چیخ چیخ کر کہنے
لگا: ”محکمہ زراعت کا ہے۔ شائد پھر بار دوا چھڑک رہا ہے۔ ہر خیمے پر۔“
پھر وہ کھڑے کھڑے دم سے زمین پر چلا آیا۔ عمران اُس طرف جیٹا بگاسی
بھی بوکھلا کر اٹھ گیا۔

”یہ تو بیہوش ہو گیا۔“ عمران زور سے بولا۔
”مم۔“ میرا بھی سر ہچکا رہا ہے۔ بگاسی نے کہا اور آکھیں کپاٹنے لگا۔

پھر وہ بھی لڑکھڑا کر گر اٹھا۔ ایک بیک عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے سانپوں
کے دریغ اُس کے سینے میں جہنم اُڑ گیا ہو۔ ایسی ہی سوزش سانس کی نالی میں
محسوس ہوتی تھی۔ اور پھر آنکھ کان، ناک، برقعہ سے شعلے نکلنے لگے۔
وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے ہوئے بگاسی پر ڈھیر ہو گیا۔ ذہنی
اندھیرے کی دلدل میں دھنسا چلا گیا تھا۔

اور پھر اچانک ایک میچان اور خواب کی ابتداء ہوئی۔ اُس نے دیکھا جیسے وہ سیاہ
نام دیشیوں کے ایک جھنڈ میں شامل ہو گیا ہے وہ سب نیم برہنہ تھے۔ اور اُن کے
سیاہ جسموں پر گیرو اور کھرباسے خطوط اور دائرے بنائے گئے تھے۔ اُس نے
دیکھا کہ خود اُس کا بھی وہی خلیہ ہے۔ اُس کی مکر کے گرد بھی ہاریکیشوں والی
گھاس کی تھاری لپٹ ہوئی ہے۔ اور وہ اُن کے ساتھ وحشیانہ رقص کر رہا ہے
ڈھول پیٹے جا رہے ہیں۔ رقص تیز ہوتا جا رہا ہے۔ دوسروں کی طرح وہ بھی
ایک اندر ایک مخصوص انداز میں بچا رہا ہے۔ پھر ایک عجیب سی تیز آواز سنائی دیتی
ہے۔ دھن دھن جاتا ہے اور وہ سب خوفزدہ نظروں سے آواز کی جانب متوجہ
ہو جاتے ہیں عمران نے دیکھا کہ ہاتھیوں کا ایک جھنڈ دُور سے اُسہی کی طرف
دڑا آ رہا ہے۔ سائے چمکی اچھل اچھل کر ایک جانب بھاگنے لگے۔ عمران نے
بھی اُن کی تقلید کی۔ پھر وہ سب ایک ٹیلے پر چڑھے۔ اور پھر پہرہ چکر لگاتے
ہیں۔ عمران نے مڑ کر دیکھا۔ ہاتھیوں کا جھنڈ قریب پہنچ چکا تھا۔ ہاتھیوں
کے پیچھے انسانی شکل میں کوئی شے تھی۔ ایک قوی بیکیل آدمی جس کے جسم پر
زیراکی سی سیاہ اور سفید دھاریاں تھیں۔ اور اب یہ بات عمران کی سمجھ
میں آئی کہ وہ ہاتھی اُسی عجیب اقلیت آدمی سے ڈر کر بھاگ رہے تھے۔ ایسا
لگتا تھا جیسے وہ اُنہی ہاتھیوں میں سے کسی کو کپڑا چاہتا ہو! اور پھر دیکھتے
ہی دیکھتے اُس نے ایک کی ٹوند پکڑ لی۔ اور ہر سائے وحشی مسجد سے

گر گئے۔ لیکن عمران سے یہ نہ ہو سکا۔۔۔ وہ بدستور کھڑا حیرت سے ہاتھی اور اس آدمی کا کھینچ تان دیکھتا رہا۔ ہاتھی اس سے اپنی سونڈ چھڑا لینے کے لئے پچھلی ٹانگوں پر جھکتا چلا جا رہا تھا۔ لیکن سونڈ اس کی گرفت سے نہیں نکلی سکی تھی۔ اچانک اس نے ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر ہاتھی کو ایک طرف الٹ دیا اور اس کی گردن پر سوار ہو کر جبروں میں ہاتھ ڈال دیئے۔۔۔ وہ اس کا منہ چیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے ہاتھی شور مچاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ اُدھر اس عجیب الخلقت آدمی نے ہاتھی کا دلہا اس حد تک چیر دیا کہ جبروں کی ہڈیاں الگ ہو گئیں۔ اب اس کے منہ سے بڑی بھیاں آ رہی تھیں۔ دھار دھار آدمی اسے چھوڑ کر بھاگ گیا۔۔۔ اور اسی طرف دوڑ نکادی طعہ دے رہا تھا گئے تھے جس ہاتھی کے جبرے وہ چیر گیا تھا۔ تشنہ کیفیت میں جلا جلا کر تھوڑا رہا تھا۔

جنگل شر مچاتے ہوئے ٹیلے سے اترنے لگے۔ لیکن عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔۔۔ جنگلی نیچے پہونچ کر مرتے ہوئے ہاتھی پر ٹوٹ پڑے اور اس کے جسم سے گشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹنے لگے۔ دفعۃً عمران نے محسوس کیا کہ اس کے قریب اور کوئی بھی موجود ہے۔ یہ ایک طویل قامت سیاہ قام جنگلی تھا۔ وہ بھی عمران کی طرح ہاتھی کی طرف نہیں گیا۔ دونوں خاموش کھڑے آنکھیں بھاڑ بھاڑ کر ایک دوسرے کو دیکھنے جا رہے تھے۔ اور پھر اچانک عمران کو احساس ہوا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا سب کچھ حقیقت پر مبنی ہے۔

لبے جنگلی نے انگلیش میں کہا "میں ان میں سے نہیں ہوں۔" "میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں۔" عمران بولا "ان میں نہ کوئی تباہی طرح نہ لپا پلا ہے اور نہ اتنا لبا۔ کہیں کی ناک بھی چھٹی نہیں ہے۔"

"اُدھر۔۔۔ تو یہ تم ہو۔۔۔" لبے جنگلی نے منکر کہا۔ "مگر ہم کالے کیسے ہو گئے۔۔۔" عمران نے پرتشویش لہجے میں کہا۔ "وہ بعد کی بات ہے۔ پہلے یہ سوچو کہ یہاں تک پہونچنے کس طرح۔۔۔" "مجھے یاد نہیں۔" کھوڑی دیے پہلے تک ایسا محسوس ہوتا رہا تھا جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔۔۔" "بڑی عجیب بات ہے۔۔۔ میں بھی یہی سمجھتا رہا تھا۔ لیکن یہ خواب نہیں ہے جیسے۔۔۔"

"لیکن ہماری رنگت۔۔۔" عمران کرا رہا۔ "اصلی جی لگتی ہے۔" لبے آدمی نے لاپرواہی سے کہا۔ "دفعۃً قریب ہی کسی نے کھٹکنا ہوا سا تہقبہ لگایا۔ نسوانی آواز تھی۔ دونوں جرنک کر پتھروں کے اس ڈھیر کی طرف متوجہ ہو گئے جس سے آواز آئی تھی۔ "خوش آمدید۔" پتھروں کے ڈھیر سے وہی آواز آئی۔۔۔ "ٹی ٹھری ٹی تم دونوں کو خوش آمدید کہتی ہے۔" "تم دونوں کو بہت خوبصورت لگ رہے دوڑوں کچھ لالہ۔" آواز پھر آئی۔ "تم دونوں بہت خوبصورت لگ رہے ہو۔ لیکن کھوڑی دیر بعد جب تم ہاتھی کا گوشت کھائے سے انکار کرو گے تو یہ سب نیزوں کی انیوں سے تمہیں ہولناک کر دیں گے۔" "اس طرح وارنر بزدلی ہے۔" لبے جنگلی نے کہا۔

"عودت بزدل ہی جوتی ہے۔ تم نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بہر حال اب میں کچھ دنوں تک تم دونوں کی بے بسی سے لطف اٹھاؤں گی۔۔۔ تم ان دونوں کی باتیں سمجھ سکو گے اور نہ یہ تمہاری سمجھیں گے۔" دفعۃً عمران نے زوردار تہقبہ لگایا اور بولا "کیوں خواہ مخواہ دھونسا رہی ہو ان میں سے ایک بھی دائرہ میری نہیں ہے۔۔۔ یہ سب دیسے ہی جنگلی ہیں جیسے ہم آگئے

دن فلموں میں دیکھا کرتے ہیں۔ بہر حال اچھا خاصہ ڈرامہ ہے۔ پسند آیا۔ یہی رنگت بدلنے کی بات تو لقب زندگی یونہی تھی۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔

فیقہہ بھڑکائی دیا۔ لیکن کچھ کہا نہیں گیا تھا۔ پہلے ہی کی طرح سنا تھا گیا۔

کتیا۔ : لہجہ جنگلی دانت پس کر بولا۔

ختم کرو۔ : عمران ہاتھ ہلکا کر بولا۔

نہیں آؤ۔ پتھروں سے اس ڈھیر کو اکٹھ پٹھ دیں۔ :

اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ :

دیکھیں کہ آواز کس طرح آگے تھی۔ :

اُدھر۔ سنگ بھی پتھروں کی سی باتیں کرنے لگا ہے۔ :

یہ کیا کہو اس سے۔ :

اگر ایک خود کار ٹرانسمیٹر ہاتھ بھی لگ گیا تو اس سے کیا ہوگا۔ اُدھر کو۔ :

کیا کوئی جیٹ ٹرانسمیٹر ٹاؤن میں پن کی شکل میں تہا ہے پاس تھا۔ :

تھا تو۔ : سنگ ہی ہلکا کر بولا۔

اُسی کی وجہ سے دھڑلے گئے ہو۔ اُسی نے تمہاری بھی نشانہ دہی کی ہوگی :

سنگ کسی سوچ میں پڑ گیا۔ عمران اُسے بتانے لگا کہ سر طرح ایک ہیلی کوپٹر نے خیموں پر چڑھ کر دوا اسپرے کی تھی۔ اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت بیہوش ہو گیا تھا۔ :

شائد یہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا تھا۔ لیکن میں اُس وقت کسی جیت کے نیچے نہیں تھا۔ پہلی کوپٹر میرے اوپر سے بھی گزرا تھا۔ :

کچھ بھی ہوا ہو۔ اب اس کے علاوہ اور کچھ نہ سوچو کہ کسی طرح اس ظلم سے نکل جاؤ :

سنگ کچھ نہ بولا۔ عمران اُن جنگیلوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو ہاتھ کا گوشت کاٹ رہے تھے۔ :

تھوڑی دیر بعد سنگ نے کہا۔ اس وقت میں خود کو بالکل چند محسوس کر رہا ہوں۔

تم اس وقت محسوس کر رہے ہو۔ میں ہمیشہ سے یہی سمجھتا آیا ہوں۔ : عمران

چبک کر بولا۔ :

”چب بے۔۔۔ مجھے خستہ نہ بولا۔“

”تم تو اپنے جڑ چڑے نہیں تھے چچا۔ : عمران نے بالیرسانہ انداز میں کہا۔

”مجھ اس بند کر دو۔“ :

”اب کیا مجھ سے اُلھو گے۔“ :

سنگ اُسے کوئی جواب دینے کی بجائے اُسی جانب اُترنے لگا۔ جدھر جنگلی تھے۔

عمران نے دیکھا کہ سنگ بھی اُنہی میں شامل ہو گیا ہے جو ہاتھ کا گوشت کاٹ رہے تھے۔ عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتیں۔ لیکن پھر خیال آگیا کہ وہ تو ان قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ جو گوشت کے نام پر جھپکلیاں اور چھوہ بھی نہیں چھورتی۔ لیکن خود اُس کا کیا ہو گا وہ کیا کھائے گا۔ :

دفعہ کسی نے عقب سے اُس کے شانے پکڑے اور جھنجھوڑ کر رکھ دیا لیکن رگت اتنی مضبوط نہیں تھی کہ وہ مڑ نہ سکا۔ عمران بہت محتاط ہو کر گھرا۔ : وہ ایک جوان العمر جنگلی عورت تھی۔ اُس نے عمران کا ہاتھ تھاما اور بڑی تیزی سے ٹیلے کی دوسری جانب اُترنے لگی۔ اگر اُسی سمت لے جاتے جہاں ہاتھ کا گوشت کاٹا جا رہا تھا تو شائد عمران بچکا ہٹ ظاہر کرتا۔ لیکن دوسری جانب تو وہ اُسے بڑی آسانی سے کھینچ لے جاتی تھی۔ :

نیچے پہنچ کر وہ قد آدم چھار یوں میں گھسے تھے۔ لیکن کوئی بتایا ہوا راستہ تھا : وہ ان گھنی چھار یوں کے درمیان تو ایک قدم چلنا بھی دشوار ہوتا۔ تھوڑی دیر بعد کچھ دھلان میں اُترنا پڑا۔ عورت بے تکان دوڑ رہی تھی۔ پھر وہ کیوں

اپنے قدم روکتا یا یہ ظاہر کرتا کہ وہ اُس کے لئے کوئی نئی بات ہے۔
 بالآخر وہ ایک جگہ رُک کر تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہونے لگے۔
 کچھ دیر بعد عورت انگلش میں بولی "تم سب سے الگ تھلک نظر آتے تو
 خیال پیدا ہوا کہ میں میری ہی طرف سے نہ ہو۔"

"دوست خیال پیدا ہوا تھا۔ میرے لائق کوئی خدمت۔"

"خدا کا شکر ہے۔" وہ میا ختمہ آچھل پڑی اور عمران سے بغلیں جو جانے کی
 کوشش کرتی ہوئی بولی "اب میں تمہا نہیں ہوں۔"
 "وہ تو ٹھیک ہے۔" عمران بڑھکھلا کر پیچھے مٹا ہوا بولا "لیکن اس کی کیا
 ضرورت ہے۔"

وہ ٹھٹھک گئی اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی "میں اصل
 سفید نام ہوں۔"

"لیکن میں نسلا نیگرو ہی ہوں۔ امریکی نیگرو۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو سمجھ تو سکتے ہیں۔"
 "وہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا تم بھی ہاتھی کا گوشت کھاتی ہو۔"
 "ہرگز نہیں۔۔۔ اسی لئے تو ان لوگوں سے دور دور رہتی ہوں۔"

"پھر کیا کھاتی ہو۔"

"آبل پرندوں کا گوشت اور پھل۔"

"یہ دونوں کہاں پائے جاتے ہیں۔"

"کیا تم جھوڑے ہو۔"

"بہت زیادہ۔"

"آؤ میرے ساتھ۔" وہ پھر اُسکا ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگی۔

اس بار کی دوڑ کا اختتام ایک غار کے دہانے پر ہوا تھا۔ وہ آسے غار

کے اندر لے آئی۔ تھوڑی دیر بعد جب آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو
 عمران نے دیکھا کہ اُسکے سامنے ایک جھٹا ہوا بڑا سا پرندہ رکھا ہوا ہے۔ کچھ جھکی
 پھل بھی تھے۔

عمران پھل کھانے لگا۔

"ایسے بھی کھاؤ۔۔۔ یہ قاز ہے۔" وہ پرندے کی طرف اشارہ کر کے بولی

"مسلم نیگرو ہوں۔ صحت ذبح کھا سکتا ہوں۔"

"میں بھی ذبح کھاتی ہوں۔ یہودی ہوں۔"

"اچھا۔ اچھا۔ لیکن میری طرح کالی کیوں ہو گئی ہو۔"

"میں نہیں جانتی وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے لاتعداد سفید ناموں کو سیاہ نا
 بنا کر رکھ دیا ہے۔ مجھے بیہوش کر کے مجھ پر کوئی مائیتی تجربہ کیا گیا تھا۔

جس کا نتیجہ تم دیکھ ہی رہے ہو۔"

"تو وہ سب اصلاً سفید نام ہی تھے۔"

"نہیں! ان میں زیادہ تر چینی اور نیگرو ہیں۔ لیکن وہ انگلش نہیں بول سکتے۔"

"لیکن اہم مقصد کیا ہے۔"

"مقصد ہی تو کچھ میں نہیں آ رہا۔"

"وہ تجربہ تم پر کہاں کیا گیا تھا۔"

"کچھ خواب سنا دیا ہے جیسے فل بازی سے متعلق کوئی فلم رہی ہو۔ میں نے

بھی اُس فلم میں ایک رول ادا کیا ہو۔۔۔ تم نے ایسی فلمیں تو دیکھی ہی ہوں گی؟

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"عجیب وضع کی تجربہ گاہ ہیں۔ فلانی اسٹیشن۔ اور اُنٹے والی عجیب و
 غریب شینیں۔"

"وہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے۔ اور کس طرف ہے۔"

”یہ بتانا بہت مشکل ہے کیونکہ رنگت تبدیل ہو جانے کے بعد مجھے ایک بار پھر بیہوشی کے مرحلے سے گزرنا پڑا تھا۔ آنکھ کھلی تو یہاں اس غار میں تھی۔“

”تمہارا۔۔۔ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”دراصل مجھے ان لوگوں کی نگرانی پر لگایا گیا ہے۔ میں ان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتی ہوں۔۔۔ اور کسی نامعلوم آدمی کو ٹرانسمیٹر کے ذریعے مطلع کرتی رہتی ہوں۔۔۔“

”ذرا دیکھوں تو کیا ٹرانسمیٹر ہے۔۔۔“

”وہ کسی گوشے سے دیا ہی ناؤنٹین پن اسٹالو۔ جیسا عمران نے بگاسی سے حاصل کیا تھا۔“

”عمران صرف سر کو جنبش دے کر وہ گیا۔ ٹرانسمیٹر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے فوری طور پر حیرت ظاہر کی تھی۔ عمران نے کہا کہ وہ اُسے پہلے بھی دیکھ چکا ہے۔ پھر اس نے اُس دھاریدار آدمی کے بارے میں پوچھا۔

”بس میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ مجسم دہشت اور سراپا طاق ہے۔ بڑے سے تناور درخت جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔ بڑی بڑی چٹانیں دھکیل دیتا ہے اس کے دُشے قدیم جنگلی یہاں سے نکل بھاگے ہیں۔ آنکھیں جگہ ان مصنوعی ٹنگلیوں کو دی گئی ہے۔۔۔“

”مقصد۔۔۔ عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”مقصد سے لاعلم ہوں۔۔۔ اب تو اس پر نہ سے کا گوشت کھاؤ۔۔۔ بہت ہی تازہ تھی۔“

”عمران خاموشی سے گوشت کے ٹکڑے کاٹنے لگا۔ عورت تھوڑی دیر بعد لی۔ تو تم چینی نہیں ہو۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ میں اسپین کا باشندہ ہوں۔ تنزانیہ آیا تھا۔ ایک رات اپنے ہوٹل

کے کمرے میں سویا۔ پھر یہاں اس حال میں آنکھ کھلی۔۔۔“

”اُدھر تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم تنزانیہ ہی میں ہیں۔۔۔“

”دفتر ناؤنٹین پن سے ایسی آوازیں آنے لگیں۔ جیسے کسی حبیبگر نے۔ جہاں جہاں ”شرع کر دی ہو۔ عورت اُس کی کیپ الگ کر کے کان سے لگائی۔

اور رب والا حقد ہونٹوں کے قریب لاکر بولی۔“ سیلو ایسی ہی فور اسپیکنگ۔۔۔“

”تھوڑی دیر تک کچھ سنتی رہی اور پھر بولی۔“ وہ میری ہی طرح ذہنیے کا گوشت کھاتا ہے۔ اس نے اُن کی ٹولی میں شامل نہیں ہوا۔ میں نے اُسے کھانا کھلایا۔

”ہاں۔ وہ اس وقت میرے ہی ساتھ ہے۔۔۔ اُدھر۔۔۔ کہاں؟۔۔۔ اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔“ گفتگو ختم ہو گئی۔ اُس نے ٹرانسمیٹر جہاں سے اُٹھایا تھا وہیں رکھ دیا۔ اور عمران سے بولی۔ اب کہا گیا ہے تمہیں دوسری جگہ پہنچا دیا جائے۔۔۔“

”تو چلو۔۔۔ میں تیار ہوں۔۔۔“

”مجھے حیرت ہے کہ تم ذرا برابر بھی خائف نہیں ہو۔ درندہ میں نے دیکھا ہے۔۔۔“

”تم میرے لوگ اپنی حالت کا احساس ہوئے ہی پاگلوں کی طرح چیخنے لگتے ہیں اور کسی بھی پاگل ہی ہو جاتے ہیں۔! خود مجھ پر کئی دہائیوں تک دیوانگی طاری رہی تھی۔“

”میرے لئے خاصی خوشگوار تبدیلی ہے میں اُن کا بجد شکر گزار ہوتا اگر میرا ایک کان اکھاڑ کر ناک کی جگہ لگائیے اور اُس کان کی جگہ ناک۔۔۔“

”تم مجھے بہت زیادہ حیرت زدہ کر رہے ہو۔۔۔“

”وہ غار سے باہر نکل آئے۔۔۔ اور چند ہی قدم چلے ہوئے کہ عجیب طرح کا شور مچا دیا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے ہزار مختلف النوح جانور آپس میں

لڑ پڑ رہے ہوں۔۔۔“

”کھڑ جاؤ۔“ اُدھر عمران کا بازو دیکر بولی۔ اور عمران اُسے جواب طلب

نظروں سے دیکھ کر رہ گیا۔

”ٹی۔وی۔ پر کوئی پروگرام آنے والا ہے۔۔۔ دیکھ کر چلیں گے۔“

”ٹی۔وی۔۔۔ عمران نے حیرت سے کہا ”میں تو ان آوازوں کے بارے میں

پوچھنا چاہتا تھا۔“

”یہ اشارہ ہے کہ کوئی پروگرام آنے والا ہے۔ آدمیرے ساتھ۔ وہ اُسے کھینچتی

بھرتی ہوئی۔۔۔ اُسی جانب لے چلی تھی جدھر سے آوازیں آرہی تھیں۔۔۔ یہ بھی کسی

غار کا دہلہ ہی ثابت ہوا۔ آوازیں اُسی سے بہاؤ ہو کر فضا میں منتشر ہو رہی تھیں

اور یہ دہلہ قدرتی بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اُسے تلاش کرنے میں کسی انسان ہاتھ نہ

اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ٹی۔وی کے اسکرین کی سی بلوٹ تھی۔ دفعتاً

ایک چمکیلا غبار سا اُس پر چھا گیا۔ اور ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی ٹی۔وی میٹ کا

اسکرین روشن ہو گیا ہو۔

پھر موٹے موٹے حروف میں یہ تحریر نظر آئی۔

”پروجیکٹ ہلاکت خیز“

ساتھ ہی کسی نامعلوم آدمی نے کنٹری شروع کر دی ”خواتین وحشرات!

زیر ولینڈ ٹیلیوژن آپ کو پروجیکٹ ہلاکت خیز کی طرف لے جاتا ہے۔

افریقہ میں نیا سورج طلوع ہونے والا ہے۔ جس کی روشنی ساری دنیا میں پھیلے

گی۔ سفید فام نسلیں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گی۔ رنگدار اقوام کا سورج ہو گا۔

یہ دیکھتے یہ رہا ہمارا بین براعظمی میزائیل ہلاکو آؤں۔۔۔“

ایک بہت بڑا میزائیل لائیونگ پیڈ پر دکھائی دیا۔ جس پر ”ہلاکو آؤں

برائے واشنگٹن“ تحریر تھا۔

”اب ملاحظہ فرمائیے۔۔۔ ہلاکو دوئم۔۔۔ ماسکو کے لئے۔۔۔ یہ ہلاکو سوئم ہے

برس کے لئے۔۔۔ یہ ہلاکو چہارم ہے۔ لندن کے لئے۔۔۔ یہ ہلاکو پنجم برلن

کے لئے۔۔۔ غرضیکہ ہم انہی جنگلوں میں چھپے رہ کر دنیا کے سارے بڑے ممالک

بڑے شہروں کو کھنڈر بنا سکتے ہیں۔ ایک میزائیل کم از کم پچاس میل کے

تنبہ کے لئے کافی ہو گا۔۔۔ پروجیکٹ ہلاکت خیز ایسے ہی ڈیڑھ سو میزائیلوں

پر مشتمل ہے۔ افریقہ میں نیا سورج ضرور طلوع ہو گا۔ سفید فام درندوں کے لہر

نڈیاں بہیں بہیں گی۔۔۔ زیر ولینڈ پائندہ باد۔۔۔“

چمکیلا غبار دفعتاً غائب ہو گیا۔ اور غار کا تاریک دہانہ سناں نظر آنے لگا

عمران کا پچھلا ہونٹ دانتوں میں دبایا ہوا تھا۔ اور چہرے پر پسینے کے

ندری پھوٹ رہی تھیں۔

”آؤ چلیں۔۔۔“ عورت اُسکے شانے پر ہاتھ مار کر بولی۔

عمران مڑ کر اُسے بغور دیکھتا ہوا بولا۔ ”یہ کیا بکواس تھی۔“

”ہاں بھریسی جھوٹی موٹی خبریں ٹیلی کاسٹ ہوتی رہتی ہیں۔۔۔ کل خرگوش

اور کھوکھلی کہانی آتی تھی۔۔۔ چلو چلیں۔۔۔“

”اور اگر میں چلنے سے انکار کر دوں تو۔۔۔“

”تو پھر کہاں جاؤ گے۔“

”کہیں بھی نہیں! تمہارا غار کہاں ہے۔۔۔“

”میں وہاں تنہا رہتی ہوں۔۔۔ کوئی میرے ساتھ رہ نہیں سکتا۔“

”اُسکے باوجود بھی میں کہیں اور جانے سے انکار کرتا ہوں۔۔۔“

”تمہاری مرضی۔ لیکن تم میرے غار میں نہیں رہ سکو گے۔“

دفعتاً پھر شور سنائی دیا لیکن یہ ٹیلی ویژن والے شور سے مختلف تھا۔۔۔

یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بہت سے لوگ اُسی طرف دوڑے آرہے ہوں۔

”غیر معمولی۔۔۔ قطعی غیر معمولی۔۔۔“ عورت چوکنی ہو کر بولی۔ اور پھر اس

نئے شور کے پس پر وہ جو کچھ بھی تھا سنبھال لیا۔ دوسرے جنگلی سنگ ہی کو دوڑاتے ہوئے ادھر ہی لایا ہے تھے۔۔۔ یا شاید اُسے پکڑنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ کسی بندر کی طرح انہیں جھپکاتیاں دے رہا تھا۔
 "اُوہ۔۔۔ بیچارہ لمبا آدمی۔۔۔ عمران بڑبڑایا۔۔۔ وہ تنہا ہے۔۔۔ میں اُس کی مدد کرنی چاہیے۔"

"کیا تم بھی مرا چاہتے ہو۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔"

"اگر جھگڑا ہو جائے تو وہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑتے۔"

"میں اُسے اس طرح نہیں مرنے دوں گا۔"

"کھڑو۔۔۔ کہاں چلے۔۔۔ وہ اُس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی دیکھ میری

ذمہ داری ہو! مجھ سے کہا گیا ہے کہ تمہارے جسم پر خراش تک نہ آئی چاہیے۔"

"کس نے کہا ہے۔۔۔"

"یہ میں نہیں جانتی۔۔۔ اُس نے کہا۔"

ادھر اب اُن جنگلیوں نے سنگ کو گھیر لیا تھا۔۔۔ اور نیردوں سے اُسے چھید

کر رکھ دینے کی کوشش کئے جا رہے تھے لیکن ابھی تک تو انہیں اس میں

کا میا بی نہیں ہوتی تھی۔ عمران نے عورت سے ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھنا چاہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔"

لیکن عمران کا ہاتھ اُسکی گرفت سے نکل گیا! عمران اُردو میں چیخا ہوا

اُن کی جانب چھٹا۔۔۔ گھبراہٹ۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔"

نیزہ نزل کر وہ اُن جنگلیوں پر ٹوٹ پڑا جنہوں نے سنگ ہی کو گھیرے

میں لے رکھا تھا۔

اُن میں سے کچھ عمران کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور پھر عمران کو اندازہ لگانے

میں دشواری نہیں ہوتی تھی کہ وہ نیزہ بازی کے معاملے میں بالکل انارٹھی ہیں لہذا
 میں نے انہیں نیزے کی آبی سے نرمی کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے نیزے کو اٹھا اور
 اُس کی طرح گھمانا شروع کر دیا۔ پھر تو جھگڑا بچ گئی۔۔۔ ٹھیک اُسی وقت کہ میرا قریب
 ہی سے شیر کی دھاڑ سنائی دی۔۔۔ لہذا میں جنگلی مشین طور پر ٹھٹھک گئے۔ جو
 جس پوزیشن میں تھا اُسی میں رہ گیا۔ دھاڑ پھر سنائی دی اور وہ اچھل اچھل
 کر سہاگے۔ جلدھر جس کے سنگ سہاگے نکل گیا۔

سنگ کھڑا ہوا رہا تھا۔ جسم پر کئی جگہ خراشیں آئی تھیں جن سے لمبے ریں

رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ الگ ہٹ جاؤ۔۔۔ سنگ غرایا۔

"پھر کسی دشواری میں پڑو گے۔ جلد میرے ساتھ۔۔۔ عمران اُس کا ہاتھ

پکڑ کر لولا۔۔۔ شیر کی دھاڑ پھر سنائی دی۔۔۔ لیکن عمران نے محسوس کیا کہ آواز

کے معاملے میں کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ نہ پہلے سے قریب کی معلوم ہوتی تھی اور

نہ دُور کی۔

وہ سنگ کو عورت والے غار کی طرف لے چلا۔

"وہاں ایک عورت بھی ہے۔۔۔ میں لے ہم اُردو میں گفتگو کریں گے۔"

عمران نے کہا۔

"عورت۔۔۔ سنگ نے سیدھا ساری لے لیا کوئی عورت بھی ہے۔"

"سیاہ نا۔۔۔ عمران پھٹنا کر لولا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔"

"ابے قبر کے کنارے لگے ہو۔ کچھ شرم کرو چچا جان۔"

"وہ قبر بھی عورت ہی ہوگی بھتیجے۔ لیکن ہم آخر کہاں آ پھنسے بڑا بھیانگ

تھام لیا ہے تمہاریا نے اپنی شکست کا۔"

”بھول جاؤ۔۔۔ دیکھیں گے۔۔۔“

وہ اسے غار میں لایا۔ لیکن اس عورت کا کہیں پتا نہ تھا۔۔۔ سنگ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ”کہاں گئی۔۔۔“

”جنہم میں جاتے۔ تم ادھر لیٹ جاؤ۔۔۔“

”وہ سارے جنگلی چینی بول رہے تھے۔“ سنگ نے کہا۔

”ہانگ کانگ کے لفنگے ہوں گے۔۔۔“

”میں دائیری سمجھتا تھا۔۔۔“

”بنائے ہوئے دائیری ہیں۔۔۔ مقصد خدا ہی جانے۔۔۔“

”میں بہت بھوکا ہوں۔۔۔“ سنگ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

”پھلوں پر نظر پڑی اور وہ اُن کی طرف جھپٹا۔“

”ہاتھی کا گوشت نہیں کھایا۔۔۔ تم بھی تو کاٹ رہے تھے۔“

”نوبت ہی نہیں آنے پاتی تھی کہ ہنگامہ شروع ہو گیا۔“ سنگ جنگلی پھلوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا بولا۔ ”اُن میں دو چار عورتیں بھی تھیں۔ ایک پسند آگئی۔ اس کے حق کی تعریف کر رہی ہاتھ کا وہ لوگ آپے سے باہر ہو گئے۔“

”تمہارا تیل نکالا جائے تو کم از کم پانچ سو روپے فی تولہ کے حساب سے ضرور فروخت ہو جائے گا۔“

”ٹھیک اُسی رات وہ عورت غار میں داخل ہوئی۔ اور عمران سے بولی۔“

”کیا یہ انگلش سمجھ سکتا ہے۔“

”سنگ مرنے چلانے چلاتے رک کر اس کو بخور دیکھنے لگا۔۔۔ اور وہ اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔“ اس بار میں نے بچا لیا آئندہ ایسی حرکت کی تو زندہ نہیں بچو گے۔“

”سنگ کچھ نہ بولا۔ دوسرا پھل اٹھا کر کھانے لگا۔ عمران نے عورت

سے پوچھا۔ ”تم نے کیسے بچا لیا۔“

”شیر کی دھاڑ کا انتظام میں نے ہی تو کیا تھا۔“ وہ ہنسر لولی۔

”لیکن۔ اس کا قصور کیا تھا۔“ عمران نے پوچھا۔

”اس نے اُن کی عورتوں کو چھیڑا تھا۔“

”تم تو کسی کی عورت نہیں ہو۔“ سنگ نے ہنس کر پوچھا۔

”میں اس کی عورت ہوں۔ عورت نے بڑے پیار سے عمران کے شانے اٹھ کر کہا۔“

”جیل تو جلال تو۔۔۔“ عمران کراہ کر رہ گیا۔

”یہ ٹھٹھا ہی بیٹے۔“ سنگ نے بڑے چٹپٹ پرین کے ساتھ تہقیر لگایا۔

”بس۔ بس۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”زیادہ بے تکلف ہونے کی نوبت نہیں۔ اگر مجھے اپنا مزد مچھتی ہیں تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ میں اس کی لائق کہاں رہ گیا ہوں۔“

”کیوں۔ کیا تم بہت خوبصورت تھے۔“ عورت نے چمک کر پوچھا۔

”اُسے جواب نہیں تھا میرا۔“ اطلاوی ادا کارا تیں آگے بڑھے پھرتی تھیں

”اکا کھلا ب کہلاتا تھا۔۔۔“

”اور عنقریب سب کباب کھلاؤ گے۔“ سنگ نے اُردو میں کہا۔

”یہ کیا کہہ رہا ہے۔“ عورت نے پوچھا۔

”اپنی لمبائی پر اظہارِ ندامت کر رہا ہے۔۔۔“

”وہ زور سے ہنسر لولی۔“ اتنا دُجلا اور اتنا لمبا آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ کس قوم سے تعلق ہے اس کا۔“

”کہہ دو حرامیوں کی قوم کا سردار ہے۔“ سنگ نے اُردو میں کہا۔

”لیکن عمران بولا۔“ ابھی اسکی قومیت پر دبیز جھوڑی ہے۔“

”تم ایک سر پرست بننے کی کوشش نہیں کرو گے بھتیجے!“ سنگ نے زبردستی لیے
میں کہا:۔

”ہوش کی دعا کرو۔ میں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہتے۔“ عمران بولا۔
”اگر ان عورتوں نے مجھے قبول نہ کیا تو نکلنے ہی کی کوشش کرنی پڑے گی۔ لیکن
میں اتنی جلدی ناامید ہو جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔“

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مختلف قسم کے جانوروں کا شور بھر سنانا
دیا۔ اور سنگ چونک کر بولا۔ ”کیا یہاں کوئی سنگی نیزہ کا سطر بھی موجود ہے؟“
عورت عمران کا ہاتھ پکڑ کر غار کے دلانے کی طرف بھیجتی ہوئی بولی ”چلو
شام اب کون کہانی آئے گی۔“

عمران اُس کے ساتھ نکلا چلا گیا۔ سنگ بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ تینوں
ساتھ ہی وہاں پہنچے۔

شور ذرا دیر جاری رہا۔ پھر اسکرین پر چمکیلا غبار طاری ہو گیا۔ اور
اُس کے بعد جو چہرہ اس غبار سے ابھرا تھا۔ اُس نے عمران جیسے آدمی کے ذہن
کو بھی اپنے نازک ترین گوشوں کے وجود کا احساس دلادیا۔ بچہ خوبصورت
چہرہ تھا۔ اُس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور مترنم سی آواز نغمات گونجی
”سنگ ہی! اسلئے کا وہ ذخیرہ کہاں ہے جسے تم شکار نیکا کے پار لے جانا
چاہتے ہو۔ جواب دو۔ تمہاری آواز مجھ تک پہنچ جائے گی۔“

”خدا کی پناہ۔ یہ تم ہو تمہارے۔“ سنگ آہستہ سے بولا۔
”ہاں۔ میں ہی ہوں۔“

”میں نے تمہیں اس روپ میں کبھی نہیں دیکھا۔“
”وقت نہ ضائع کرو۔ بتاؤ وہ ذخیرہ کہاں ہے۔“
”اگر تم مجھے اپنے قریب آنے دو تو سارے بزنس سے دستبردار ہو جاؤ گے“

”خود ہی سارا ذخیرہ تمہارے حوالے نہ کروں تو گولی مار دینا۔“
”میں کہتی ہوں۔ سنجیدگی اختیار کرو ورنہ کیڑے مکوڑے بھی تمہارے احوال
رو پڑیں گے۔“

”تم مجھے محبت سے زبردستی ہو دھکی سے نہیں۔“
”اچھا تو پھر سبک سبک کر مرنے کے لئے تیار رہنا۔“
”ٹھہرو۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا ”مجھے بھی کچھ کہنا ہے۔“
”تم۔۔۔ وہ منعموم لہجے میں بولی۔ ”تم کیا کہو گے۔۔۔“

”یہی کہ اس کالی بیماری کا علاج تو بتائی جاؤ۔“
”لیکویڈ ہائیڈروجن پیراکسائیڈ۔۔۔ ایک پونڈ کافی ہو گا۔“
”کب بھواری ہو۔“ عمران نے چپک کر پوچھا۔
”کس دھم میں مبتلا ہو! کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے تمہیں متحیر کر دینے
کے لئے تمہارا یہ حلیہ بنایا ہے۔۔۔“

”پھر کیا کھوں۔۔۔“
”اس کالے کوٹ کے جوتے یہاں ایک منٹ کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتے؛
پھر یہ تمہیں ختم کر دیں گے۔ یہ ایک خاص قسم کا پینٹ ہے جو حشرات الارض کو
م سے دور رکھتے گا۔ اسے مقامی باشندوں کی رنجت کے مماثل بنانے کی
کوشش کی گئی ہے۔“

”بات سمجھ میں آگئی۔ لیکن آخر اس طرح یہاں کیوں لایا گیا ہوں۔ میرے تو
رشتے بھی یہاں تک نہ پہنچ سکتے۔“

”اس لئے لئے گئے ہو کہ تم دنیا کو مہارے پر و جیکٹ ہلاکت خیز کے بارے
میں آگاہ کر سکو۔ بہت جلد واپس بھجوا دیئے جاؤ گے۔ صرف تم۔ سنگ ہی
کو یہیں ایڑیاں رگڑ کر مرنے کے لئے۔“

”تمہیں اس شکل میں دیکھ لینے کے بعد اب زندہ رہنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“ سنگ ہی دانت پر دانت جھاکر بولا۔

لیکن اچانک چمکیلا غبار اس چہرے سمیت غائب ہو گیا۔۔۔ وہ خاموش کھڑے رہے۔ پھر سنگ ٹھنڈی سانس لے کر بولا ”شاید یہی اسکی اصل شکل تھی۔۔۔“

”میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ تم کوئی اتنے اہم آدمی ہو گے۔“ عورت نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”کیا تم جانتی ہو کہ وہ ٹی ٹھری بی ہے۔۔۔“
”میں کیا جانوں۔۔۔ کتنے ہی چہرے دیکھتی رہتی ہوں۔ یہ تو گفتگو کے انداز سے محسوس کیا ہے کہ تم کوئی اہم شخصیت ہو۔“

سنگ نے زوردار قبضہ لگایا اور سینہ ٹھونک کر بولا ”اہم ترین شخصیت میں ہوں۔ جسے وہ اذیت دے کر مارنا چاہتی ہے۔“

”پروہ۔۔۔ وہ برا سا منہ بنا کر بولی ”تم جیسے کتنے ہی آتے ہیں اور بڑوں سے متفق نہ ہونے کی بنا پر چوپڑیوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔“

”میں نہیں سمجھا۔“ عمران جلدی سے بول پڑا۔۔۔
”گوشت خور چوپڑیاں۔۔۔ ذرا ہی سی دیں میں ہڈیوں کے پجز کے علاوہ کچھ باقی نہیں بچتا۔“

سنگ نے لاپرواہی ظاہر کرنے کیلئے شانے سکڑے اور پھر ڈھیلیاں بھڑک کر دوسری طرف مڑا گیا۔

”تم نے اس شخص کو بچا کر اچھا نہیں کیا۔“ عورت آہستہ سے بولی۔
عمران کچھ نہ بولا۔ سنگ ہی کو یہ تشویش نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔ پھر اس نے اسے آواز دی اور سنگ رُک کر اس کی طرف مڑا۔۔۔

”کہاں بھاگے جا رہے ہو۔۔۔“

”کہیں بھی نہیں۔۔۔ سوچ رہا ہوں کہ کہیں تمہیں قتل ہی ذکر دینا پڑے۔“

”وہ کس خوشی میں۔۔۔“

”اس عورت کے معاملے میں دخل اندازی مت کرنا۔ سنگ نکتے چھلکار بولا۔“

”تم قبول ہے ہو کہ یہ میری عورت ہے۔“ عمران بولا۔

”خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ اسکا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔۔۔“ سنگ نے کہا اور

غار کی طرف بڑھ گیا۔

”دیکھو۔۔۔ دیکھو۔۔۔ وہ غاری کی طرف جا رہا ہے۔“ عورت بولا۔

”فکر نہ کرو۔ میں اسے دیکھ لوں گا۔“ عمران نے کہا۔

”مٹھو۔۔۔ مجھے اسکی آواز سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔“ عورت بولی۔

”میں اسے ساتھ ہی کمر کے لئے غار میں نہیں رہ سکوں گی۔“

”لو چھو۔“

”کہیں اور چلیں گے۔“

”کیا تم اس جگہ کی نشاندہی کر سکو گی جہاں یہ سارے میزائل نصب ہیں۔“

”مجھے کیا معلوم۔ اور تمہیں اسکی فکر کیوں ہے تم تو واپس بھجوائے

جاؤ گے۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ مسلسل سوچے جارہا تھا۔ آخر ہجر کیا ہے۔ کیا وہ کسی

اور ذریعے سے دنیا کو اپنے اس خوفناک منصوبے سے آگاہ نہیں کر سکتی

تھی۔ آخر اسے کیوں ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔۔۔ اور پھر کسے اس کی

باتوں پر یقین آئے گا۔ یہ تو کہہ ہی نہیں سکے گا کسی سے کہ خود تھریسا

ہی اسے اپنے اس اسٹیشن تک لے گئی تھی۔ اور پھر واپس بھی کر دیا۔

کون یقینی کرے گا۔ اُسے اُس سے یہ سوال ضرور کرنا چاہیے تھا۔ عورت اُسے ٹھوکانا دیکر بولی۔ "جلو نا۔"

وہ چونک پڑا۔ اور آہستہ سے بولا۔ "نہیں۔ میں اُسے اپنی نظروں ہی میں رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ تم نہیں جانتیں، جیحد خطرناک آدمی ہے۔" "تو پھر تم نے اُسے اُن لوگوں سے بچانے کی کوشش کیوں کی تھی؟" "اپنی عادت سے مجبور رہوں۔ اگر کسی ایک آدمی کو کئی لوگ گھیر لیں تو مجھے بیدار آتا ہے۔ اگر اسکا تذہ مقابل ایک ہی ہوتا تو کبھی دخل اندازی نہ کرتا۔"

"اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو پھر اسی غار میں چلے آؤ۔"

"یہی مناسب ہے۔"

لیکن جیسے ہی وہ غار میں داخل ہوئے۔ سنگ ہی عمران پر ٹوٹ پڑا۔ عمران بھی غافل نہیں تھا۔ جب کائی دے کر دُور جا کھڑا ہوا۔

"کیا واقعی دماغ چل گیا ہے۔"

"میں تمہیں بانٹھ کر ڈال دوں گا۔ اور پھر۔ اور پھر۔" بکھتے ہوئے اُس نے پھر عمران پر چھلانگ لگائی۔ اور اب شاید دونوں ہی اُس عورت کی طرف سے غافل ہو گئے تھے! وہ گھاتیں لگا ہے تھے، پتیرے بدل رہے تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی کسی کی گرفت میں نہیں آسکا تھا۔

دوسری طرف وہ عورت ایک گوشے میں پہنچ گئی۔ چہرے پر گیس ماسک چڑھایا اور کئی قسم کی گیس کے سلینڈر کا جیٹ کھول دیا۔ ہلکی سی آواز کے ساتھ گیس منتشر ہونے لگی تھی۔

عمران اور سنگ دونوں ہی کے ذہن اس آواز کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ سنگ نے غار کے دہانے کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن زمین پر

آتے ہی پھر نہ اُٹھ سکا۔ عمران کا سر بھی چکر اکر رہ گیا۔۔۔ اُس نے بھی غار سے نکل جانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اندھیرے کی چادر ذہن پر مستط ہوئی چلی گئی۔

اُسے بار اُس نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔ بس بیدار ہو گیا تھا۔ کسی طرح اور فوری طور پر احساس ہوا تھا کہ وہ سوتے سے جاگ رہے طبیعت بھی کسٹھ نہیں تھی۔ بس ایسا ہی لگتا تھا جیسے نیند پوری کر لینے کے بعد تازہ ہو گیا ہو۔

لیکن تھا کہاں؟۔۔۔ بو کھلا کر چاروں طرف نظر دوڑائی اور اُٹھ بیٹھا۔ بائیں جانب ملبوسات کی الماری تھی۔ آئینے پر نظر پڑی۔ لمبیتیں پھر وہی رزل ڈونا بونا رڈ۔

اُٹھ کر بستر پر بیٹھ آیا۔ اور آئینے کے سامنے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنا جائزہ لینے لگا۔۔۔ رزل ڈونا بونا رڈ کے میک آپ میں تھا۔۔۔ اور جسم پر کبھی سیاہی کا دھبہ بھی نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگا۔ کیا سچ مچ اُس نے کوئی خواب ہی دیکھا تھا۔ لیکن۔۔۔ لیکن یہ مولانا والا خیمہ تو نہیں ہے۔ اگر کوئی عمدہ سی خواب لگا ہے۔۔۔

دفعتہ فون کی گھنٹی بجی۔ اور عمران نے جھپٹ کر ریسور اٹھالیا۔

مستر عمران۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

رانگ نمبر۔۔۔ اٹ اڈ کر نل ڈونا بونا رڈ۔

”اوہ۔۔۔ میں جنرل کیو لول رہا ہوں۔۔۔“

”مارنگ سر۔۔۔“

”کیا تم بالکل ٹھیک ہو۔۔۔“

”ییس سر۔۔۔ لیکن میں یہاں کیسے۔۔۔“

”میں فوراً پہنچ رہا ہوں۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی اور سسل

منقطع ہو گیا۔

عمران نے بہت تیزی سے خود کو خواب گاہ سے باہر نکلنے کے قابل بنایا

تھا۔۔۔ زیادہ بڑی عمارت کہیں تھی۔ ایک سیاہ ناما مار نے اُسے ڈائنگ

رُوم تک پہنچایا جہاں ناشتہ میز پر موجود تھا۔ اور پھر ناشتہ کی عمران

میں جنرل کیو لول پہنچ گیا۔ یہ ملٹری انٹیلیجنس کا سربراہ تھا۔ اور

جنرل کیو کھلاتا تھا۔ اصل نام جو کچھ بھی رہا ہو۔

”تم نے کمال کر دیا۔ مسٹر عمران۔۔۔ وہ گر مجبوشی سے مصافحہ کرتا ہوا ہوا۔

عمران نے متحیرانہ نظروں سے اُسے دیکھا۔ لیکن زبان بند رکھی۔ جنرل کھتا رہا۔

”چونکہ معاملہ جمہوریت کا تھا مسٹر عمران۔ لہذا تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے

کمرے سے رول نکال کر ڈیولپ کر لیا گیا ہے۔۔۔ میں تصور بھی نہیں کر

سکتا تھا کہ تم تمہاری کارنامہ انجام دے ڈالو گے۔۔۔“

عمران دل ہی دل میں ہٹا ہٹا رہا تھا۔ لیکن صورت سے بکیت ”یا

”بکیت“ ظاہر نہ ہونے دی۔ سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں تھر سیل اب کیا چکر

چلا گئی ہے۔

”میں نے جناب سے پوچھا تھا کہ میں یہاں کیسے۔۔۔“ اُس نے بہت

احتیاط سے سوال کیا۔

”موازنے سے تھکے آدمی جو زون مگنڈ لے لے اطلاع دی تھی کہ تم اپنا

غائب ہو گئے ہو۔ وہاں جو افتاد تم لوگوں پر پڑی تھی۔ اُس سے بھی آگاہ کیا

کیپٹن بگاسی کے بارے میں بتایا۔ وہ حراست میں ہے

بہر حال جو زون مگنڈ کی قیادت میں ایک ٹیم کی گواہی کی طرف روانہ

کر دی گئی۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اُس ٹیم میں خود میں بھی شامل تھا۔ ایک

معمولی فوجی بن کر گیا تھا۔ کی گواہی سے ہم میانڈ کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔

اور پھر ہم نے راستے ہی میں تمہیں یہوش پڑا پایا۔ تمہاری دردی تار تار تھی

ہاتھوں اور چہرے پر خراشیں تھیں۔ لیکن تمہارا قصداً محفوظ تھا جس میں

کیمرہ لگایا گیا۔ زبردست کارنامہ انجام دیا ہے تم نے۔۔۔“

”وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن وہ رول جو میرے کمرے سے براہ راست ہے۔

”اُسی کی طرف آ رہا ہوں۔ حیرت انگیز تصویریں ہیں۔ اُن میں سے کوئی

بھی اُدور ایکسپوز نہ نہیں ہوتی۔ سب عمدہ دیکھنے میں مسٹر عمران۔ تم نے ایک

زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔ لیکن افسوس ہم انہیں کھنے سے قاصر ہیں۔

تم ہی اُن کے سلسلے میں عاری مدد کرو گے۔۔۔“

”کیا قصداً ہی اس وقت موجود ہیں آپ کے پاس۔۔۔“

”کیوں نہیں۔۔۔ جنرل اپنا بریف کیس کھولتا ہوا ہوا۔ اُس میں سے ایک

لغافہ نکال کر عمران کی طرف بٹھا دیا۔

یہ متعدد تصویریں تھیں۔ اس میں وہ منظر بھی تھا جب دھاریدار آدمی

ہاتھی کو گرائینے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے کارڈ میں وہ اُسے گرا کر اُس کے

جسٹے چیر رہا تھا۔ تیسرے کارڈ میں جنگلی گرے ہوئے ہاتھی کا گوشت کاٹ

رہے تھے۔۔۔ پھر ہلاکت خیز بین الاقوامی میزاتیلوں کے نظام کی تصاویر کا

سلسلہ تھا۔۔۔ کچھ دشوار گزار راستوں کی تصویریں تھیں۔ عمران انہیں

مل کر انہیں دیکھتا رہا۔ جنرل کھٹکارتا رہا۔ ”یہ ہلاکت خیز منصوبہ کیا

لا ہے۔ "۔
 "میں بڑا عظمیٰ میزائلوں کا نظام۔۔۔ یہ میزائل ہلاک کھلاتے ہیں۔ پورے منصوبہ
 ٹریڈ سو میزائلوں پر مشتمل ہے اور دنیا کے ملکوں کے سائے اہم شہر اس
 نظام کی زد پر ہیں۔ یعنی آپ کے ملک کے ایک حصے سے ساری دنیا کے خلاف
 جارحیت کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔"

"خدا کی پناہ۔۔۔ تب تو جلدی کرو۔۔۔"

"مہم۔۔۔ میں جلدی کروں۔۔۔ عمران نے جھپٹا کر پوچھا۔

"ہاں! تمہارے علاوہ اور کون ہیں وہاں تک پہنچانے کے؟ پہلے ہم
 اس معاملے کو محض معمولی شریکوں کی نظر سے دیکھیں۔ لیکن اب تو۔۔۔
 اب تو۔۔۔"

"جناب عالی۔ میرے فرشتے بھی آپ کو وہاں تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ بلاشبہ
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ لیکن قسم کھانے کو تیار ہوں کہ اس وقت میرے
 پاس کوئی کیمو نہیں تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ ابھی تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔۔۔ کیوں نہ کچھ دن
 ہسپتال میں قیام کرو۔"

"جی نہیں! اس کی ضرورت نہیں! میں پورے ہوش و حواس کے ساتھ آپ سے
 مخاطب ہوں۔"

"مجھ پر اس طرز گفتگو کا مطلب۔۔۔"

"میں خود نہیں گیا تھا۔۔۔ لے جایا گیا تھا۔" عمران طویل سانس لیکر بولا۔ اور
 اپنی کہانی شروع کر دی۔ جنرل کیو حیرت سے منہ بھارتے سنتا رہا۔ عمران کے
 خاموش ہو جانے پر بھی دیر تک اس کے منہ سے آواز نہیں نکلی تھی۔
 "اب کیا خیال ہے۔۔۔ بالآخر عمران ہی نے دوبارہ گفتگو شروع کی۔

"اس کا مقصد میرے عمران۔۔۔ اس کا مقصد۔۔۔ یہ وہ بھارتی مہر آواز میں بولا۔
 "میں خود بھی حیران ہوں کہ انہوں نے خود ہی یہ تصاویر کیوں فراہم کر دیں؟
 عمران نے کہا یہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں۔ چوڑوں کی طرح کام کر کے اس کی پیشگی کیوں کرنا
 چاہتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ انہوں نے مجھے آلہ کار بنانے کی کوشش کی ہے۔"

پھر عمران نے سنگ ہی کی کہانی بھی شروع کر دی تھی۔۔۔

"تو وہ وہیں پھنسا رہا گیا۔" جنرل نے پوچھا۔

"اس کا معاملہ بھی عجیب ہے! شاید وہ اسلحے کا کوئی بڑا ذخیرہ کسی پڑوسی ملک
 میں اسمگل کرنا چاہتا تھا۔ جن کی اطلاع تھریسیا کو ہو گئی۔ وہ اس سے اس کے
 بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی۔ ذخیرہ غالباً تنزانیہ ہی میں کہیں پوشیدہ ہے۔"
 "تم نے یہ دوسری بڑی خبر سنائی۔"

"عمران کو سنگ کا دوست ویلی یاد آیا جو شاید اسی کے ہاتھوں مارا گیا تھا!
 لیکن اس کی بھتیجی تو زندہ تھی۔ ہو سکتا تھا کہ وہ بھی اس میں ملوث رہی ہو اور
 اس ذخیرے کی نشاندہی کر سکے۔ لہذا اس نے جنرل کیو کو اس کے بارے میں بھی بتاتے
 ہوئے کہا۔ ممکن ہے کہ اس سے معلومات حاصل ہو سکیں اس ذخیرے سے متعلق۔"
 "میں دیکھوں گا۔۔۔ میں دیکھوں گا۔" جنرل نے مضطربانہ انداز میں کہا۔
 پھر عمران نے اسے وارننگ دی کہ اگر اس نے تھریسیا کے سلسلے میں کوئی
 کارروائی اس کے علم میں لائے بغیر کی تو نتیجے کا خود ذمہ دار ہو گا۔"

"نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ تم معین رہو۔" جنرل نے کہا۔

"بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "میرے ایک ساتھی کو
 بھی ایک جہت انگیز تجربہ ہوا تھا۔ وہ بھی بحالت بیہوشی دار اسلحے کی منتقلی
 ہوئی سے ایک دیرانے میں جا پہنچا تھا! لیکن اب بیچارہ اس جگہ کی نشاندہی
 نہیں کر سکتا۔"

اُس نے ظفر الملک کی پستی دہرائی تھی۔ اور جنرل نے کہا تھا کہ زر عی
پر جیکٹ تو کئی چل رہے ہیں۔

”خیر۔۔۔ اس معاملے کو بھی دیکھوں گا۔“ جنرل اٹھتا ہوا بولا۔ ”تمہیں
بہر حال آرام کی ضرورت ہے۔ تمہارے ساتھی یہیں موجود ہیں۔ تھوڑی دیر
بعد پہنچ جائیں گے۔“

”لیکن میں ہوں کہاں۔“ عمران نے پوچھا۔

”کی گویا میں۔۔۔“

جنرل چلا گیا۔ لیکن عمران کا ذہن الجھا ہوا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اُسکے
ماتحت جلاز جلد اُس تک پہنچ جائیں۔

جنرل کی یقین دہانی کے مطابق وہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر وہاں پہنچ
گئے تھے۔

جولیا کا جہر دستا ہوا تھا اور آنکھیں توڑم تھیں۔ جبین بدستور امریکی
نیگرو بنا ہوا تھا۔

”تم کہاں غائب ہو گئے تھے باس۔“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ مجھے غائب ہونے کی بنا عرصہ گزر چکا ہے۔“

”کوئی ایک منٹ کی بات ہے۔“

”اور بلا کب ہوں۔“

”پچھلی شام کی بات ہے۔“

”اچھا اب سنو میری کہانی۔“ عمران طویل سانس لے کر بولا۔ اور ایک بار

پھر اپنی بیٹا سنانے لگا۔ جولیا اس دوران میں کچھ بھی نہیں بولی تھی۔ مرن

شکل تکتی رہی تھی عمران کی۔ عمران خاموش ہوا تو تڑپ سے بولی ”یہ تو مرن

ایک دن کی کہانی ہے۔ تم منٹے بھر سے غائب تھے۔“

”میں نہیں جانتا کہ بقیہ چودہ دن کہاں اور کیسے گزرے۔“

”میں یقین نہیں کر سکتی۔“

عمران سسئی آن سسئی کر کے جوزف سے بولا۔ ”آب تم بتاؤ کہ تم لوگوں
کو ہوش کس طرح آیا تھا۔“

”ایسے باس! اکیلے ہم ہی نہیں تھے۔ وہاں تو سینکڑوں آدمی بیہوش ہوئے

تھے۔ کم از کم خیموں کے سائے ہی باشندوں پر یہی گزری تھی۔ اور ہوش

میں آنے کے بعد بھی اُن لوگوں کو گایاں دے رہے تھے۔ جنہوں نے اطلاع لیے

بغیر پچتر مار دیا پچتر کی تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم ہم سے پہلے ہی ہوش میں آ کر کسی

طرف نکل کھڑے ہوئے ہو۔“

”بعد میں تو حکام نے معلوم ہو کر دیا ہوا تھا کہ یہ کس کی حرکت تھی۔“ عمران

نے کہا۔

”نہیں باس! آج تک نہیں معلوم ہو سکا۔ موازہ کی انتظامیہ نے برے ہی

تھے انکار کر دیا تھا کہ وہ اسکی ذمہ دار ہے۔“

عمران نے پھر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی اور ظفر الملک سے پوچھا کہ اسکی

جیب میں چوینم کالکلیکٹ تو نہیں پڑا ہو۔“ چوینم آئے بل گئی تھی۔

”لیکن یہ تصویروں کا ٹکٹ باس۔“

”اُسی نے تو انجن میں ڈال رکھا ہے۔ آخر تھریس کیا چاہتی ہے۔“

”تھریس یاد ہی چاہتی ہے جو تم چاہتے ہو۔“ جولیا نے جلتے کٹے لہجے

میں کہا۔

”میں نہیں سمجھا تھرم۔“

”ایک ہفتہ عیش کر آئے ہو۔ وقفے وقفے سے آئندہ بھی یہی ہوتا ہے گا

اور تم عیش عیش کرتے پھر دو گے۔“

”یعنی پھر غائب ہو جاؤں گا اور دالسی پر عیش عیش کرتا چھوڑوں گا۔“
 جو لیا کچھ نہ بولی۔ بڑا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگی۔
 ”مجھے کسی کا ڈر ہے؟“ ”مگر تم۔“ ”عمران پھر بولا۔“

”مجھ سے بات مت کرو۔“

”اور ہے کوئی بات کرنے والا۔“ ”عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔“
 ”ایک بات یور مجسٹی۔“ ”جیمین نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔“ ”کہیں تھریسیا
 یہ تو نہیں چاہتی کہ ادھر سے کوئی غیر متعلقہ داماد نہ حرکت ہو جائے۔“
 ”میرا بڑا آر۔۔۔“ ”عمران اچھل پڑا اور اسے حرکت سے دیکھتا ہوا بولا۔“
 ”میں دیکھ رہا ہوں کہ تم روز بروز ترقی کر رہے ہو۔“ ”میرا بھی یہی خیال ہے کہ
 وہ مجھے آلہ کار بنا کر متعلقہ لوگوں سے کوئی بے نیکی حرکت کرانا چاہتی ہے۔ یعنی
 وہ بولکھلا کر کوئی بھی حرکت کر سکیں۔“ ”اب سوچنے کی بات ہے کہ وہ حرکت
 کیا کر سکتی ہے۔“

”جنگل کے مشتبہ حقیقوں پر بیاری۔۔۔“ ”جیمین بولا۔“

”اب تو یہی دل چاہتا ہے کہ تمہیں متنبی کر لوں جیسو جیسنگے۔“

”لینگوڈ پلینز۔۔۔ یور مجسٹی۔۔۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے کہ تھریسیا بمباری ہی کی خواہش مند ہے۔“

”جو اس۔۔۔“ ”جولیا بولی۔“

”جو اس ہی سہی۔“ ”اب تم اپنی پروردہ نظم سنا سکتی ہو۔“

”میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے! اگر کوئی ہم کسی

میزائیل پر پڑ گیا تو جانتے ہو کہ کتنی تباہی پھیلے گی۔“

”میں نے محض تصویریں دیکھی تھیں۔ مختلف نبروں کے ہلاکو محض کھوکھے

ہو سکتے ہیں میزائیلوں کے۔ اگر واقعی ایسے میزائیل ان لوگوں کے پاس ہوتے

تو کسی کو ہوا بھی نہ لگنے دیتے! اُنکی۔“

”واقعی یہ سوچنے کی بات ہے! ظفر الملک سر ہلکا کر بولا۔“

”بھروسہ سوچتے ہی رہ گئے تھے اور کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔“

”ختم کو جنرل پھر آیا۔ بہت زیادہ پریشان نظر آ رہا تھا۔“

”خطہ مول لینا ہی پڑے گا۔“ ”اس نے کہا۔ وہ تم پر جو کچھ بھی گذری ہے

ضحکہ خیز ہے کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے طور پر کچھ

رائے سے پہلے ہم ان مالک سے رجوع نہیں کر سکتے۔ جن کے ناموں کے

بن برا عظمیٰ میزائیل ان تصاویر میں موجود ہیں۔“

”دُورست فرماتے ہیں آپ۔“

”تو پھر کیا کریں۔“ ”جنرل بولا۔“

”یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا۔“ ”عمران نے کہا۔“

”جنگل کے بعض حصے ایسے ہیں جن سے گذر کر جیل کے کنارے تک

ہو چکا ناممکن ہے۔ آج تک مہذب دنیا کے کسی فرد کا گذر ادھر سے

ہو نہیں ہوا۔ لہذا ان کو عمل دیکھنے کے لئے جنگل کے مشکوک حصوں پر

مباری کراؤں گا۔“

عمران طویل سانس لے کر رہ گیا کچھ بولا نہیں۔ پھر جنرل نے اپنے اس خیال

کے بارے میں اس کی رائے طلب کی تھی۔“

”میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ شاید مجرم بھی چاہتے ہیں

یا داندیری قبائل کی کہانی سن کر آپ نے کوئی جہاز جنگلوں کی طرف

بیجا تھا۔“

”نہیں! اب تک تو ایسا نہیں ہوا۔“

”میری دانست میں اس ہنگامے کا مقصد یہی تھا کہ حالات کا

اندازہ لگانے کے لئے آپ کے جہاز جنگل پر پہنچا کر میں۔ لیکن آپ لوگوں نے اس حد تک اس کا ٹوٹس نہیں لیا تھا۔ لہذا مجھے آلہ کار بنایا گیا۔

”میں تو کم از کم دس بمبار بھیج کر بمبارکراؤں گا۔“
 ”میں اپنا فرض ادا کر چکا۔ اب آپ جانیں۔“
 ”کیا تم کسی جہاز میں اپنا موجودگی پسند کرو گے۔“
 ”ہرگز نہیں جناب والا! میں اپنے چہیت کی ہدایت کے بغیر ایسا کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔“

جنرل واپس چلا گیا۔ دوسرے دن صبح بچے دس بمبار جنگھار تے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اور جنرل کو عمران کے پاس آیا تھا۔

”میں یہیں بیٹھ کر انتظار کروں گا۔“ اس نے عمران سے کہا۔
 ”مزور۔ ضرور۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔
 ”جلد ہی کوئی امید افزا اطلاع ملے گی۔“ جنرل نے کہا۔ اور سگار

سلاکھنے لگا۔
 قریباً آدھے گھنٹے بعد نوں کی گھنٹی بجی۔ ریسرچر عمران ہی نے اٹھایا تھا۔ اور کان سے لگانے کے بعد اسے جنرل کی طرف بڑھا دیا تھا۔
 ”میلو۔“ جنرل نے ماتھے پیس میں کہا۔ ”جنرل کیو! کیا۔“
 ”نہیں۔ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ ہوا باز کہاں ہے۔۔۔ اچھا اچھا۔ میں آ رہا ہوں۔“

”کیا بات ہے جنرل۔“ عمران بوکھلا کر بولا۔
 ”صرف ایک بمبار واپس آیا ہے۔ اور اس کے ہوا باز کے

حالت بہت خراب ہے۔“
 ”کیوں؟ کیا ہوا۔۔۔“

”تم چلنا چاہو تو چلو میرے ساتھ۔۔۔ ہوا باز ہی بتائے گا کہ کیا ہوا۔۔۔ وہ میرا منتظر ہے۔ اور کسی کو کچھ نہیں بتایا۔“
 ”میں چل رہا ہوں۔“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔
 ”وہ فوجی کیمپ میں پہنچے تھے۔ اور جنرل سیدھا ایک خیمے کی رت بڑھتا چلا گیا تھا۔“

وہاں کئی آدمی تھے۔ دو بادر دی پالمٹ بھی تھے۔ ایک بیہوش رہا تھا اور دوسرا بیٹھا بڑی طرح ہانپ رہا تھا۔
 جنرل نے بقیہ لوگوں کو خیمے سے چلے جانے کو کہا۔
 ”مہم۔۔۔ میرے حواس بجا نہیں ہیں۔۔۔ جناب۔“ پالمٹ ہانپتا ہوا

”بتاؤ کبھی تو۔ آخر ہوا کیا۔۔۔“ جنرل تھینچا گیا۔
 ”تو بمبار طیارے میرے دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے۔“
 ”وضاحت کرو۔۔۔ میں بالکل نہیں سمجھا۔“
 ”کس طرح بتاؤں۔۔۔ میری سوجھ بوجھ میں کچھ نہیں آتا۔۔۔ بس ایسا لگا تھا کہ ایک ایک کر کے سارے طیارے ہوا میں تحلیل ہو گئے ہوں۔۔۔ نہ کسی قسم کی آواز کی اور نہ ان کے ٹکڑے فضا میں کچھ کر زمین تک پہنچے۔“
 ”میرے کچھ بچے نہیں پڑے۔۔۔“

”بس جناب! وہ تو عدد طیارے اسی طرح غائب ہو گئے۔“
 جنرل نے عمران کی طرف دیکھا۔ اور عمران سر ہلا کر بولا۔ ”میں آپ کے

(تیندلا خاوند)

عمران سیریز

زیر زمین

قیمت
تین سو بیسے
مصنف
ابن صفی جیلے

دنیا کے بعض بہترین مراغہ سالوں کی ٹیم
ایک مہم پر روانہ ہوتی ہے۔۔۔ اُن میں ایک احمق بھی تھا جو
سکے بل کھڑا ہو کر مناظرِ فطرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جان لیوا
دُشواریاں بھی اُسے پُر مَرہ نہیں ہونے دیتیں۔۔۔ اگر وہ اُن کا
ساتھی نہ ہوتا تو وہ سب پاگل ہو جاتے۔۔۔!

اُس شوخ و شنگ لڑکی کا یہی خیال تھا۔۔۔
ایکشن اور مس پس سے کھڑپور کھانی
عقرباں نظر عا پر آرہی ہے۔۔۔!

اسرار پبلیکیشنز

ہاٹ روڈ س کالونی - کراچی ۷۵

ہیں۔ اُن کے پاس خالص کرنے کے لئے جہاز نہ ہوں گے۔ اس لئے اپنا کوئی
جدید ترین حربہ آپ کے جہازوں پر آزمایا ہے۔ گویا اُس حربے کے سلسلے میں
اُن کا تجربہ کامیاب رہا۔ وہ کوئی بچہ تباہ کن شعاع بنانے میں کامیاب
ہو گئے ہیں۔ ایسی شعاع جو ہر شے کو ذرات میں تبدیل کر دیتی ہے۔
نہ دھماکا ہوتا ہے اور نہ اُس چیز کے ٹکڑے زمین پر گر تے ہیں۔ یہ ہوا اصلی
پر وجیکٹ ہلاکت خیز ہے۔ اب ہوائی جہاز اور میزائل اسی طرح اُدھر ہی اُدھر
تباہ کر دینے جایا کریں گے۔ اُن کا مطلب یہ ہے کہ نہیں گر کر رہے گا۔۔۔

مگر میں اب کیا کروں۔۔۔ جنرل میز پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

”بڑی طاقتوں کے نمائندوں کی میٹنگ طلب کر کے اس معاملے کو اُن کے
سامنے رکھتے۔۔۔ اپنی ذمہ داری پر کوئی قدم ہرگز نہ اٹھائے۔۔۔
”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کاش میں پہلے ہی تمہارا مشورہ قبول کر لیتا۔
اُدھ۔ میرے خدا۔۔۔ میری وجہ سے اٹھارہ جانیں ضائع ہوئی ہیں۔۔۔ کو
طیارے تباہ ہوئے ہیں۔۔۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ جیب میں چوہ نگم کا پیکٹ ٹوٹ رہا تھا۔

ختم شد